اِسلام اور جَادُو
دُعاؤں کا طالب: خاکسار عبدالحلیم صدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اس کتاب کو میں اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔
میری والدہ جنہوں نے مجھے بچپن سے ہی نماز پڑھنا، روزہ
رکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا۔ میرے والد، جنہوں نے مجھے
اپنی حلال کمائی سے کھلایا اور بیرون ملک اعلیٰ تعلیم دلوائی۔
اے اللہ! تو اُن کے سارے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے
اُن کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاوشوں کا اعتراف

میں حافظ محمد سلیمان اور محمد اظہر کی کاوشوں کا اعتراف کرنا چاہتا
ہوں کہ انہوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور احادیث کو جمع کرنے
میں میرا ساتھ دیا۔ میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عارف صاحب کا
بھی ممنون ہوں جنھوں نے میری کتاب پڑھ کر اُس کو سراہا۔ میں
اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ اِن سے راضی ہو اور ہم
سب کو راہِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

انسانی تاریخ، اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ انسان ہمیشہ صراط المستقیم کو چھوڑ کر مشرکانہ توہم پرستی میں مبتلا رہا ہے۔ اسی لیے ہمارے رحیم ربّ نے انسانوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے کے لیے اپنے انبیاء بھیجے ہیں اور کتابیں نازل کیں۔ اللہ قرآن مجید میں خاص طور پر بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد کرتا ہے: کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور اُن کا حال یہ ہے کہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کر دے پھر تم اُس کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے (4 :51-52)۔ جبت جادو، کہانت، فال گری، ٹونے ٹوٹکے، شگون اور دوسرے وہمی خیالات کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے، اِس لیے ہمیں یہاں غرور، شک، وہم، ستاروں کے اثرات، تعویزوں، نگینوں، ہاتھوں کی لکیروں، خوش قسمتی لانے والی چیزوں، خواب کی تعبیر، نظرِ بد اور جادو کے اثرات جیسی چیزوں سے آزمایا جائے گا۔ یہ میری اِس کتاب کے موضوعات ہیں۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ میں اپنے معاشرے میں موجود اِن سنگین مسائل کی نشان دہی کر سکوں، اور اپنے بھائیوں کو دائرہ اسلام میں واپس لا سکوں۔ پہلے میں قدر کے بارے میں معاشرے میں موجود غلط نظریات کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا جو ہماری الجھن کی ایک بڑی وجہ ہیں۔ حقیقی معنوں میں یہ سمجھنے کے لئے کہ لوگ شک، ضعیف الاعتقادی اور جادو جیسے قبیح کاموں میں کیوں پڑتے ہیں، میں شیاطین جنوں اور اُن کے سائے پر گفتگو کروں گا، کہ وہ کس طرح ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر میں انسانی شخصیت پر شک اور ضعیف الاعتقادی کے اثرات پر گفتگو کروں گا۔ میں نام نہاد ماہرینِ نگینہ و گوہر کے بیانات، اور قرآن اور سائنس نگینوں اور پتھروں کے انسانی شخصیت پر اثرات کے بارے میں کیا کہتے ہیں، پر بحث کروں گا۔ پھر میں نجومی، پامسٹ، رنگ اور خشک کپ کی لکیروں کو پڑھنے والوں پر بحث کروں گا۔ پھر میں تعویز اور نظرِ بد پر بحث کروں گا۔ آخر میں، میں جادو کے انسانوں پر اثرات، اُس کی روک تھام اور علاج کے بارے میں کچھ تفصیل سے گفتگو کروں گا۔ میں اپنی گفتگو کا خاتمہ دعا سے کروں گا۔ شروع کرنے سے پہلے میں اپنے قاری سے درخواست کروں گا کہ وہ اگلے باب کو بہت غور سے سمجھ کر پڑھے، کیونکہ یہ میرے سارے موضوعات کو سمجھنے میں بہت معاون ہو گا۔

فہرست

1) یادرکھنے کی باتیں	05
2) قدر یاتقدیر کیاہے	09
3) جنات کاسایہ یاچمٹنا	13
4) تکبّر وغرور	24
5) شک اور خوف	25
6) حسد اور بغض	28
7) ضعیف الاعتقادی(توہم پرستی)	35
8) خوابوں کی تعبیر	38
9) ہاتھوں کی لکیریں اور علمِ نجوم وغیرہ	39
10) تعویز لٹکانا	45
11) نگینوں کا ہماری تقدیر پر اثر	48
12) نظرِبد	51
13) کالا جادو(سحر)	56
14) جادو، نظرِبد وغیرہ پر اختتامیہ	68
15) بیماریوں جادو، نظرِبد وغیرہ کا علاج	73
16) اختتامیہ	90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادرکھنے کی باتیں

میں نے یہ عنوان اِس بات پر زور دینے کے لیے یہاں رکھا ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم قرآن کریم کی نیچے دی گی آیات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کیا کہ رہے ہیں، تو میرے موضوعات کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ سورۃ الانعام، آیات (6:13-18)، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اے نبیؐ، رات کے اندھیرے اور دن کے اُجالے میں جو کچھ ٹھہرا ہوا ہے، سب اللہ کا ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ **کہو، اللہ کو چھوڑ کر کیا میں کسی اور کو اپنا سرپرست بنالوں**؟ اُس خدا کو چھوڑ کر جو زمین و آسمان کا خالق ہے، اور جو روزی دیتا ہے روزی لیتا نہیں ہے؟ کہو، مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں اُس کے آگے سرِ تسلیم خم کروں (اور تاکید کی گئی ہے کہ کوئی شرک کرتا ہے تو کرے) تو بہر حال مشرکوں میں شامل نہ ہونا۔ کہو، اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں کہ ایک بڑے (خوفناک) دن مجھے سزا بھگتنی پڑے گی۔ اُس دن جو سزا سے بچ گیا اُس پر اللہ نے بڑا ہی رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔ **اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے**۔ وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور دانا اور باخبر ہے۔ یہ آیات ہم سے کہہ رہی ہیں کہ ہمیں اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، اگر وہ ہمیں کسی آزمائش یا مصیبت میں مبتلا کرے تو کوئی بھی ہمیں اُس سے نجات نہیں دلا سکتا۔ لہٰذا، مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں بس اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کسی پر نہیں (نہ کسی تعویز پر، نہ کسی پتھر پر، نہ کسی جادو ٹونہ پر، اور نہ کسی پیر وغیرہ پر)۔ اسی طرح سورۃ آلِ عمران، آیات (3:160)، میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: **اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اُس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو**؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ یہاں اللہ ہمیں پھر یہ باور کرا رہے ہیں کہ اگر وہ ہماری مدد کرے، تو کوئی بھی ہم پر قابو نہیں پا سکتا، اور اگر وہ ہمیں چھوڑ دے تو کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ یہ آیات ہم سے کہہ رہی ہیں کہ جادو یا نظرِ بد ہمیں اُتنا ہی نقصان پہنچا سکتی ہیں جتنا اللہ نے ہمارے لیے مقدر کیا ہے، اور نہ کوئی جادوگر، یا کوئی پیر، یا کوئی پتھر ہمارے مصائب میں اللہ کی اجازت کے بغیر کمی لا سکتا ہے۔ میرا سوال اپنے قاری سے، تو پھر کیا ہمیں صرف اللہ سے مدد

نہیں مانگنی چاہتے ؟ سورۃ جن، آیات (27-72:26) میں اللہ کہتے ہیں: وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اُس رسول کے جسے اُس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کر لیا ہو۔ یہ آیات ہم سے کہہ رہی ہیں کہ صرف اللہ غیب کا علم جانتا ہے، لہٰذا ہمیں غیب کی باتیں بتانے والوں، چمتکار دکھانے والوں، ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کا حال بتانے والوں اور علمِ نجوم وغیرہ پر یقین نہیں کرنا چاہئے، وہ جو ہمیں بتاتے ہیں محض تُکے ہیں اور کچھ نہیں۔ لہٰذا، اگر ہم کوئی مصیبت یا مصائب آئیں تو اللہ کے علاوہ کوئی ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ہمیں اللہ سے صبر کے ساتھ مدد کے لیے دعا کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ، آیت (2:103-102)، میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ۔۔وہ اُس چیز کے پیچھے پڑے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت وماروت پر نازل کی گئی تھی (جادو)، حالانکہ وہ (فرشتے) جب کبھی کسی کو اُس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ **"دیکھ، ہم محض ایک آزمائش ہیں ، تو کفر میں مبتلا نہ ہو"**۔ پھر بھی یہ لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، **ظاہر تھا کہ اذنِ الٰہی کے بغیر وہ اِس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے**، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود اُن کے لیے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور **اُنہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں**۔۔۔

اے مسلمانو، آگ کی خاصیت ہے کہ وہ جلاتی ہے، لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو اُسے ابرہیمؑ کے لیے گلزار بنا دیتا ہے۔ پانی کی خاصیت ہے کہ وہ ڈبوتی ہے، اِس کے باوجود وہ اُسے موسیٰؑ اور اُن کی قوم کے لیے سخت کر دیتا ہے، تاکہ اُس پر چل کر اُسے پار کر لیں، اور اُسی پانی میں وہ فرعون اور اُس کی فوج کو غرق کر دیتا ہے۔ اسی طرح چھری کی خاصیت ہے کہ وہ کاٹتی ہے، وہ اسماعیلؑ کے لیے اُسے بے ضرر بنا دیتا ہے، چاہے ابراہیمؑ ہی کیوں نہ چلا رہے ہوں۔ اے مسلمانو، یاد رکھو، اللہ خالق، حاکم اور کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کا مالک ہے۔ اُس نے کائنات کا نظام بنایا اور وہ اگر چاہے اُسے موقع محل کے حساب سے ختم یا تبدیل کر سکتا ہے۔ اگرچہ جادو، نظرِ بد وغیرہ ہم پر منفی اثر چھوڑ سکتے ہیں، لیکن اُن کا اثر اللہ کے اذن سے مربوط ہے۔ اگر وہ امان دے تو کائنات میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اے مسلمانو، اللہ کی طرف رجوع کرو جو ہماری محبت اور عبادت کا مستحق ہے۔

انسان کے حالات ایک جیسے نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان حالات تبدیل کرتے رہتے ہیں (خوشی کو غم کے ساتھ، مال کو غربت کے ساتھ، صحت کو بیماری کے ساتھ

وغیرہ، یااِس کے برعکس)۔ ہمارا دین (اسلام) ہمیں کہتا ہے کہ ہمیں خوشی، خوش حالی، یا صحت مند ہونے کو اعزاز نہیں سمجھنا چاہیے، یا اُس پر فخر اور تکبّر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ہمیں اللہ کا شکر گزار بن کر اپنے اندر عاجزی پیدا کرنی چاہیے۔اور اگر ہمارا غم، غربت یا بیماری وغیرہ سے واسطہ پڑ جائے تو ہمیں فکر مند، غمگین، اُداس یا اپنے آپ کو بد قسمت نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ "ہم اللہ کے ہیں اور اُسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے"۔ صبر کی تین اقسام ہیں: ا) مصیبت کے وقت صبر کرنا، یعنی جو بھی مصائب ہم پر آئیں، ہم آہ وزاری نہ کریں ، بلکہ صبر کے ساتھ اُس کا سامنا کریں اور اُسے اپنے رحیم ربّ کی تقدیر کے طور پر قبول کرتے ہوئے اپنی زندگی کے معمولات کو جاری رکھیں۔ ب) صبر اور ثابت قدمی سے اچھے کام کرنا اور بُری ترغیبات سے بچنا۔ ج) صبر کے ساتھ شیطان کی ترغیبات سے بچنا اور بُرے کاموں سے پرہیز کرنا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کہتے ہیں کہ مجھے مدد کے لیے پُکارو نماز اور صبر کے ساتھ۔ اِسی وجہ سے نبیؐ ذرا سی تیز ہوا چلنے پر مسجد میں جاتے اور اللہ سے مدد کے لئے دعا کرتے۔ قرآن کریم میں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُن لوگوں کو خوشخبری دے دو جو مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ہم اللہ کے ہیں اور اُسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے"۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **صبر کرنے والے شخص کا اجر لامحدود ہے**۔ جن لوگوں نے صبر سے کام لیا، جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو فرشتے جنت کے تمام دروازوں سے داخل ہو کر اُن کا استقبال کرنے کے لیے آئیں گے۔ ہم جب بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو شیطان صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں شک اور ضعیف الاعتقادی میں مبتلا کرتا ہے۔ اور ہم پر جب ضعیف الاعتقادی غالب آجاتی ہے، تو ہم جادوگروں، نجومیوں، ہاتھ دیکھنے والوں کے پاس جاتے ہیں، یا تعویز بنواتے ہیں، یا خوش قسمتی کے لیے نگینے خریدتے ہیں۔جب اللہ پر سے ہمارا اعتماد اُٹھ جاتا ہے تو ہم جھوٹی اور فانی چیزوں پر بھروسہ کرکے اپنا ایمان کو کھو دیتے ہیں۔اللہ ہمیں اِس دنیا کے امتحان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اگر ہم اِن آیات کو ذہن نشین کر لیں تو ہمارے لیے تقدیر کے اگلے باب کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ میری رائے میں شیاطین جن وانس کی ترغیبات میں پھنسنے کی ایک بڑی وجہ تقدیر کے فہم سے نابلد ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایاکہ جو تشی کا کام سیکھنا اور چرب زبانی جادو سیکھنا ہے، اور جادو شرک ہے۔ کیوں؟ کیونکہ ہم اُن کے جھوٹے اور بناوٹی چہروں کی وجہ سے گمراہ ہو کر غلط تصورات کو قبول کر لیتے ہیں۔ اِس سے ہم اخذ کر سکتے کہ جادو محض دھوکہ اور فریب ہے، جس کی وجہ سے ہم جادو گروں اور جنوں کے غلط تصورات کو قبول کرتے ہیں۔ جب ہم اوپر دی گئی آیات کو نظر انداز کر کے شیطان کی وسوسوں (جن جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے) میں پھنس جاتے ہیں، تو ہم باور کرنے لگتے ہیں کہ ہم پر مصائب جادو، نظرِ بد یا جنوں وغیرہ کی وجہ سے آئے ہیں۔ یہ قرآن کی اُوپر دی گئی آیات کا ہی انکار نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بھی انکار ہے۔

اللہ ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، کیا ہمیں اپنی پوری صلاحیت کے ساتھ اللہ کی محبت کا جواب، محبت سے نہیں دینا چاہیے؟ جو مرضی ہو جائے، ہمیں اللہ کی محبت پر سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ جو کچھ میں نے ابھی کہا، اُس کو مزید تقویت دینے کے لئے میں ابراہیمؑ کی کہانیاں بیان کرنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو بہت مال اور نعمتوں سے نوازا تھا۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہاکہ ابراہیمؑ میرا بہت شکر گزار بندہ ہے۔ فرشتوں نے جواباً کہا وہ کیوں نہ شکر گزار بنے، آپ نے اُسے بہت مال و دولت اور حیثیت سے نوازا ہے۔ اللہ نے ملائکہ کو ابراہیمؑ کی اللہ سے محبت کو آزمانے کی اجازت دے دی۔ ایک فرشتہ انسانی شکل میں اُن کے ایک کھیت پر اُترا اور ابراہیمؑ کا انتظار کرنے لگا۔ جب ابراہیمؑ اُس کے قریب آئے تو فرشتہ نے **(سبحان اللہ والحمدُ للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر)** انتہائی سریلی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ ابراہیمؑ اِس میں مسحور ہو گئے، کیونکہ وہ آپؑ کے حقیقی محبوب اللہ کی تعریف کر رہا تھا۔ جب فرشتہ رُکا تو ابراہیمؑ نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اُسے پڑھتا رہے۔ فرشتے نے کہا کہ اُنہیں اِس کے لیے ادائیگی کرنی ہو گی۔ ابراہیمؑ نے کہا، جو کچھ لینا چاہو لے لو، لیکن میرے محبوب کی تعریف کرتے رہو۔ فرشتے نے کہا کہ وہ اُن کی ساری بھیڑ اور بکریاں لے لے گا۔ ابراہیمؑ نے کہا لے لو لیکن **(سبحان اللہ والحمدُ للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر)** پڑھتے رہو۔ فرشتہ نے پڑھنے شروع کر دیا **(سبحان اللہ والحمدُ للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر)**۔ چند بار پڑھنے کے بعد، فرشتہ پھر رُک گیا۔ ابراہیمؑ نے دوبارہ کہاکہ پڑھتے رہو۔ فرشتے نے پھر کہا کہ اُنہیں اِس کے لیے ادائیگی کرنی ہو گی۔ ابراہیمؑ نے کہا، جو کچھ لینا چاہو لے لو، لیکن میرے محبوب

کی تعریف کرتے رہو۔ فرشتے نے کہا کہ وہ اُن کی تمام گائیں لے لے گا، ابراہیمؑ نے کہا لے لو۔ فرشتہ نے دوبارہ (سبحان اللہ والحمدُ للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر) پڑھنا شروع کر دیا، چند بار پڑھنے کے بعد فرشتہ پھر رُک گیا۔ ابراہیمؑ نے دوبارہ کہا کہ میرے محبوب کی تعریف کرتے رہو۔ فرشتے نے پھر کہا کہ اُنہیں اِس کے لیے ادائیگی کرنی ہوگی۔ ابراہیمؑ نے کہا، جو کچھ لینا چاہو لے لو۔ فرشتے نے کہا کہ وہ اُن کے تمام اُونٹ لے لے گا۔ ابراہیمؑ نے کہا ٹھیک ہے اور فرشتہ نے اللہ کی حمد پڑھنی شروع کر دی (سبحان اللہ والحمدُ للہ ولا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر)۔ چند بار پڑھنے کے بعد، پھر رُک گیا۔ ابراہیمؑ نے دوبارہ کہا، براہ مہربانی پڑھتے رہو۔ فرشتے نے پھر کہا کہ اُنہیں اِس کے لیے ادائیگی کرنی ہوگی، اور آپؑ کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے، آپ کو اپنے ریوڑ کی دیکھ بھال کے لئے خادم کی ضرورت ہو گی، مجھے اپنے غلام کی حیثیت سے لے لو، میں آپ سے اجرت ، کھانا وغیرہ نہیں مانگوں گا ، پر میرے محبوب اللہ کی تعریف جاری رکھو۔ فرشتہ روپڑا اور کہنے لگا، ابراہیمؑ آپ اللہ کے سچے شکر گزار بندے ہیں، میں یہاں آپ کو آزمانے کے لئے آیا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو سچا ثابت کیا ہے۔سبحان اللہ! اے مسلمانو، قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھو ، یہ ہمیں آخرت میں ندامت اور افسوس سے بچائے گی۔ اے اللہ، ہمارے دل میں اپنی محبت بھر دے تاکہ ہم تجھ سے اپنے دل کی گہرائیوں سے محبت کریں اور اپنی انتہائی جد وجہد سے تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، ہم کمزور ہیں، وساوسِ شیطان اور شیاطین انس و جن کے شر سے ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ آمین! اے اللہ، ہماری راہنمائی فرما اپنے راستہ کی طرف اور ہمیں اُس پر ثابت قدم رکھنا۔ آمین! اے اللہ، اپنے اور ہمارے محبوب نبیؐ پر بہت ساری رحمتیں اور درود بھیج۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدر یا تقدیر کیا ہے

پہلے سے مقرر شدہ تقدیر کا مسئلہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک اہم موضوع ہے، اور خاص طور پر اُن لوگوں کے لئے جن کو نظرِ بد، کالے جادو یا جن کے سائے کے ساتھ آزمایا گیا ہو۔ ان مصائب سے گزرتے ہوئے کوئی اللہ تعالیٰ سے کئی قسم کے سوال کر سکتا ہے، مثال کے طور پر:ا) اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں اِس طرح کی ظالمانہ قسمت کے ساتھ سزا دے رہا ہے. ب) اگر کالا جادو نہ ہوتا، تو ضرور ہماری زندگی بہتر گزرتی۔ ج) دیکھو کالے جادو نے میرے اور میرے خاندان کے لیے کیسے مسائل پیدا کئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ شیطان تقدیر کے مسئلہ کو استعمال کر کے انسانوں کو اپنے رحیم ربّ سے دور کرتا ہے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کیونکہ اکثر لوگوں کو تقدیر کا فہم ہی نہیں ہے۔ لہٰذا جہالت کی وجہ سے شیطان کے پھیروں میں آئے ہوئے لوگ، یا جنھوں نے قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھا کہہ سکتے ہیں کہ "اگر اللہ نے ہمارا جہنم میں جانا مقدر کیا ہے، تو یہ سزا غیر منصفانہ ہے"۔ یہ اللہ سے مایوسی کا دروازہ کھول کر ہمیں گمراہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے بحث کے لیے پہلے موضوع کے طور پر تقدیر کا انتخاب کیا ہے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے سمجھ اور فراست دے تاکہ میں دوسروں کو سمجھا سکوں۔ آمین

شیخ تقی الدین نبہانی، اپنی کتاب "سسٹم آف اسلام" میں کہتے ہیں: جب کوئی شخص انسانی زندگی کا گہرائی سے تجزیہ کرتا ہے تو وہ دیکھے گا کہ انسان دو دائروں میں رہتا ہے۔ پہلے دائرہ میں وہ اللہ کی اجازت کے ساتھ اپنی مرضی کا اختیار رکھتا ہے، کیونکہ یہ اُس کی آزاد مرضی کے دائرہ اختیار کے اندر آتا ہے، اور وہ آخرت میں اِس آزاد مرضی پر جوابدہ ہو گا۔ اِس کے تمام اعمال ایک کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل جملہ میں قدر کو بیان کیا جا سکتا ہے: قدر کا پہلا دائرہ کوئی سکرپٹ نہیں جس پر کسی نے عمل کرنا ہوتا ہے، بلکہ یہ اُس اللہ علیم و خبیر کا لوحِ محفوظ میں تحریر شدہ تفصیلی اعمال نامہ ہے جو وہ اپنی مرضی سے کرے گا۔ آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی اور راستہ چننے کا اختیار ہمارا ہو گا۔ میں اپنے جملے کو دو مثالوں کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کروں

گا۔ فرض کریں کہ دو آدمی دور ایک شخص کو ایک خندق کے پاس سے بے دھیانی میں گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ اندازہ کرتے ہیں کہ وہ شخص خندق میں گر کر زخمی ہو جائے گا۔ اگر وہ شخص غافل رہتا ہے تو وہ خندق میں گر جائے گا،اور اُن کا اندازہ سچ ثابت ہوگا (مداخلت کے بغیر)، اور اگر وہ خطرے کو بھانپ لیتا ہے تو وہ خندق میں گرنے سے بچ جائے گا اور اُن کا اندازہ غلط ثابت ہو گا۔ جب کہ اللہ عالم الغیب کا علم ہمیشہ درست ہوتا ہے۔ وہ مستقبل کے بارے میں چھوٹی سے چھوٹی تفصیل جانتا ہے۔ میں اِسے ایک اور مثال کے ساتھ ثابت کروں گا۔ اس میں ایک واقعہ اسلامی سکالر نائب آڈیٹر جنزل ملک مرتضیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا، جو میری رائے میں تقدیر کی بہتر طریقے سے وضاحت کرتا ہے۔ اُن کے مطابق 1971 میں وہ اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے جب ایک جادو گر شیخ صادق اُن سے ملنے کے لیے آیا اور اُن کے سامنے اُن کی میز پر ایک کاغذ کھول کر رکھ دیا۔ اس پر چالیس خانوں میں اشیاء کی تصاویر اور نام درج تھے۔ جادو گر نے اُن سے کہا اپنی انگلی سے کسی ایک چیز کی نشان دہی کر دیں، یا کاغذ پر لکھ لیں۔ اُس نے پھر ایک کاغذ اُٹھایا اُس پر کچھ لکھا اور اُسے میز پر اُلٹا کر رکھ دیا۔ ملک مرتضیٰ نے اُس سے پوچھا، یہ کیا تھا؟ اُس نے کہا کہ جو چیز آپ چنیں گے وہ میں نے اس میں لکھ دی ہے۔ ملک صاحب کہتے ہیں میں نے بہت ہچکچاہٹ کے بعد ایک چیز کا انتخاب کر کے کاغذ پر لکھ دیا۔ جب دونوں کاغذوں کو اُلٹایا گیا، تو اُس نے وہی لکھا تھا جس کا اُنھوں نے اپنی مرضی کے ساتھ انتخاب کیا تھا۔ ٹی وی شوز ایسی شعبدہ بازیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اُس نے یہ کیسے کیا، یہ معنی نہیں رکھتا، بلکہ اگر انتہائی کم صلاحیت والا انسان یہ بتا سکتا ہے کہ میں اپنی مرضی سے کیا چنوں گا ، تو اللہ تعالیٰ کو یقیناً پتہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی مرضی سے کیا چنیں گے، کیونکہ اُس نے کائنات کا نظام چلانا ہے۔ ہمارے پاس راستہ چننے کا اختیار ہے، اور اللہ کو ہمارے انتخاب سے بہت پہلے پتہ ہوتا ہے کہ ہم کیا چنیں گے۔ کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ نے قرآن میں لکھا ہے کہ اُس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ سچ ہے، اور اللہ نے ہمارے لئے راستہ چننے کی آزادی دی ہے۔

دوسرے دائرہ میں ہماری نہ مرضی چلتی ہے اور نہ اُس میں ہمارا کوئی اختیار ہے۔ یہ دائرہ آزمائش، مصیبت، رزق، مشکلات یا عیش وغیرہ کا دائرہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے ہی طے شدہ ہیں اور اِس دنیا کی آزمائش کا حصہ ہیں۔سورۃ البقرا، آیت (2: 155-156) میں اللہ کہتا ہے: اور ہم ضرور تمھیں خوف وخطر، فاقہ کشی، جان ومال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کرکے تمہاری آزمائش کریں گے۔اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے، تو کہیں کہ: "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے"۔ہمیں اُن چیزوں کے بارے میں فکرمند نہیں ہوناچاہیئے جو ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں، بلکہ ہمیں اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دعا، صبر اور استقامت کے ساتھ اُن پر قابو پانا چاہیئے۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے فرمایا: **"دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے"**۔ امید ہے کہ یہ مثال قدر کے تصور کی مزید وضاحت کرے گی۔ کسی نے قدر کے متعلق حضرت علیؓ سے پوچھا، انہوں نے اُسے ایک ٹانگ اٹھانے کو کہا، اور کہا کہ تمہارے پاس ایک ٹانگ اٹھانے کا اختیار ہے لیکن دونوں نہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ کسی چیز کو پکڑ کر اپنی دونوں ٹانگوں کو اٹھا سکتا ہے۔ صحیح ہے، ہم بھی اپنی تقدیر کے دوسرے دائرہ کو اللہ کے رسّی(قرآن)، دعا، صبر اور ثابت قدمی سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ سورۃ الکھف میں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں، جب اُس نے فرشتوں اور شیطان کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو شیطان کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ وہ حکم عدولی کرکے بچ گیا کیونکہ وہ جنوں میں سے تھا۔ جنوں کو انتخاب کی آزادی دی گئی ہے۔ دوسری طرف کسی کو کتنا رزق ملے گا، کب ملے گا، کب تک زندہ رہے گا، کہاں اور کیسے مرے گا، اُس پر کونسی آزمائشیں آئیں گی اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہوئی ہیں (یہ اللہ کی طرف سے امتحان کا حصہ ہیں) ، کوئی بھی اُسے اللہ کے سوا تبدیل نہیں کر سکتا۔

میں نے جو کہا اُس پر زور دینے کے لئے، قدر اور اُس کے دو دائروں کو ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہم کالے جادو کے مسئلہ پر غور کرتے ہیں (جو کہ میری بحث کا مرکزی موضوع ہے)، جادو کی ابتداء کرنا جادوگر کے دائرہ اختیار میں ہے، لیکن جادو کا نتیجہ صرف اللہ کی اجازت کے ساتھ ہوتا ہے (کیونکہ سب اچھا یا برا اللہ کی اجازت کے ساتھ ہوتا ہے)۔ اسی طرح، کسی کے جسم میں

داخل ہونا جن کے دائرہ اختیار میں ہے ، جبکہ اُس عمل کی تکمیل اللہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ جادوگروں یا جنوں کی طرف سے شروع کردہ تمام اعمال اُن کے دائرہ اختیار میں ہیں، اور اگر اللہ اجازت دے تو صرف اس صورت میں یہ مکمل ہو سکتے ہیں۔ فیصلے کے دن، جادوگر اور جن اپنے شروع کردہ اعمال کے لئے اللہ کو جوابدہ ہوں گے، اور اگر اللہ نے اُن کے عمل کو مکمل ہونے کی اجازت دی تو وہ اُس کے نتائج کے لئے بھی جوابدہ ہوں گے۔اسی طرح، جادوگر اور جن کے جادو جیسے اللہ تعالیٰ نے مکمل ہونے کی اجازت دی اور جس کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے بدگمان ہو جاتا ہے۔ اگر شوہر اِس بدگمانی پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیوی پر زیادتی کرتا ہے ،یا جادو کا توڑ جادو سے کرتا ہے، تو وہ اُس کے لئے جوابدہ ہوگا، کیونکہ یہ عمل اُس کے دائرہ اختیار میں تھا۔ اُسے چاہیے تھا کہ دعا، صبر اور استقامت کے ساتھ اِس پر قابو پاتا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں نے قدر کے تصور کو واضح کر دیا ہوگا۔

چونکہ اللہ نے تقدیر کی کتاب میں ہر چیز کو تفصیل سے لکھا دیا ہے، کچھ لوگ کہیں گے کہ جب اللہ ہر فرد کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کیا کرے گا، تو ہمیں اس دنیا کے مصائب سے کیوں گزارا۔ میری رائے میں اِس دنیا کے امتحان میں ہمیں ڈالنے کی تین وجوہات ہیں.ا) جو جنت میں جائیں گے وہ اعتراض نہیں کریں گے، لیکن جن کو جہنم کی آگ میں داخل ہونے کے لئے کہا جائے گا وہ اعتراض کریں گے اور کہیں گے کہ وہ کبھی بھی اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ب) اللہ اپنی مخلوق کو اپنے وہ بندے دکھانا چاہے گا جو اُس سے محبت کرتے تھے اور اُس سے ڈرتے تھے، اور اُس کے حکم کی تعمیل جذبہ کے ساتھ کرتے تھے.ج) ہمیں اپنے کردار کو اللہ کی صفات کے رنگوں سے رنگنے کے قابل بنانا۔ اے لوگو، سچ کو تلاش کرو، قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھو۔ اللہ صرف اُن لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو حق کے متلاشی ہوں۔ اے اللہ، ہمارے اندر اپنے دین کی لگن پیدا کر اور ہماری رہنمائی فرما اپنے راستہ کی طرف، ہمارے دلوں کو پاک کر، اور اُس میں اپنا خوف ڈال، اور ہمیں دنیا اور آخرت میں معاف فرما۔ آمین! تقدیر کے موضوع سے جو ہم نے نتیجہ اخذ کیا ہے اُسے یاد رکھیں، "اللہ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا"۔ یہ میری بحث کے تمام مضامین کو سمجھنے میں مددگار ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنات کا سایہ یا چمٹنا

ایک بہت غلط تصور جس سے تمام مذاہب اور علاقوں کے لوگ خوف زدہ ہیں، وہ شیاطین جنات کا سایہ یا اُن کا چمٹنا ہے۔ میں اِسے غلط تصور کہتا ہوں کیونکہ میں بعد میں اس جز میں، جنات کو آدمؑ کے بیٹوں کو غلط ترغیب دلانے کے لئے جو طاقتیں دی گئی ہیں اُن کا ذکر کروں گا جو اس تصور کو رد کرتی ہیں۔ اُن کے پاس ہمیں گناہ پر مجبور کرنے کا اختیار نہیں، وہ ہمارے اندر داخل ہو کر نفسیاتی طور پر ہماری سوچوں میں منفی رجحان پیدا کر سکتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیاطین جن کون ہیں، اور یہ کس طرح اچھائی کو بُرائی کا رنگ دے کر ہمیں گناہ کبیرہ کی ترغیب دیتے ہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے، سب سے پہلے ہمیں سمجھنا ہو گا کہ شیطان کون ہے، اور وہ ہم سے کیوں نفرت کرتا ہے۔

شیطان اور جن کون ہیں؟

مندرجہ بالا سوال کا جواب دینے کے لئے، آگے بڑھنے سے پہلے میں اپنے قارئین سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن مجید اکثر انسانوں کو مویشیوں سے بدتر کیوں کہتا ہے؟ انسان جسے نرم گو اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے والا ہونا چاہیے تھا، وہ بدترین خون خوار شکاری کیوں بن گیا؟ اِسے سمجھنے کے لیے، جادو اور دیگر تمام مضامین اور جنات کی اقسام اور خاص طور پر شیطان (ابلیس) کو سمجھنا ہو گا۔ یہ میری بحث کے موضوعات میں سے ایک ہے "جن کا چمٹنا"۔ جن اللہ کی اُن دو مخلوقات میں سے ایک ہیں، جن کو صحیح اور غلط راستے کو چننے کا اختیار دیا گیا ہے۔ دوسری مخلوق ہم انسان ہیں جن کے پاس چننے کا اختیار ہے۔ جنات کو آدمؑ کی تخلیق سے قبل ہزاروں سال پہلے تخلیق کیا گیا تھا۔ جنوں کو بغیر دھویں کی آگ سے پیدا کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ ہماری طرح اُن کی ایک مخصوص شکل نہیں ہے۔ **ہم اُنہیں اُن کی قدرتی شکل میں نہیں دیکھ سکتے ہیں، لیکن جب وہ جانوروں یا انسانوں کی شکل اختیار کرتے ہیں تو ہم اُن کو دیکھ سکتے ہیں۔** میں اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے، نبیؐ کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ **شیاطین جن اپنی آخری کوشش میں قریب المرگ شخص کے پاس اُس کے مرے ہوئے عزیز و اقارب کی شکل میں آئیں گے، تاکہ اُسے اُس کے ایمان سے محروم کر سکیں** (اللہ شیطان اور اُس کے شتونگڑوں سے ہماری حفاظت فرمائے)۔ دوسری طرف انسانوں کو مٹی کے اجزا سے ایک مقررہ شکل وصورت کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ انسان اللہ کی سب سے اعلیٰ مخلوق ہیں، کیونکہ

ہمیں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ہے، وہ صلاحیت جس کی بناپر ہم اللہ کی پیدا کردہ چیزوں سے نئی چیزیں ایجاد کر سکتے ہیں (ہم کسی چیز کو عدم سے پیدا نہیں کر سکتے، یہ صرف اللہ کر سکتا ہے)۔ اگر ہم اپنی عقل کا استعمال نہیں کرتے تو پھر ہم مویشیوں سے بھی بدتر ہیں۔ اسی طرح، جب ہمارے دل خود غرض بن جاتے ہیں، تو ہم بدترین خون خوار شکاری بن جاتے ہیں۔ اب میں اُس سوال کی طرف لوٹتا ہوں کہ شیطان کون ہے؟ یقیناً وہ ایک استعاری کردار نہیں ہے جیسے بعض لوگ سوچتے ہیں۔ شیطان ایک حقیقی کردار ہے جس کو اللہ نے تخلیق کیا ہے۔ بہت سی قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ جات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ جنوں میں سے ہے۔ اللہ نے آدمؑ کی پیدائش سے ہزاروں برس قبل جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا تھا اور انہیں بے پناہ طاقت عطا کی تھی۔ ہم جنوں کو دی گئی طاقت کا اندازہ قرآن میں مذکور (27:39,40) حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصّے سے لگا سکتے ہیں جب انہوں نے جنوں سے کہا کہ کون جلد سے جلد ملکہ سبا کا وسیع و عریض تخت یمن سے بیت المقدس لے کر آ سکتا ہے؟ ان میں سے ایک نے حضرت سلیمان سے کہا کہ وہ اُن کے اٹھنے سے قبل تخت لے آئے گا جبکہ ایک اور شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس نے کہا کہ وہ اُن کی آنکھ جھپکنے سے قبل تخت لے آئے گا اور اُس نے ایسا کر دکھایا تھا۔ جنوں نے زمین پر بے پناہ فساد پھیلایا اور ہولناک خونریزی کی۔ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جنوں کو زمین سے بے دخل کر کے سمندر کے دور دراز جزائر میں دھکیل دو۔ **عاجز کی رائے میں یہ اقدام انسان کو زمین پر خلیفہ بنانے کے سلسلے کی ابتدائی کڑی تھی۔** ابلیس اُس وقت نہایت نیک اور عابد جن تھا۔ اُس نے اللہ سے درخواست کی کہ زمین پر اپنے ہم نسل جنوں کے خلاف فرشتوں کی کارروائی میں اُسے بھی شریک کیا جائے۔ اللہ نے اُسے اجازت دے دی۔ شیطان اپنے ہم جنسوں سے لڑا اور فرشتوں کا سردار بنا دیا گیا۔ میں یہاں عیسائیوں کے ایک قول کو رد کرنا چاہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں کہ شیطان ایک باغی فرشتہ ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ فرشتوں کے پاس آزاد مرضی اور اختیار نہیں ہے جس طرح انسانوں اور جنوں کے پاس ہے۔ فرشتے صرف حکم کی تعمیل کرتے ہیں جو اُنہیں دیا جاتا ہے اور اُن کے دل و دماغ میں حکم عدولی کا خیال کبھی نہیں آتا۔ اسی طرح انسانی ذہن میں ایک شک پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو چونکہ آگ سے بنایا گیا ہے اور جب اُسے دوزخ میں پھینکا جائے گا تو آگ اُسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔ میرا جواب ہے کہ جب گوشت سے گوشت کو تکلیف پہنچ سکتی ہے تو یقیناً دوزخ کی آگ اُن جنوں کو شدید اذیت پہنچائے گی جو جہنم کے باسی ہوں گے۔ اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے، شیطان فرشتوں کا سردار بننے کے بعد غرور میں آ گیا اور وہ سوچنے لگا کہ اُس

نے اپنے ربّ کے لیے بہت بڑا کام سر انجام دیا ہے۔ اور وہ یہ بھول گیا کہ اللہ طاقتور اور علیم و خبیر ہے۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔ زمین پر جنوں کی سرکوبی کے لیے فرشتوں کو بھیجنا ایک امتحان تھا۔ اللہ نے شیطان کے لیے ایک اور امتحان کا ارادہ کیا اور ملائکہ سے قرآن (2:30) میں کہا: "میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو اُنہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے گا ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔" اللہ سبحانہ و تعالٰی نے فرشتوں سے مزید فرمایا: جب وہ تخلیق ہو جائے اور میں اس میں روح پھونک دوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ شیطان جو اپنے آپ کو بہت اہم سمجھ رہا تھا، آدمؑ سے حسد کرنے لگا اور اس کے دل میں تکبّر پیدا ہو گیا۔ جب اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو شیطان نے اس زُعم میں ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ آدمؑ سے برتر ہے، اور اس طرح وہ ملعون ہو گیا۔ انسان اور شیطان میں ایک بنیادی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ شیطان غلطی کرنے کے بعد نہ شرمندہ ہوا اور نہ معافی مانگی بلکہ اور زیادہ مغرور ہو کر اللہ پر ہی الزام لگا دیا کہ اُس نے اُسے سیدھے راستے سے بھٹکایا ہے۔ جیسے کہ قرآن (15 :40-36) میں شیطان نے کہا: "میرے ربّ، مجھے اُس دن تک کی ڈھیل دے جب لوگ دوبارہ اٹھا کر کھڑے کیے جائینگے۔ فرمایا کہ اچھا تو ان میں سے ہے جنہیں مہلت ملی ہے مقررہ وقت کے دن تک۔ (شیطان نے) کہا: اے میرے ربّ! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا، سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔" **(مغرور+نافرمان+پشیمان نہ ہونا- شیطانی رویے ہیں)**۔ اس کے برعکس آدم اور حوا نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر جب جنت میں شجرِ ممنوعہ کا پھل چکھ لیا تو اُنہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُنہوں نے اپنے اندر عاجزی پیدا کی اور اللہ سے معافی مانگی اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا **(عاجزی+فرمانبردار ہونا+غلطی پر پشیمان ہونا— انسانی رویے ہیں)**۔ مغرور اور ملعون ہونے کی ذلت میں مبتلا ہو کر، شیطان نے اللہ سے درخواست کی کہ اُسے قیامت کے دن تک کی مہلت دے۔ اللہ نے شیطان کو مہلت دے دی، شاید وہ بنی نوع انسان کا امتحان لینا چاہتا تھا، تاکہ اُن میں سے اُن لوگوں کو الگ الگ کر دے جو صالح ہوں گے اور غیب پر ایمان لائیں گے اور دوسرے وہ جو حق کو جھٹلائیں گے، یا یہ اُس کی ہزاروں سال کی عبادات کا صلہ تھا۔ اللہ چونکہ علیم و خبیر ہے، اُس نے جنوں اور انسانوں کی تخلیق سے قبل ہی لوحِ محفوظ میں ہر وہ چیز لکھ دی تھی جو انسان اور جن کریں گے۔ شیطان نے

امتحان میں ناکام ہونے اور قیامت تک مہلت ملنے کے بعد اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ، اُسے ابن آدم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کی طاقت دی جائے۔ اُس نے چار دفعہ دعا مانگی اور اللہ نے چاروں دفعہ ہی فتنہ میں مبتلا کرنے کی طاقت میں اضافہ کیا۔ ہم نے جو ابھی پڑھا ہے، میں اِس میں ایک سبق کی طرف نشان دہی کرنا چاہوں گا: شیطان لعین جس کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، اور جو بدترین گنہگار مجرم ہے، اللہ نے اُس کی دعا قبول کی اور جو اُس نے مانگا اُسے دیا۔ سوچو! اللہ جب شیطان کی سنتا ہے، وہ ہماری کیوں نہیں سُنے گا؟ کیا یہ بات بنتی ہے؟ اللہ خالی نیک لوگوں کا ربّ نہیں ہے، وہ سب کا ربّ ہے۔ اپنے موضوع کو جاری رکھتے ہوئے۔

شیطان اور اُس کی ذرّیت کو دی گئیں طاقتیں

1) اللہ نے اسے ابن آدم کو فتنہ میں مبتلا کرنے کی اجازت دے دی۔ اس بنا پر وہ ہمیں فخر، غرور، خود ترسی، جنون، اور پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے، جو ہمیں مایوس کرتی ہیں اور شک، حسد اور ضعیف الاعتقادی وغیرہ کی طرف لے جاتی ہیں۔ پھر یہ اوصاف ہم سے اپنے رحیم ربّ اور خالق کا انکار کرواتے ہیں۔

2) اس کو عندیہ دیا کہ ہر ابن آدم کی پیدائش پر ایک شیطان جن پیدا ہوگا، جو اُس کی موت تک اُس کا ساتھی ہو گا اور وہ اُسے بُرائی کی طرف راغب کرے گا۔

3) اللہ نے شیطان کو انسانی جسم میں داخل ہو کر اُس کے دماغ سے کھیلنے کی طاقت دی۔ شیطان اِس طاقت کے بل بوتے پر ہمارے اندر شک، حسد، ضعیف الاعتقادی اور قسمت تبدیل کرنے کا فتور پیدا کر کے ہمیں اللہ کا باغی بناتا ہے۔ اسی طرح، شیاطین انس کیمیائی مادوں کے ذریعہ ہمارے ذہنوں کو کنڑول کر کے ہم سے خوفناک جرائم کرواتے ہیں۔

4) اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی کہ وہ اپنی فوج اور پیادوں کو انسانوں پر دوڑا لے، اور اُن کو اِس دنیا فریب میں پھنسا کر آخرت کا انکار کروالے۔ اللہ کہتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ شیطان کے وعدے سراب، دھوکہ، فریب اور جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں۔ شیطان انسانی شیاطین کی ایک فوج، جن شیاطین کی مدد سے بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جنہوں نے جھوٹ کی بنیاد پر معاشرے میں کہرام اور تباہی پھیلا رکھی ہے۔ انسانی شیاطین نے ابنِ آدم کو سخت آزمائش میں ڈالا ہوا ہے۔ انسانی شیاطین کی فوج عام طور پر مشتمل ہے جعلی مذہبی سکالروں، کاروباری اور سیاسی لیڈروں پر۔

ان طاقتوں کے ملنے کے بعد، شیطان نے اللہ کی عظمت کی قسم کھاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس کے سارے بندوں کو گمراہ کر دے گا سوائے اُن کے جن کی رہنمائی اللہ کرے گا۔ وہ اِن کو بے بنیاد خواہشات کی طرف ورغلائے گا۔ اس کے حکم پر وہ اپنے جانوروں کے کان چیریں گے اور اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کی جینیاتی طور پر ساخت تبدیل کریں گے قرآن(4:119)۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیات (64-62 :17) شیطان نے آدمؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: دیکھ تو سہی، کیا یہ اِس قابل تھا کہ تو نے اُسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اِس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اچھا تو جا، اِن میں سے جو بھی تیری پیروی کریں، تجھ سمیت اِن سب کے لیے جہنم ہی بھرپور جزا ہے۔ تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے اِن پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس۔ اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہو گا، (زور نہیں چلے گا)۔ (لہٰذا ہم اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوں گئے)۔ شیطان نے اللہ سے تین وعدے کئے جو یہ ہیں:

1) شیطان نے قسم کھائی کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرے گا۔

انسانوں کی اکثریت کو دیکھو، اللہ کے غلام بننے کے بجائے شیطان کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ شیطان متواتر ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک ہماری روح قبض نہیں ہو جاتی۔ ایک حدیث میں مرقوم ہے کہ شیطان مرض الموت میں ہمارے پاس ہمارے فوت شدہ ماں، باپ، خاوند، بیوی، استاد وغیرہ کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ بیٹا اسلام پر نہ مرنا کیونکہ ہمیں اب پتہ چلا ہے کہ یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ استغفراللہ ! یہاں میں تاریخی کہانی بیان کرنا چاہوں گا جو ہمیں گمراہ کرنے میں ہمارے قرین (ہمارا ہمزاد جن) کے کردار کو بیان کرتی ہے۔ کچھ جادوگر حجاج بن یوسف کے پاس آئے اور کہنے لگے "تم کوئی چیز سوچو ہم بتا دینگے"۔ حجاج ایک کمرہ میں گیا اور دو دانے گندم کے مٹھی میں لے کر آیا اور جادوگروں کو کہا بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟ جادوگر کہنے لگے دو دانے گندم کے۔ حجاج پھر اندر گیا اور اُنہی دو دانوں کے ساتھ واپس آیا اور پوچھا میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ جادوگر کہنے لگے دو دانے گندم کے۔ وہ غصہ میں اندر گیا مٹھی میں گندم کے دانے بھرے اور آکر پوچھا کہ اُس کی مٹھی میں کیا ہے۔ وہ کہنے لگے ہمیں نہیں پتا کیونکہ تمہیں بھی نہیں پتا۔ جب وہ گنتی کر کے لاتا تھا تو اُس کے قرین کو بھی پتہ ہوتا، وہ جادوگروں کے جن کو

بتادیتا تھا۔ لیکن جب اُس نے بغیر گنے اُٹھائے، قرین کو بھی نہیں پتہ تھا۔اے مسلمانو، شیاطین جن اللہ پر ہنستے ہیں اور نبیؐ کی بے ادبی کرتے ہیں جنھوں نے ہمیں کہا تھا کہ مصیبت میں اپنا سر زمین پر اللہ کے آگے جھکا دینا، جبکہ شیطان نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیں منحرف کر کے تعویزوں، نگینوں، ضعیف الاعتقادی وغیرہ کی طرف لگائے گا، اور اُس میں وہ بہت حد تک کامیاب ہے۔ جنات، جادو گروں کی مدد سے ہمارا ایمان لے اُڑتے ہیں، اور ہم سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔اے اللہ، ہمیں اپنی پناہ میں لے لے وساوسِ شیطان سے۔آمین! اے اللہ، اگر تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم تباہ ہو کر جہنم کے باسی ہوں گے۔اے اللہ، اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا اور مدد نہ کی تو ہمیں نہیں پتہ کہ آخری سفر میں شیطان ہمیں کہاں لے جائے۔ آمین! اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ جنھوں نے دنیا میں استقامت دکھائی وہ موت کے وقت بھی استقامت دکھائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شیطان کا انکار کریں گے اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے موت سے ہم کنار ہوں گے۔اے اللہ، ہمارے لئے بھی مقدر کر دے کہ ہم دین پر قائم رہیں اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے موت سے ہم کنار ہوں۔ آمین! اے اللہ ہمیں تباہ نہ ہونے دینا اور ہمیں جہنم کا مستحق نہ بنانا۔اے اللہ! اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا تو ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ شیطان ہمیں آخری وقت میں کہاں لے جائے گا۔

2) شیطان نے چیلنج دیا تھا کہ وہ ہمیں جھوٹی امیدیں اور آرزوئیں دلائے گا۔

جھوٹی امیدوں اور آرزؤں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف) شہوانی ضروریات:

اگر ہم دیکھیں ہمارا معاشرہ شیطان کی خواہش کے کیسے مطیع ہو گیا ہے۔آج ہمارے معاشرے شہوانیت کے تحت چل رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک جسمانی چیز ہے۔ جب کہ اسلام ہمیں کہتا ہے کہ یہ روحانی چیز ہے۔ جب خاوند اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور دُعا پڑھتا ہے وہ بچے کا پہلا حق ادا کرتا ہے تا کہ اُسے شیطان سے محفوظ کیا جائے۔ ہم میں سے جو شہوانی خواہشات کے آگے نہیں جھکتے۔ قیامت والے دن اُن سات گروہوں میں سے ہوں گے جو اللہ کے سائے میں ہوں گے۔ اے اللہ، ہمیں ہر گناہ کبیرہ سے بچا۔آمین!

(ب) دنیا کی خواہش :

شیطان ہمیں جھانسا دے کر اِس دنیا کی جھوٹی آرزؤں میں اُلجھائے گا تا کہ ہم اس دنیا کو اپنا مقصد حیات بنائیں اور اصل مقصد حیات پر سوچ بچار سے دور رہیں۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ شیطان نے یہ قسم پوری کر لی ہے اور وہ

ہمیں ٹی وی، کمپیوٹر، وڈیوز، ڈی وی ڈیز، سیٹلائٹ چینلز، موبائل فونز اور انٹرنیٹ وغیرہ کی جھوٹی آرزؤں میں اُلجھائے رکھتا ہے، یہاں تک کہ ہمیں موت آجاتی ہے۔ قیامت والے دن جب ہم اس کی طرف اُنگلی اُٹھائیں گے تو وہ کہے گا کہ مجھے نہیں اپنے آپ کو موردِ الزام ٹھہراؤ۔ میں نے تمھیں بلایا اور تم میرے پیچھے آگئے۔ اے اللہ، ہم پر رحم کر اور اُس کے فریب سے بچالے۔ آمین!

3) شیطان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمیں حکم دے گا کہ ہم مویشیوں کے کان پھاڑیں اور اللہ کی تخلیق کی ساخت تبدیل کریں۔

یعنی اُن کو بدشکل کردیں۔ مشرکین مکہ مویشیوں کے کان اور اُن کا گلا کاٹ کر اُن کو اپنے خداؤں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ جب وہ چل کر گر جاتے تو وہ جانور مردوں کے لیے حلال اور عورتوں کے لیے حرام ہوتے۔ اگر ہم چاروں طرف نگاہ دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کس کس طریقے سے اپنے آپ کو اور اپنے جانوروں کو بدشکل بنا رہے ہیں۔ آج جنیالوجیکل کوڈ کی دریافت کے بعد ہم اللہ کی تخلیق میں تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ آج دوسری مخلوقات کے جینز کے ذریعے GMO Food پیدا کیے جا رہے ہیں۔ مرد عورتوں کی طرح بننا چاہ رہے ہیں اور عورتیں مردوں کی طرح۔ استغفر اللہ! لوٹ آؤ واپس اپنے رحیم ربّ کی طرف۔ اے اللہ، ہمیں بھٹکنے کے لیے نہ چھوڑ دینا بلکہ ہمیں اپنے راستے پر چلا۔ آمین!

اپنے وعدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شیطان کے پاس اس کی اپنی اولاد، شیاطین جن اور شیاطین انس پر مشتمل ایک بہت بڑی فوج ہے۔ اُس نے اپنے پیروکاروں کی تربیت اِس طرح کی ہے کہ وہ اولادِ آدم کو کفر و شرک کی طرف مائل کریں۔ خاص طور پر وہ شیاطین جو انسانی نسل سے ہیں، اُن کا مقابلہ کرنا سب سے مشکل ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر شیطان انسانوں کو کفر و شرک کی طرف مائل کرتا ہے۔

1۔ **حق کے بارے میں شک پیدا کر کے۔**

2۔ **دنیاوی زندگی کی خواہشات کو بڑھا کر۔**

3۔ **غلط منطق کی زیادتی پیدا کر کے۔**

4۔ **اللہ کی نافرمانی کروانے کے لیے، نامعقول بحث و مباحثہ کی عادت ڈالتا ہے۔**

انسانوں سے انتہائی نفرت کی وجہ سے شیطان نے نسل انسانی کو اللہ کے منتخب راستے سے ہٹانا اپنا نصب العین بنایا ہے۔ شیطان اپنی غلطی پر اپنی مشکلات کا ذمہ دار انسانوں کو ٹھہرا کر ہم سے نفرت کرتا ہے۔ جیسا

کہ ذکر ہے قرآن(17-18 :7)میں:''شیطان نے کہامیں ان پر حملہ کروں گاان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی ان کی داہنی جانب سے بھی اوران کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا۔جو شخص ان میں سے تیرا کہنامانے گا میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔'' ہمیں گمرہ کرنے کی حسرت کے ساتھ،شیطان اور اُس کے چیلے ہمارے سامنے سے آئیں گے تاکہ ہمارے ذہنوں میں خالق کے بارے میں شک پیدا کرکے ہم سے پتھروں، ستاروں، تعویزوں، جادوگروں اور بدمعاش مذہبی اور سیاسی قائدین پر انحصار کروائیں گے۔وہ ہمارے پیچھے سے آئیں گے اوراپنی سرگوشیوں سے ہمیں دنیاکی زندگی کے بارے میں اُمید دلائیں گے،تاکہ ہم ٹی وی، کمپیوٹرز، ویڈیوز، ڈی وی ڈیز، سیٹلائٹ چینلز، موبائل فون، انٹرنیٹ وغیرہ پر اپناوقت ضائع کریں۔وہ دائیں سے آئیں گے اور قیامت کے بارے میں شک پیدا کریں گے، اور ہمیں اِس نظریے کا قائل کریں گے کہ ہمارے پاس یہی زندگی ہے، ہم اس میں جیتے ہیں اور مرتے ہیں اور موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔وہ بائیں سے آئیں گے اور ہمیں گناہ کی ترغیب دیں گے تاکہ ہم اللہ کو چھوڑ کر دوسروں پر انحصار کرکے مشرک بن جائیں۔شیطان بنی نوع انسان کو اپنے طاغوتوں کے ذریعے ایسے مقام پر لے آیاہے جہاں شاید وہ جنوں سے بھی زیادہ فساد اور خونریزی کررہے ہیں۔حضرت عمر بن خطابؓ نے طاغوت کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا کہ طاغوت شیطان ہے۔ اِس قسم کے طاغوتوں میں لادین، قوم پرست، منافقین اور ہر قسم کے مرتد لوگ شامل ہیں۔ اے انسانو، ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اُس شیطان سے جنگ لڑرہے ہیں جس کو پتہ ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا،لٰہذا وہ چاہے گا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے ہمراہ جہنم میں لے جائے۔ ہمیں اُس کو اپناسب سے بڑادشمن سمجھنا چاہیے اور اُس کے ساتھ ویساہی سلوک کرنا چاہئے۔ ہمیں شیطان کے فریب سے بچنے کیلئے اللہ سبحانہ وتعالٰی سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔

کئی لوگ سوچتے ہیں کہ شاید شیطان بہت عبقری،یعنی غیر معمولی طور پر ذہین،طاقتور کردار ہے،اور شاید اللہ کا مدِمقابل ہے۔اِن لوگوں کو صحیح مسلم میں مذکور حدیث قدسی 2577 کے اُس جز کا مطالعہ کرنا چاہیے جس میں اللہ نے کہاہے '' اے میرے بندو،اگر تم پہلے سے لے کر آخر تک جن اور انسان سب کے سب،سب سے زیادہ بدکردار شخص (شیطان اور دجال) کی طرح ہو جائیں تو اِس سے میری سلطنت میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ شیطان کی ترغیب کی وجہ سے فرعون جیسے لوگ تکبّر میں سمجھتے تھے کہ وہ خدا ہیں، **نہیں بلکہ شیطان ہیں**، کیونکہ خدا تو بہت رحیم ہے۔ یادرہے کہ یہ دنیاایک امتحان گاہ ہے۔یہاں ہمیں آفات،مشکلات اور رزق

سے آزمایا جائے گا۔اس سخت امتحان میں کامیاب ہونے کے لیے ہمیں اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا ہو گا۔یہ ہمیں شیطان کے فریب اور اُس کے ہتھکنڈوں سے بچائے گی۔اے مسلمانو، وساوسِ شیطان سے آگاہ رہو، مزیّن کیے ہوئے جھوٹ سے وہ ہمیں غیر محسوس طریقے سے پھسلائے کر آہستہ آہستہ مخالف راستے پر ڈال دے گا۔ ہمیں اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام کر اور سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔یہی وساوسِ شیطان سے ہماری نجات کا واحد راستہ ہے۔

آدم علیہ السلام نے ابلیس کی دعا سن لی تھی اور اللہ سے دعا کی تھی کہ اے مالک ! تو نے شیطان کو اتنی طاقت دے دی ہے تو مجھے کیا دے گا۔آدم علیہ السلام نے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے چار دفعہ دعا کی اور اللہ سے چار وعدے لیے۔وہ یہ ہیں:

1) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ کوئی انسان کا بچہ پانچ فرشتوں کے بغیر پیدا نہیں ہو گا: دو فرشتے اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کے لیے ہوں گے، دو اعمال لکھنے کے لیے ہوں گے،اور ایک اُس کے کان میں اچھائی کی طرف اُس کو راغب کرتا رہے گا۔ سبحان اللہ، شکریہ اللہ ! جن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ دو فرشتے ہماری حفاظت پر معمور ہیں۔ہمیں ہمیشہ شیاطین انس شیاطین جنوں کی مدد سے جسمانی اور ذہنی نقصان پہنچاتے ہیں۔ **جب ہم اپنے حفاظتی حصار سے غافل ہو جاتے ہیں،تب جنات ہم میں محض شک اور تشویش پیدا کر سکتے ہیں۔** میں ایک مثال کے ساتھ اِس کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں،زیادہ تر جناتی سائے ہمارے نفسیاتی مسائل فکر اور تشویش وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جوانی میں، میں ایک عالم جو ہماری مسجد کے خطیب تھے اُن کے ساتھ اُن کے دوست سے ملنے سرائے عالم گیر کی ایک مسجد میں گیا۔اُن کا دوست جن بھگانے کا عامل تھا۔ ہماری موجودگی میں ایک ماں وہاں اپنی جوان بیٹی کے ساتھ آئی جس پر جن کا سایا تھا۔مسجد کے امام نے لڑکی سے اِس بات کی تصدیق کرنے کے بعد کہ اُس پر جن کا سایا ہے، اُس نے ایک لوہے کی انگوٹھی نکالی جس پر پیچ لگا ہوا تھا،اُس نے اُسے اُس لڑکی کی انگلی پر پہنا کر سکرو کو کسنا شروع کر دیا۔ وہ سکرو کو کستا رہا اور اُسے کبھی کبھی مسواک (دانتوں کا برش) سے ہاتھ پر مارتا اور پوچھتا کہ جن نکلا کہ نہیں۔ جب شدید درد کی وجہ سے اُس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہونے لگا،اور درد ناقابل برداشت ہو گیا تو جن نکل گیا۔ اُس نے سکرو مزید کس کر بچی کو اندھیری کوٹھری میں جانے کو کہا اور پوچھا کہ جن نظر آیا؟ ناقابل برداشت درد کی وجہ سے جن نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔ اُس وقت مجھے اچھا نہیں لگا تھا، لیکن آج میں

سمجھتا ہوں کہ یہ نفسیاتی مسئلے کے لئے نفسیاتی علاج تھا۔ننانوے فیصد لوگوں کا مسئلہ اصل میں نفسیاتی ہے، اور اس پر قابو پانے کا بہترین طریقہ نفسیاتی علاج اور صبر کے ساتھ اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔

2) اللہ نے آدم علیہ السلام کو بتایا کہ وہ بُرے عمل کو چاہے تو معاف کر دے گا یا اُس پر ایک گناہ ہی لکھے گا۔ اور ہر اچھے عمل کے لیے اس کو دس سے سات سو یا اُس سے زیادہ اعمال کا ثواب دے گا۔

3) اللہ نے وعدہ کیا کہ اس کی مغفرت کے دروازے انسان کی روح قبض ہونے تک ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

4) اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ میری رحمت اور مغفرت سے کبھی ناامید نہ ہونا، میں ہر قسم کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ یہ ہمارے لیے جشن کی چیز ہے۔الحمدللہ!

یاد رکھیں اللہ نے ہمیں سزا دینے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ وہ ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار اور ہماری نگہداشت کرتا ہے، اور چاہتا ہے کہ ہم اس کی جنت کے باسی بنیں۔اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہمیں ایمان کے چاروں درجے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ **دوسری طرف شیطان انسانوں سے اپنی انتہائی نفرت کی وجہ سے کوشش کرے گا کہ ہم ایمان کا پہلا درجہ بھی حاصل نہ کر سکیں۔** بلکہ اُس کی کوشش ہو گی کہ ہم کفر کا چوتھا درجہ حاصل کریں(جہاں اللہ ہمارے دل پر کفر کی مہر لگا دیتا ہے)جس پر وہ خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے۔ شیطان کے پھیرے میں آئے ہوئے لوگ بحث کریں گے کہ اُن کو سزا دینا سراسر زیادتی ہے، جن کے دلوں کو ہدایت سے دور کر دیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ غلط ہے۔ میں اِسے ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک شخص ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور ڈاکٹر اُس کو بتاتا ہے کہ اُس کو پہلی اسٹیج کا کینسر ہے جو قابلِ علاج ہے اور اُس کو کہتا ہے کہ اُس کو چاہیے کہ اپنا علاج کرائے۔ وہ شخص اِس تنبیہ کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ ڈاکٹر کے پاس پھر چیک اپ کے لیے آتا ہے۔ ڈاکٹر اُس کو بتاتا ہے کہ اُس کا کینسر دوسری اسٹیج میں داخل ہو گیا ہے۔ اور کہتا ہے اُسے اپنی اِس بیماری کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اُس کا مرض اب بھی قابلِ علاج ہے۔ وہ پھر ڈاکٹر کی ہدایت کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنے معمولات میں مگن رہتا ہے۔ کچھ عرصے بعد وہ ڈاکٹر کے پاس پھر چیک اپ کے لیے آتا ہے اور ڈاکٹر اُس کو متنبہ کرتا ہے کہ اُس کا کینسر تیسری اسٹیج میں داخل ہو گیا ہے، اور اب اِس کا علاج مشکل اور مہنگا بھی ہو گا، اور شاید اب بھی قابلِ علاج ہو۔ وہ شخص پھر ڈاکٹر کی ہدایات کو نظرانداز کر دیتا ہے اور اُس کا کینسر چوتھی اسٹیج میں داخل ہو جاتا ہے جو ناقابلِ علاج ہے۔ اب جب وہ شخص ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے تو سارے ڈاکٹر اُسے کہتے ہیں کہ یہ اب ناقابلِ علاج ہے اور وہ مرنے والا

ہے۔اس بات پر کیا ہم ڈاکٹروں کو موردِالزام ٹھہرا سکتے ہیں؟جب وہ اُسے کہتے ہیں کہ اُس کا مرض ناقابل علاج ہے اور وہ مر جائیگا۔جواب ہوگا نہیں! کیونکہ یہ اُس کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے اگرچہ کبھی کبھی معجزے ہوجاتے ہیں لیکن اللہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔اُسے پتا ہے کہ جس کے دل پر مہر لگادی گئی ہے وہ دل کبھی بھی ہدایت قبول نہیں کریگا۔ مہرلگانا ایک تشبیہ ہے نہ کہ حقیقت میں مہر لگانا۔ ہمارا مہربان ربّ اپنے بھٹکے ہوئے انسانوں اور جنوں کے لیے اپنا دروازہ ہمیشہ کھلے رکھتا ہے،تاکہ وہ اُسکی طرف پلٹ آئیں۔اُسے یہ بھی پتہ ہے کہ کون پلٹے گا اور کون نہیں۔

شیطان (اپنے قرین کی فوج کے ساتھ) لوگوں کو اپنے خطوات کے جال میں پھنسا کر کفر (حق کو مسترد کرنا) کے چوتھے درجہ پر پہنچادیتا۔ اے انسانو، شیطان تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، لٰہذا اُس کے ساتھ دشمن جیسا برتاؤ کرو۔ شیطان کا دنیا کے موجودہ طاقتور حکمران طبقہ میں بہت اثرورسوخ ہے۔ اُسے یقین ہے کہ وہ انسانوں کی موجودہ نسل کو جہنم میں لے جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اب تک ایسا لگتا ہے کہ وہ کامیاب ہو رہا ہے۔ اے مسلمانو، اپنے دشمن نمبر ایک شیطان کو پہچانو۔ ہمیں اپنے ربّ کی ہدایت (قرآن)کو مضبوطی سے تھام کر شیطان مردود سے اُس کی پناہ مانگنی چاہیے،اُس کی پناہ ہی واحد پناہ ہے جو ہمیں مل سکتی ہے۔ شیطان اور اُس کے شتونگڑوں کی ٹیم متواتر کوشش کرے گی کہ ہمارے نظریات کو بدل کر ہمیں بُرائی کی طرف راغب کریں۔وہ ہمیں عدم تحفظ، غرور، خوف، نفرت، شک، حسد ، بغض، ضعیف الاعتقادی، جادو اور شرک جیسے کاموں میں مبتلا کرتے ہیں۔اللہ سے ڈرو، اُن سے نہ ڈرو، وہ ہمیں اِن تمام قبیح اوصاف سے بچائے گا۔اے اللہ، ہم کمزور ہیں ہمیں اپنی رحمت کے حصار میں لے لے،اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت بھر دے۔ اے اللہ، ہمیں وساوسِ شیطان اور ہر قسم کی بُرائی سے اپنی پناہ میں لے لے۔ اے اللہ، ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں شیاطین جنوں کے وسوسوں سے اور یہ کہ وہ ہمارے پاس آئیں۔ اے اللہ، ہمیں ہدایت دینے کے بعد، ہمارے دلوں کو منحرف نہ ہونے دینا اور ہم پر رحم فرما، کیونکہ تو بے حد وحساب انعام دینے والا ہے۔ اے اللہ، ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ تجھے یاد رکھیں اور تیرا ذکر کریں۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تکبّر و غرور

شیطان اور اُس کی ٹیم اللہ کے بندوں میں تکبّر پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ غرور، غیر انسانی، غیر مہذب اور غیر مذہبی ہے، یہ وہ واحد صفت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں پر حرام کیا ہے، کیونکہ یہ ہر بُرائی کی جڑ ہے۔ اسی لیے سنن ابن ماجہ کی حدیث 59، میں عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: جس میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ ایک اور حدیث میں نبیؐ نے فرمایا: **اگر کوئی ایک غریب مسلمان کی تضحیک کرتا ہے، اُس نے خود اللہ کی تضحیک کی، اور اگر اُس نے توبہ نہ کی تو اللہ یومِ جزا اُس کی تضحیک کرے گا۔ اگر کوئی کسی غریب مسلمان کی عزت کرتا ہے، وہ یومِ جزا اللہ سے ایسے ملاقات کرے گا کہ وہ اُس سے راضی ہو گا۔ بیشک جس نے ایک مسلمان بھائی کی عزت کی اُس نے اللہ کی عزت کی۔** دوسروں کی عزت کرنا غرور کی نفی ہے۔ ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں، ہمیں ہمارے مالک نے کہا ہے کہ ہم اپنے میں عاجزی پیدا کریں، حق گو بنیں اور اُس کی مخلوقات کا احترام کریں، خاص طور پر انسان کا۔ اے اللہ، ہم میں اپنی اور اپنی مخلوق کی محبت بھر دے۔ اے اللہ، ہم میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دے۔ آمین۔ شک چونکہ حیثیت میں کمی کا نام ہے، لہٰذا مغرور شخص ہمیشہ شکی ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شک اور خوف

شیاطین جن وانس ہم میں شکوک پیدا کرتے ہیں، جو غلط راستہ کی طرف پہلا قدم ہے۔ شک ہم میں خوف پیدا کرتا ہے، اور ہم اپنی غلط سوچ کی وجہ سے اپنے معصوم عزیزوں، دوستوں اور خاندان والوں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں۔ نتیجتاً ہم اپنی اس دنیا کی زندگی کا امن وسکون تو تباہ کر ہی دیتے ہیں اور آخرت میں اِس سے بد تر حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اِسی لیے سورۃ الحجرات، آیت (12: 49)، میں اللہ کہتا ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ صحیح البخاری، حدیث 5143، اور ترمذی اور مسلم میں بھی، **ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: شک سے بچو، شک کلام میں سب سے بڑا جھوٹ ہے، اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو، ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے کے خلاف اپنے اندر نفرت، ناپسندیدگی اور دشمنی کو پروان نہ چڑھاؤ۔ بلکہ اللہ کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بنو۔**

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا

چونکہ شک پیدا کرنے میں چغل خوروں کا بڑا کردار ہوتا ہے، اسی لیے نبیؐ نے کہا ہے: **سب سے گندے لوگ وہ ہیں جو ایمان والوں سے نفرت کرتے ہیں اور ایمان والے اپنے دل میں اُن سے نفرت کرتے ہیں، چغلی کے ذریعے دوستوں کے درمیان نفاق پیدا کرتے ہیں اور صاحبِ کردار لوگوں میں خامیاں ڈھونڈتے ہیں۔ اللہ یومِ جزا اُن پر نظرِ کرم نہیں کرے گا اور اُن کو پاک نہیں کرے گا۔** نبیؐ نے یہ بھی کہا: **ایمان والوں کی خامیاں نہ ڈھونڈو اور نہ اُن کی تشہیر کرو، کیونکہ جو اپنے بھائی کی خامیوں کی تشہیر کرے گا، اللہ اُس کے گناہوں کی تشہیر کرے گا، اور جس کے گناہوں کی تشہیر اللہ کرے وہ بدنام ہو گا چاہے اپنے گھر میں مقید ہی کیوں نہ رہے۔** نبیؐ نے یہ بھی کہا: **اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں، کوئی ایمان والا اِس دنیا اور اگلی دنیا کا کبھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ اللہ کے بارے میں اچھی رائے نہ رکھے، کیونکہ اُس کے متعلق اُمید ہے کہ وہ خوش اخلاق ہو گا**

اور پیٹھ پیچھے ایمان والوں کی بُرائی نہیں کرے گا۔ اُس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں، کسی ایمان والے بندے کی اللہ کے بارے میں اچھی رائے نہیں ہو سکتی ماسوائے اُس کے جو ایمان والے بندوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ سخی اور رحیم ہے، جب ایمان والا بندہ اُس کے بارے میں اچھی رائے رکھتا ہے، تو وہ اُس کے اُوصاف اپنانے میں ناکام نہیں ہوتا۔ لہٰذا اللہ کے بارے میں اچھی رائے رکھو اور دوسروں کے بارے میں شک میں نہ پڑو۔ یاد رکھو، شکی ہونا ہمارے دل میں دشمنی اور نفرت بھر دے گا۔ جب ہمیں شک ہو اور دل میں بُرے خیالات آنے لگیں، ہمیں اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے، اور دوسروں کے بارے میں حسنِ ظن کرنا چاہیے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: اپنے بھائی کے کہے ہوئے الفاظ کا بُرا نہ مناؤ، جبکہ تم اُس کی اچھی تاویل کر سکتے ہو۔ اِس کو میں ایک مثال سے سمجھاتا ہوں: حضرت عیسٰیؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، اُنھوں نے اُس سے پوچھا، "کیا تم نے چوری کی ہے"۔ اُس نے قسم کھا کر کہا میں نے چوری نہیں کی۔ عیسٰیؑ نے کہا مجھے تم پر یقین ہے جو میں نے دیکھا اُسے رد کرتا ہوں (وہ نبی تھے)۔ اللہ قرآن میں بہت سی جگہوں پر کہتا ہے ایک دوسرے پر شک نہ کرو۔ جب بھی ہمارے دل میں بُرا خیال آئے، ہمیں فوراً اُس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ ہمیں شک و شبہ سے پرہیز کرنا چاہیے، اور اُس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی چاہیے کہ ہماری وجہ سے دوسرے شک میں نہ پڑیں۔ میں اِسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں: **ایک دن نبیؐ رات کے وقت اپنی زوجہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ مسجد کے دروازے پر کھڑے تھے، کہ دو انصاری صحابہ وہاں سے گزرے اور سلام کیا۔ نبیؐ نے فوراً کہا یہ میری بیوی صفیہؓ ہے۔ نبیؐ نے یہ اس لیے کہا، تاکہ اُن کے دل میں شک نہ پیدا ہو۔** (حدیث 2035، بابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ، صحیح بخاری)۔ اسی طرح، اگر ہمارے کسی عمل سے دلوں میں شک پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو ہمیں چاہیے کہ اُس کو حتی الوسع دور کریں۔ یہ بہت سے مسائل کو جنم لینے سے روکے گا۔ اے اللہ، ہمارے لیے اذن کر دے کہ ہم دوسروں کے بارے میں اچھا سوچیں، اور ہمیں شیطان اور اُس کے چیلوں کی سرگوشیوں سے بچا۔ اے اللہ، ہماری ساری زیادتیوں کو معاف فرما اور اور ہم میں عاجزی اور صحیح سوچ پیدا کر۔ آمین!

خوف: شک کا بالواسطہ نتیجہ خوف ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ہم اپنی خود اعتمادی کھو کر زندگی کے مصائب کا مقابلہ نہیں کر پاتے۔ عام طور پر یہ مسائل اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ہم اپنی شخصیت کی تشہیر کرنا چاہتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ اُسے کم کیا جا رہا ہے۔ جب ہم اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے تو ایسے حالات ہم پر اثر

انداز ہوتے ہیں، اور ہم محسوس کرینگے جیسے ہم میں قوتِ فیصلہ نہیں ہے اور ہم مجبور ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر اپنے معاملات کو حل کرنے کے لیے دوسروں کی مدد حاصل کریں (جادو گر، نجومی اور جعلی پیر وغیرہ، جو وہ کر نہیں سکتے)۔ جتنا زیادہ خوف ہو گا اُتنی زیادہ تشویش ہو گی اُتنا ہم افسردہ ہوں گے۔ یہ حالات ہمیں پاگل پن تک پہنچا سکتے ہیں، جس کے نتیجہ میں (اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے) ہم اپنے رشتے ناتے توڑ دیتے ہیں۔ خود ساختہ خوف کی وجہ سے ہم رنج اور بد نصیبی کی توقع کرنے لگتے ہیں۔ اپنی سوچنے کی صلاحیت گنوانے کے بعد ہم اپنے رحیم ربّ کے دروازہ کو چھوڑ کر، جعلی پیروں، جادو گروں، نجومیوں وغیرہ کے دروازوں پر جانا شروع کر دیتے ہیں۔ اے مسلمانو، یہ دنیا عیاشی کی جگہ نہیں ہے بلکہ کمرہ امتحان ہے، اگر ہم پاس ہو جاتے ہیں، تو جنت میں ابدی زندگی کا مزا لوٹیں گے، اور اگر ہم فیل ہو جاتے ہیں تو جہنم ہمارا دائمی گھر ہو گا۔ شک اور خوف کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو نفسیاتی اور جسمانی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یہ خوف اور تشویش کے حالات شدید نفسیاتی بیماریوں کی شروعات ہیں جو ہمارے رویوں کو بہت زیادہ تبدیل کر سکتے ہیں۔ شک آگے بڑھنے کی آرزو کو ختم اور ہماری جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو مفلوج کر دیتا ہے۔ ایسے خوف کا کوئی فائدہ نہیں چاہے وہ خطرہ واقع کیوں نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس بد نصیبی یا مصائب کے بارے میں ہم فکر مند ہیں وہ اگر واقع ہو جائیں تو ہم میں اُن کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور صلاحیت نہیں ہو گی۔ شک کی بڑھتی ہوئی علامات ہمیں حسد اور نفرت کی طرف لے جاتی ہیں، جو زیادہ نقصان دہ ہیں اس دنیا اور آخرت کے لیے۔ **اے مسلمانو، اللہ سے ڈرو اور اُس کی مخلوق سے نفرت نہ کرو خاص طور پر انسان سے۔ اللہ نے ہمیں ایک دوسرے سے پیار اور ہمدردی کے لیے بنایا ہے، لیکن جب ہم شیطان کے فریب میں پھنس جاتے ہیں تو ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم شیطان کو اپنا دشمن نمبر ایک اور اپنے انسانی ساتھیوں کو اپنے برابر تصور کرتے۔ صد افسوس، ہم شیطان ملعون کے دوست بن گئے اور اُس کی سرگوشیوں کے جال میں پھنس کر انسانوں سے نفرت کرنے لگ گئے۔ اُس نے ہمارے دلوں میں انسانوں کے خلاف تکبّر، بغض اور بد خواہی بھر دی ہے۔ یہ کتنا افسوس ناک مقام ہے۔ اے مسلمانو، آؤ اپنے ربّ کی طرف لوٹ جائیں؛ وہ ہمارا ہاتھ پھیلائے انتظار کر رہا ہے۔ آؤ ہم قرآن اور اُس کی تعلیمات پر عمل کریں، اور اُس کے احکامات کے مطابق اپنی عادات کو ٹھیک کریں۔** اے اللہ، ہم نے لوگوں سے جنہیں تو ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے نفرت کر کے اپنے اُوپر زیادتی کی ہے، براہ مہربانی ہمیں معاف کر دے۔ اے اللہ، ہمارے دلوں میں اپنی مخلوق کی محبت بھر دے۔ اے اللہ، ہمارے محبوب نبیؐ پر بہت زیادہ درود و سلام بھیج۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسد اور بغض

عربی لغت میں حسد کے دو معنی ہیں، ایک اچھا اور ایک بُرا۔ پہلی قسم خالص نفرت اور دشمنی پر مبنی ہے۔ ایک

حاسد بندے کی دشمنی، دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کیونکہ حاسد کا ہمیں پتہ نہیں چلتا، جبکہ دشمن کا ہمیں پتہ ہوتا ہے۔ اس قسم کا حسد بیمار دل کا بُرائی کی طرف مائل ہونا ہے۔ حسد کسی شخص کو نقصان پہنچانے کی ایک خواہش ہے ، یہ اُس کی نعمتوں کو اُس سے چھین لینے کی ایک ایسی خوہش ہے کہ اگر اُس کے پاس طاقت ہوتی تو وہ خود کر گزرتا۔ حسد کرنا اتنا بُرا فعل ہے کہ یہ ہمارے سارے اعمال ضائع کر کے ہمیں کافر بنا سکتا ہے۔ اللہ قرآن میں پوچھتا ہے: "پھر کیا یہ دوسروں سے اس لیے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا؟(54 :4)۔ بد قسمتی سے، ہم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے، حسد کرنے لگتے ہیں جو دوسرے کے پاس ہیں۔ حسد کرنا اتنا بُرا فعل ہے کہ اللہ کی مخلوق سے پہلا گناہ حسد کی وجہ سے سرزد ہوا تھا۔ جب اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، شیطان نے حسد کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ سورۃ بنی اسرئیل، آیت 62 میں شیطان نے اللہ سے کہا: دیکھ تو سہی، کیا یہ اس قابل تھا کہ تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی؟ اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں اس کی پوری نسل کی بیخ کنی کر ڈالوں گا، بس تھوڑے ہی لوگ مجھ سے بچ سکیں گے۔" اسی طرح، پہلا خون جو اُولادِ آدم سے سرزد ہوا، وہ حسد کی وجہ سے ہوا۔ حضرت آدمؑ کے پہلے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ چونکہ اور کوئی نہیں تھا اِس لیے بہن بھائی کی شادی کی اجازت تھی بشرطِ کہ وہ جڑواں نہ ہوں۔ ہابیل اور قابیل کی اپنی دونوں بہنوں کے ساتھ منگنی ہو گئی تھی۔ البتہ قابیل اپنے بھائی کی منگیتر کی وجہ سے اُس سے حسد کرنے لگا اور انجامِ کار قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ حسد کسی کے کردار میں ایک منفی رجحان ہے، کیونکہ یہ اُس میں غصہ، عدم کفایت و کوتاہی، نفرت اور افسردگی پیدا کرتا ہے۔ اِس کی مختلف سطحیں ہیں، قابل برداشت سے انتہائی سطح، جہاں حاسد دوسروں کو جسمانی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ حسد دشمنی کو جنم دیتا ہے، اور اکثر خاندان والوں، ساتھیوں اور دوستوں میں جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ حسد زیادہ تر جان پہچان والوں میں ہوتا ہے، جیسے بہن بھائی، خاندان، ایک پیشہ اور ہم

عمر والے وغیرہ۔ایک حاسد شخص دوسروں کی بربادی چاہتا ہے اور خوش ہوتا ہے جب وہ مصائب میں گھر جاتا ہے۔ حسد، حاسد شخص کو زیادہ مغموم بناتا ہے، کیونکہ وہ دباؤ، غم، غصہ، نفرت اور خراب صحت کے ساتھ تکلیف دہ زندگی گزارتا ہے۔ حسد کی وجہ سے وہ اِس دنیا کی نعمتوں اور خوشیوں سے محروم رہتا ہے اور آخرت میں بھی محروم ہوگا۔

حسد کی وجوہات میں احساسِ برتری، فخر، انتقام، دوسروں پر حاوی ہونے کی خواہش، ناکامیاں، اقتدار اور رُتبہ کی خواہش ہیں۔امام غزالی کہتے ہیں کہ اکثر نفرت، امتیاز، احساسِ برتری، غرور، پریشانی، اقتدار کی خواہش اور وقار جیسے عوامل حسد کا سبب بنتے ہیں۔اسی لیے نبیؐ نے فرمایا: **ایک دوسرے سے حسد نہ کرو (مسلم)**۔ جب کوئی ترقی کرتا ہے، کچھ لوگ اُس سے حسد کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ وہ اُس سے چھین لیں۔ رشک اور حسد عدم اطمینان اور خود اذیتی کی وجہ بنتے ہیں، اِسی لیے ہمیں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ ایسے قبیح معاشرتی مسائل سے اللہ کی پناہ مانگو۔ سورۃ الفلق میں ہم کہتے ہیں: کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے ربّ کی .... اور حاسد کے شر سے (آفت سے) جب کہ وہ حسد کرے۔ حاسد شخص دوسروں کی نعمتوں اور اللہ کی برکتوں اور نعمتوں کی تقسیم کار پر ناراض رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ذریعہ کچھ لوگوں کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ خوشحالی، بچے، ذہانت، خوبصورتی اور طاقت دی ہے (اور یہ سب ٹیسٹ کا حصہ ہیں)۔ ہم مسلمانوں کو ان چیزوں کے ساتھ مطمئن ہونا چاہئے جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کی ہیں، اور جو اللہ نے دوسروں کے لیے مقدر کیا ہے ہمیں اُس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ حسد ایک ایسا عمل ہے جسے ہم مسلمانوں کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ نبیؐ نے کہا: **حسد سے ہوشیار ہو جاؤ، کیونکہ یہ نیک عمل کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔** عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ایاکم والحسد، فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب او قال: العشب۔ (سنن ابی داؤد، حدیث 4903 باب: فی الحسد)

ایک اور حدیث میں نبیؐ نے کہا: **ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کا بائیکاٹ نہ کرو، ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، ایک دوسرے کے خلاف سازش نہ کرو۔ اے اللہ کے بندو ایک دوسرے کے بھائی بنو** (سنن داوؤد 14)۔ جو نبیؐ نے کہا، کیا اُس کے بعد ہم کسی سے حسد کر سکتے ہیں؟ نہیں۔ شیطان ہم میں حسد کے بعد تکبّر اور غرور پیدا کرتا ہے (یعنی حسد اور رشک کا نتیجہ) تاکہ ہم سب سے زیادہ خون خوار درندے بن

جائیں۔ شیطان اپنے وسوسوں سے دنیاوی مال و دولت کی حرص کو ہمارے ذہنوں پر مسلط کرتا ہے، اور ہم سے استطاعت سے زیادہ دکھلاوا کرواتا ہے، جس کے نتیجہ میں ہم شدید پریشانی، مایوسی، ڈپریشن اور ضعیف الاعتقادی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ سارے اُوصاف اللہ کا انکار ہیں۔ برٹرینڈ روسل کے مطابق "حسد رنج والم کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ وہ خود تو حسد کی وجہ سے رنج والم میں مبتلا ہوتا ہی ہے، لیکن اس سے بدتر بات یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے"۔ سورۃ النسآء، آیت (32 :4) میں اللہ کہتا ہے: اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرو... حسد کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے نبیؐ نے فرمایا: **اپنے سے اُوپر والے کو نہ دیکھو، اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو، تاکہ تم اپنے ربّ کی نعمتوں کی تحقیر نہ کرو** (صحیح بخاری اور مسلم) ایک دفعہ کسی نے نبیؐ سے پوچھا، سب سے اچھے کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: **جن کا صاف ستھرا دل اور سچی زبان ہے۔ صحابہ نے کہا، ہم سچی زبان تو سمجھتے ہیں لیکن صاف دل سے کیا مراد ہے؟ نبیؐ نے جواب دیا: وہ دل جو پرہیز گار ہو، گناہوں، نفرتوں اور حسد سے پاک ہو** (ابن ماجہ)۔

حسد کے نتائج اور اُس کا علاج

حسد کے بد نتائج میں غصہ، نفرت، دشمنی، بُرے خیالات، غیبت، چغلخوری، جھوٹ اور اُمت کو تقسیم کرنا شامل ہیں۔ یہ سب گناہ کبیرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبیؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان سے باقاعدگی سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ پناہ مانگنے کی سورتوں میں سورۃ الفلق ہے، اور اس کی آیات میں سے ہے جس میں اللہ سے پناہ مانگتے ہیں حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے۔ اللہ نے دوسروں کے لیے جو مقدر کیا ہے اُس پر بین کرنے کی بجائے ہمیں اپنے بُرے رجحانات کو صبر اور اللہ کے شکر سے قابو کرنا چاہیے، جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں سنوارا، اور ہمیں وہ سب کچھ دیا جو ہمارے پاس ہے۔ ہم اگر اللہ کی نعمتیں گِننا چاہیں ہم نہیں گن سکتے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم اللہ کی ہمیں دی ہوئی نعمتوں کو بھول کر دوسروں کی نعمتوں کی طرف دھیان مرکوز کرتے ہیں۔ اے مسلمانو، جب بھی ہمیں کسی سے یہ کسی کی چیز سے حسد محسوس ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم اُن بے شمار نعمتوں کو یاد کریں جو ہمارے پاس ہیں اور دوسروں کے پاس نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو یاد دلانا چاہیے کہ یہ اللہ ہی ہے جس نے ہمیں رزق مہیا کیا ہے، وہ کیسے بانٹتا ہے، یہ اُس کی قدرتِ کاملہ کا حصہ ہے جسے ہم کبھی سمجھ نہیں سکتے۔ وہ شخص جس سے ہم حسد کر رہے ہیں، وہ شاید کسی ایسے امتحان سے گزر رہا ہو جس کا ہمیں اندازہ بھی نہ ہو۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے، جو کائنات کا مالک ہے، اور ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ دنیا

کمرہ امتحان ہے، جہاں ہر ایک کو الگ الگ پرچے دیئے گئے ہیں۔ ہمیں مصائب، رزق، بیماری وغیرہ سے آزمایا جارہاہے۔ جب بھی ہم کسی سے یا کسی چیز سے حسد محسوس کریں، ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے دل کو پاک کردے اور ہمارے حسد سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ اللہ ہمیں دوسروں سے پیار کرنے والا اور اُن کا خیال رکھنے والا بنائے آمین! سورۃ الشوری، آیات (89-88: 26)، "جبکہ نہ مال کوئی فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز اِس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو۔ اے اللہ، ہمیں بھی اُن میں شامل کردے۔ آمین! نبیؐ نے فرمایا: **جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، اگر یہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، اور اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے؛ بیشک وہ دل ہے۔**

الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (بخاری:62/1)

دل کی اس بیماری کا بالواسطہ تعلق اس فانی دنیا کی محبت سے ہے۔ جتنا ہم اِس دنیا سے محبت کریں گے اُتنا ہمارا دل بیمار ہو گا۔ اسی طرح، جتنا ہم اس دنیا سے کم محبت کریں گے، اُتنا قلبِ سلیم ہم حاصل کریں گے۔ اپنے دل کو حسد سے پاک کرنے کے لیے ہمیں قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔ صحیح بخاری میں دل کو نرم کرنے کے عنوان سے ایک باب ہے، اور اگر اس باب کا مطالعہ کریں، یہ ایک چیز پر زور دیتا ہے، وہ ہے، "جتنا ہم دنیا سے محبت کریں گے اُتنا ہمارا دل سخت ہو گا، اور جتنا ہم اِس دنیا کی محبت سے دور ہونگے، اُتنا ہمارا دل نرم ہو گا۔ سکالر اس بات پر اختلاف کرتے ہیں کہ آیا حسد گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ؟ ابن القیم کہتے ہیں کہ اصل میں اس کا دارومدار دل کی حالت پر ہے۔ کبھی کبھی قدرتی طور پر ہم دوسروں کی چیز کی خواہش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُس کے پاس نہ رہے۔ اگر یہ انسانی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے تو یہ گناہ صغیرہ ہے۔ اور اگر دل دشمنی، نفرت اور منفی رجحان سے بھرا ہے، تو پھر یہ گناہ کبیرہ ہے۔ دوسری حسد کی قسم رشک ہے۔ رشک، اسلام میں ایک دلچسپ تصور ہے۔ **جب ہم کسی شخص کی نعمتوں کو دیکھ کر خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں بھی مل جائے اور اُس کے پاس بھی رہے۔** اسلام رشک کی اجازت دیتا ہے، نبیؐ نے بتایا ہے کہ ہم کیا کہیں: **میری خواہش ہے مجھے بھی وہ مل جائے جو اُسے ملا ہے اور میں اس کے ساتھ وہ کروں جو یہ کرتا ہے۔** البتہ دو چیزوں میں رشک کرنے کی اجازت ہے۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **رشک دو چیزوں کے علاوہ نہیں۔ ایک اللہ نے کسی کو علم دیا ہو اور وہ لوگوں کو قرآن سکھاتا ہے۔ دوسرا اللہ نے کسی کو مال دیا ہو اور وہ اللہ کے راہ میں خرچ کرتا ہے۔** نبیؐ نے پھر کہا: **رشک اِن دو مثالوں کے علاوہ نہیں ہے** (صحیح بخاری اور صحیح مسلم)۔ رشک کی اجازت پر علماء کا کہنا ہے اس کا دارومدار اس چیز پر ہے کہ اگر وہ اچھی چیز ہے تو اجازت ہے، اور اگر دنیاوی چیز ہے تو منع ہے یا مکروہ۔

نفرت اور بغض

رشک اور حسد کے نتیجہ میں ہمارے دل نفرت اور بغض سے بھر جاتے ہیں، جو ہم میں حقائق کے برخلاف غلط تصور پیدا کر کے ہماری صحیح اور غلط کی پہچان کو سلب کرتے ہیں۔ یہ ہم سے ایسے کام کروائیں گے جس پر بعد میں ہم نادم ہوں گے۔ اسی لیے، ہم دیکھتے ہیں جن لوگوں نے حسد کو اپنے دل میں پروان چڑھایا، وہ بقایا زندگی ٹوٹے ہوئے رشتوں اور پچتاوے کے ساتھ گزارتے ہیں۔ حسد اچھے اعمال کو ایسے ختم کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو راکھ بنادیتی ہے۔ اچھے دل کے اچھے اعمال ہوں گے اچھے نتائج کے ساتھ، بُرے دل کے بُرے اعمال ہوں گے بُرے نتائج کے ساتھ۔ کبھی نہ کبھی ہم میں بھی کسی سے حسد پیدا ہو گا، اُس وقت ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کو یاد کریں اور اُس سے ڈر جائیں۔

نفرتوں بھرے دل کی اصل وجوہات میں حسد، غیبت اور چغل خوری ہے۔ اسی لیے قرآن سورۃ الحجرات، آیت (6 :49) میں کہتا ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔ آیت (12 :49) میں اللہ کہتا ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسُّس نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔ اِن بُری خصلتوں کی وجہ سے ہم لوگوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور تعلقات توڑ لیتے ہیں۔ لہٰذا، مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اپنی زبان پر قابو پانا چاہیے اور غیبت اور بہتان تراشی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **جنت کے دروازے پیر اور منگل کو کھلتے ہیں، اور ہر وہ اللہ کا بندہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو اُسے معاف کر دیا جاتا ہے، ماسوائے اُس بندہ کے جس کی اپنے بھائی کے درمیان عداوت ہے۔** کہا جائے گا: **رک جاؤ جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کر لیتے، رک جاؤ جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کر لیتے، رک جاؤ جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کر لیتے۔** (صحیح مسلم، جلد 6، حدیث 6544)۔ اے مسلمانو، صلح کر لو، صلح کر لو، صلح کر لو....، اگر ہم اپنے بغض کو نہیں چھوڑیں گے تو ہمارا ضمیر آزردگی، تشویش اور غصہ کی وجہ سے جامد ہو جائے گا۔ یاد رکھو، جب ہم کسی سے نفرت کرتے ہیں، تو وہ اُسے محسوس نہیں کر سکتا، البتہ ہم خود اپنی نفرتوں میں جلتے رہتے ہیں۔ طویل نفرت ہمارے دل پر اثر انداز

ہو کر ہمارے دل کو سخت، ہماری سوچوں کو محدود کر دیتی ہیں، جس کے نتیجہ میں ہم اس دنیا کی خوشی اور حوصلہ کو گنوا دیتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کو معاف کر دینا چاہیے، جب کہ حقیقت میں ہم اپنے آپ کو معاف کر رہے ہوں گے (ہم اپنے دل کو دکھ اور درد سے آزاد کر رہے ہوں گے)۔ آئیں ہم اللہ اور اپنی خوشی کی خاطر نفرت سے چھٹکارا حاصل کریں، کیونکہ یہ خوشی حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔ جانے دو جو ہمارے ساتھ ماضی میں کسی نے کیا، اُس نفرت کو جانے دو۔ معاف کرو اور اللہ پر چھوڑ دو۔ جو ہم نے دوسروں کے ساتھ غلط کیا، ہمیں اُن سے اور اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔ انسان غلطیوں کا پتلا ہے، ہم غلطیاں کریں گے، معاف کر دو (اپنے آپ کو معاف کر دو) کیونکہ اللہ معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اسلام میں ہر شخص اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہوگا، اور پچھلا گناہ کوئی نہیں (حضرت آدمؑ اور امّاں حوّا کا)۔ انسان کا ہر بچہ گناہ سے پاک فطرت پر پیدا ہوتا ہے، یعنی اپنی مرضی کو ربّ کائنات کی مرضی کے آگے سرنگوں کرنے والا۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو گناہوں میں غرق کر لیا ہے، تو اللہ سے توبہ کریں، ہم پھر سے قلبِ سلیم حاصل کر لیں گے۔ اسی لیے ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ نبیؐ نے کہا: **کوئی یہ نہ کہے کہ میری روح بُری ہو گئی ہے، بلکہ کہے کہ میری روح توبہ نہیں کرتی۔** روح کبھی ساری خراب نہیں ہوتی، بلکہ اپنے کئے پر نادم اور شرمندگی محسوس نہیں کرتی۔ یہ حالت بدل سکتی ہے اگر ہم اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ ہمیں اپنے دل کو نرم کرنے کے لیے اپنے رحیم ربّ کو یاد رکھتے ہوئے نماز، دعا اور دوسروں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، ہماری روح پھر سے اطمینان محسوس کرے گی۔ اللہ کہتا ہے: خالی اللہ کی یاد سے ہمارے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اللہ کو پتہ تھا وہ کیا کر رہا ہے جب اُس نے ہمیں بنایا تھا، اور اُسے پتہ ہے اُس نے جو گمراہ کرنے کی طاقت شیطان کو دی ہے، اسی لیے اُس نے ہماری موت تک توبہ کے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ سبحان اللہ! کچھ لوگ ابو دجانہؓ کو مرضِ وفات میں ملنے گئے، اُنھوں نے اُسے پُرنور چہرہ کے ساتھ خوش و خرم دیکھا۔ اُنھوں نے اُس سے پُوچھا وہ خوش کیوں ہے، جس پر اُس نے جواب دیا: میں دو صفات رکھتا ہوں؛ ایک میں نے دوسروں کے معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کی، اور دوسرا، میں نے اپنے دل کو مسلمان بھائیوں سے نفرت کرنے سے پاک رکھا ہے۔ اسی طرح، مشکاۃ، صفحہ 22، میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **اے میرے عزیز بیٹے، اپنے دن رات اس طرح سے گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کے لیے نفرت یا بغض نہ ہو۔** پھر آپؐ نے فرمایا: **دل میں نفرت اور بغض نہ رکھنا میرا طریقہ ہے۔ جو میرے طریقہ کو اپنائے گا اور اُسے پسند کرے گا، وہ حقیقت میں مجھ سے محبت کرتا ہے، اور جو مجھ سے محبت کرے گا جنت میں داخل ہو گا۔** عن أَنَس بْن مَالِكٍ، قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سُوۡرَۃُیا بُنَيَّ، إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وليسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحب سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الجَنَّةِ مشکاۃ، صفحہ نمبر22

آخر میں، میں ایک واقعہ سے بات کو ختم کروں گا جو نبیؐ کے دور میں ہوا: ایک دن نبیؐ مسجد نبوی میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب آپؐ نے پوچھا کہ رات صدقہ کس نے دیا تھا؟ سب خاموش رہے۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ رات صدقہ کس نے دیا تھا؟ پھر سب خاموش رہے۔ تیسری دفعہ نبیؐ نے جذباتی ہو کر پوچھا کہ رات کس نے صدقہ دیا تھا؟ ایک صحابی ہچکچاتے ہوئے اُٹھا اور کہنے لگا میں نے رات صدقہ دیا تھا۔ نبیؐ نے اُس سے پوچھا کہ وہ کیوں ہچکچا رہا تھا، میں نے دیکھا تمہارا صدقہ زمین سے عرش تک جا رہا تھا۔ نبیؐ نے اُس سے پوچھا کہ اُس نے کیا صدقہ کیا تھا؟ اُس نے کہا کہ رات اُسے نیند نہیں آ رہی تھی، اُس نے سوچا کہ وہ کچھ صدقہ کرے تا کہ اُسے نیند آ جائے۔ وہ کہنے لگا: میں نے صدقہ کے لیے سارا گھر چھان مارا لیکن کوئی چیز نہ ملی (نہ برتن، نہ پلیٹ کچھ بھی نہیں)۔ تو میں دوبارہ بستر پر لیٹ گیا، میں پھر بھی نہ سو سکا۔ میں نے پھر سوچا کہ مجھے کچھ صدقہ کرنا چاہیے۔ میں نے پھر سارا گھر چھانا مگر کچھ نہ ملا۔ وہ کہنے لگا: میں پھر بستر پر لیٹ گیا۔ پھر بھی خیال آتا رہا، میں اُٹھا، وضو کیا اور دو نفل پڑھے اور اللہ سے دعا کی کہ جس کسی نے مجھ پر زیادتی کی ہے میں اُسے معاف کرتا ہوں۔ اے مسلمانو، چھوڑ دو حسد، نفرت اور بغض کو۔ اے مسلمانو، دل میں نفرت اور بغض کا ہونا ایسا ہی ہے جیسے ہم سلگتا ہو کوئلہ کسی پر پھینکیں، وہ کسی کو لگے نہ لگے ہمارے ہاتھ ضرور جلا دے گا۔ لہٰذا، دشمنی، نفرت اور بغض سے چھٹکارا حاصل کرو، اور آؤ ہم ایک ایسی قوم بن جائیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکامات پر عمل کرتے ہوں۔ نفرت اور بغض کی ایک وجہ یہ ہے جب ہم ایک دوسرے کا مذاق اُڑاتے ہیں، ایک دوسرے کو حقیر گردانتے ہیں، چاہے مذاق میں سہی۔ اللہ سورۃ الحجرت، آیت (11: 49) کہتا ہے: اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔ اے اللہ، ہمارے دل میں اپنی اور اپنے نبیؐ اور نبیؐ کے طریقہ کی محبت بھر دے، اور ہمیں جنت کا باسی بنا۔ اے اللہ، ہم تجھ پر اور تیری شریعت پر ایمان رکھتے ہیں، ہماری مدد کر اُس پر چلنے میں۔ اے اللہ، ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے دلوں کو شک، حسد، نفرت اور بغض سے پاک کر دے۔ آمین! جب ہمارے دل میں شک، حسد، نفرت اور بغض گھر کر لیتے ہیں، تو ہم میں خوف جنم لیتا ہے کہ ہمارے ساتھ بھی یہ ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر شیطان ہم میں ضعیف الاعتقادی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ میرے گناہ معاف فرما دے۔ میرے دل کے غصہ کو ختم کر دے اور مجھے فتنوں میں مبتلا ہونے سے بچا لے۔ آمین۔ اللَّهُمَّ رب محمد صلى الله عليه اغفرلي ذنبي، واذهب غيظ قلبي، واجرني من مضلات الفتن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضعیف الاعتقادی (توہم پرستی) اور اس کا ہماری شخصیت پر اثر

ابومالک الاشعری سے صحیح مسلم، حدیث 2033 میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **"میری اُمت کے لوگوں میں اسلام سے پہلے جاہلیت کی چار خصلتیں ایسی تھیں جو وہ نہیں چھوڑتے: اپنے سٹیٹس کی ڈینگیں مارنا، دوسروں کے نسب کا مذاق اُڑانا، ستاروں کے ذریعہ بارش مانگنا، اور بین کرنا۔** یہ حدیث ہمیں بتارہی ہے کہ مسلمانوں میں دورِ جاہلیت کے چار خصلتیں ایسی ہیں جن کو وہ نہیں چھوڑتے۔ ایسے لوگ شیطان کی چال میں پھنس جاتے ہیں، اور وہ اُن میں خود پسندی، غرور اور دوسروں کے نسب کا مذاق اُڑانے کی عادت کو فروغ دیتا ہے۔ جب کوئی اپنی خود ساختہ اہمیت پر اترانے لگتا ہے، شیطان اُن میں شک پیدا کرتا ہے کہ لوگ اُس سے جلتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ ہر ایک کو شک کی نظر سے دیکھنے لگتا ہے۔ شک جب اپنے شکار کو اپنی گرفت میں کر لیتا ہے تو اُسے ضعیف الاعتقادی کی طرف دھکیلتا ہے، اور جب وہ شخص توہّم پرست ہو جاتا ہے (جو اللہ کا انکار ہے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ کچھ چیزیں اُس کی تقدیر بدل سکتی ہیں)، اُس وقت وہ شیطان کی جال میں پورا پھنس جاتا ہے۔ اللہ نے شیطان اور اُس کی نسل کو ہمارے خون میں دوڑنے اور دل میں وسوسے پیدا کرنے کی طاقت دی ہے، جس سے وہ ہمیں شرک کی طرف راغب کرتے ہیں۔ شیطان سب سے پہلے ہم میں شک اور ضعیف الاعتقادی پیدا کرتا ہے، **جس کی وجہ سے ہم اِس حقیقت کو بھلا دیتے ہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔** شیطان ہمیں شک اور توہّم پرستی میں مبتلا کر کے ہماری حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ ہم نجومیوں، علمِ نجوم والوں، جادوگروں، اور جھوٹے بابوں وغیرہ کے پاس جائیں، اور اپنی تقدیر کے خود مالک بن جائیں (اناللہ)۔ شیطان آہستہ آہستہ بتدریج ہمیں مشرک بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے کہ اگر اُس سے ہم نے اس دنیا میں توبہ نہ کی تو ہم جہنم کے باسی ہوں گے۔ آئیں ہم چند توہمات پر کھلے اور منطقی ذہن کے ساتھ غور کریں۔ برطانیہ کے لوگوں کا وہم ہے کہ "اگر ہم دراڑ پر پاؤں رکھیں گے، تو اپنی ماں کی کمر توڑیں گے"۔ اسی طرح، عام توہمات یہ ہیں: 13 تاریخ کے جمعہ سے خوف کھانا، کالی بلی کا رستہ کاٹنا، سیڑھی کے نیچے سے گزرنا، خوش قسمتی کے لیے لکڑی کو کھٹکھٹانا، بدشگونی کو دور کرنے کے لیے بائیں طرف نمک پھینکنا، نظر بد سے بچنے کے لیے گاڑی پر کالا کپڑا باندھنا وغیرہ وغیرہ۔ اِن توہمات کے متعلق پورے امریکہ میں 2236 لوگوں پر ایک سروے کیا گیا، اُن میں سے 33% کا ماننا تھا کہ پینی کا ملنا خوش شگونی ہے، 21% کا ماننا تھا کہ لکڑی پر کھٹکھٹانا بدشگونی روکتا ہے۔ اگر ہم کھلے

اور منطقی ذہن کے ساتھ غور کریں، کیا پینی کا ملنا ہمارے لیے خوش نصیبی کا سبب ہو سکتا ہے؟ کیا کالی بلی کا رستہ کاٹنا بد شگونی کا سبب بن سکتا ہے؟ کیا بائیں طرف نمک چھڑکنے سے بد شگونی دور ہو سکتی ہے؟ لازماً جواب ہو گا نہیں۔

یہ توہمات کہاں سے آئے؟ توہم پرستی کی روایات عام طور پر ہماری پرورش اور ہمارے معاشرہ سے آتی ہیں۔ ہم پیدائشی طور پر ان توہمات کے ساتھ پیدا نہیں ہوئے کہ 13 تاریخ کا جمعہ منحوس ہوتا ہے، یا اگر ہم نے دراڑ پر پاؤں رکھا تو اپنی ماں کی کمر توڑیں گے، بلکہ توہم پرستی بے یقینی کا نفسیاتی نتیجہ ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ہم ایسی خواہش کرتے ہیں جس کا ہمیں ملنے کا یقین نہ ہو تو یہ ہمیں توہم پرست بنا سکتی ہے۔ توہم پرستی ہمیں خوش فہمی میں ڈالتی ہے کہ ہمارے پاس تقدیر کو بدلنے کا اختیار ہے۔ توہم پرستی کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ا) ایسی چیزیں جو ہمارے لیے خوش نصیبی لاتی ہیں (جیسے خوش قسمتی لانے والی چیزیں، نگینہ، یا کھیل شروع کرنے سے پہلی کی رسمیں وغیرہ)۔ 2) وہ چیزیں جو بد نصیبی روک سکتی ہیں (جیسے کالی بلی سے دور رہ کر سڑک پار کرنا، نگینے وغیرہ)۔ ایسے لوگوں کے خیال میں کچھ لوگ اُن کے ساتھ ہونے والے واقعات کی پیشن گوئی کر سکتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں، توہم پرستی اُن کے ساتھ ہونے والی بُرائی کو ممکنہ طور پر کم کرنے کا ایک راستہ ہے۔ جب کہ اچھائی اور بُرائی کا امکان وہی رہتا ہے چاہے ہمارے پاس خوش شگونی کی کوئی چیز ہو یا نہ ہو۔ **اگر قسمت سے کسی کو وہ مل جائے جو وہ چاہتا تھا، تو لوگوں کو بہکانے کے لیے اُس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے گا، تاکہ لوگ عامل پر یقین کریں۔** توہم پرستی ہمارے رویہ اور ذہن کو افسردہ کرتی ہے اور ساتھ ہی ممکنہ چیلنج کے لئے ہماری تیاریوں کو بھی متاثر کرتی ہے (یعنی ہم آسان راستہ ڈھونڈتے ہیں)۔ مارچ 2015 کے Personality & Social Psychology Bulletin کے رسالے میں، مطالعہ کے سلسلہ میں تحقیق کرنے والوں نے خاص طور پر پتہ چلایا کہ کارکردگی کے اہداف کا حصول توہم پرستی کی طرف مائل کرتا ہے۔ ہم اپنے اہداف کو سمجھنے کی بجائے اُن چیزوں کی طرف جاتے ہیں جن کو ہم اچھا شگون سمجھتے ہیں۔ **یہ بھی دیکھا گیا، کہ جہاں شرکاء اہداف کے بارے میں غیر یقینی کا شکار تھے، اُن میں توہم پرستی بڑھ گئی۔** ضعیف الاعتقادی چونکہ ردِ عمل ہے اُس احساس کا کہ ہم بے اختیار ہیں، لہٰذا لوگ دوسرے ذرائع ڈھونڈتے ہیں، جیسے بے یقینی کو اچھے شگون کی چیزوں سے قابو کرنا۔

اگرچہ اکثر لوگ اِسے بہت آگے تک لے کر نہیں جاتے، لیکن کچھ لوگ انتہائی توہم پرست بن جاتے ہیں۔ایسے لوگ اپنے آپ کو اس میں اتنا مگن کر لیتے ہیں کہ اِس سے اُن کے معاشرتی معاملات متاثر ہوتے ہیں۔شک اور توہم پرستی کی وجہ سے وہ اپنے پیاروں سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔کتنے افسوس کا مقام ہے۔ضعیف الاعتقادی کو سمجھنے کے لیے ہمیں اپنے آپ سے چند سوال کرنے چاہیے: کیا توہم پرستی اور اُس کی رسومات ہمارے تعلقات میں مداخلت تو نہیں کر رہے ؟اگر ایسا ہے تو ہمیں اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔اسی طرح، جب ہم اہم فیصلے توہم پرستی کی بنیاد پر کرتے ہیں، تو زیادہ امکان ہے کہ ہم غلط فیصلے کریں گے۔مثال کے طور پر کسی کو فوری سرجری کی ضرورت ہے، اور وہ اس بِنا پر تاخیر کرتا ہے جمعہ کو 13 تاریخ ہے، یعنی اُس نے اپنے وہم کو اپنے فیصلوں پر اثرانداز ہونے دیا ہے، اسی طرح اگر کوئی بہت زیادہ جوا کھیلتا ہے کیونکہ اُس نے خوش نصیبی والی شرٹ پہن رکھی ہے، اُس نے بھی اپنے فیصلہ میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔آسٹریلیا میں کی گئی تحقیق کے مطابق توہم پرست جوا باز اور اُس کے جوئے کی شدت کا آپس میں تعلق ہے۔توہم پرستی ہمارے لیے اُس وقت دشواری کا سبب بنتی ہے جب ہم وہ کام کرتے ہیں جو ہمارے لیے فائدہ مند نہیں۔اُس وقت ہمیں اپنے اوہام پر قابو پانے کے لیے قرآن اور سنت سے دانش کی بھاری خوراک کی ضرورت ہو گی۔اے مسلمانو، ہر پہنچنے والا ضرر، اللہ کی طرف سے ہے اور وہی اُسے ہٹا سکتا ہے۔یہ اُس آزمائش کا حصہ ہے جس کے لیے ہمیں اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

لوٹ آؤ اپنے رحیم ربّ کی طرف، جو اپنے ہاتھ پھیلائے ہمارا انتظار کر رہا ہے۔اے اللہ، ہم تجھ پر ایمان لائے، ہم تجھ سے معافی طلب کرتے ہیں اور ہم تیری ہی مدد کے طالب ہیں۔اے اللہ، ہمیں اپنی پناہ میں لے لے کہ ہم شک یا حسد کریں، یا توہم پرست بن جائیں۔اے اللہ، ہمیں دکھاوا کرنے سے اپنی امان میں لے لے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوابوں کی تعبیر کرنے والے

جب ہم توہم پرست بن جاتے ہیں تو ہماری تشویش کا ایک سبب خوابوں کی تعبیر معلوم کرنا بن جاتا ہے۔ 99% سے زیادہ خواب ہماری سوچوں کا نتیجہ ہیں جو معنی نہیں رکھتے۔ جو خواب انبیاء دیکھتے تھے وہ اللہ کی وحی ہو تے تھے، اور وہ معنی رکھتے تھے۔ قرآن خواب کی کہانی میں ہمیں بتاتا ہے کہ اگر خواب کی تعبیر صحیح ہو بھی جائے، اس کے باوجود ہم تقدیر کو نہیں بدل سکتے۔ لہٰذا میری رائے میں اپنے آپ کو اس پریشانی سے گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت یوسف ؑ کی کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ اُنھوں نے ایک خواب دیکھا جس میں گیارہ ستارے اُن کے سامنے جھک رہے تھے۔ اُنھوں نے اپنا خواب اپنے والد کو بتایا، جس نے اُسے اپنی بھائیوں کو بتانے سے منع کیا، کیونکہ وہ نفرت اور حسد کی وجہ سے اُسے نقصان پہنچائیں گے۔ اِس سے تقدیر کا لکھا نہیں بدلا، قتل کرنے کی نیت سے اُنھوں نے حضرت یوسف ؑ کو ایک خشک کنوئیں میں پھینک دیا، تقدیر نے اپنا راستہ بنالیا۔ جب اللہ نے چاہا تو بادشاہ کو ایک خواب دکھایا جس کی حضرت یوسف نے صحیح تعبیر کی (خوابوں کی تعبیرت آپ ؑ کی خصوصیت تھی)، کیونکہ اللہ پہلے خواب کی تعبیر پوری کرنا چاہ رہا تھا۔ کبھی کبھی ہمیں سچے خواب آتے ہیں جو بعد میں پورے ہوتے ہیں۔ جب ہم توہم پرست ہو جاتے ہیں تو خوابوں کی تعبیر کرنی شروع کر دیتے ہیں، یا نام نہاد خوابوں کی تعبیر کرنے والوں کو ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں۔ وہ سب لوگ جو خوابوں کی تعبیر کرنے کا دعوی کرتے ہیں مختلف تشریح پیش کرینگے۔ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کونسی تشریح صحیح ہے؟ زیادہ تر یہ تکے ہوتے ہیں۔ وہم پرست شخص اُس تعبیر کو مانے گا جو اُس کی سوچ کے مطابق ہو گی۔ اے مسلمانو، یہ محض ایک اور آزمائش ہے اللہ کی طرف سے، آئیں اور اللہ پر بھروسہ کریں؛ ہم دعا، صبر اور دین پر استقامت سے اپنی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں پختہ ارادہ دے کہ ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھیں۔ اے اللہ، ہمارے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے اور ہم سے راضی ہو جا۔ اے اللہ، ہم میں اپنی محبت بھر دے تاکہ ہم تجھ سے صدق دل سے پیار کریں، اور اپنی حتی الوسع جدوجہد سے تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، شیطان اور اُس کی فوج کے وسوسوں سے اپنی امان میں لے لے۔ اے اللہ، ہمارے دلوں کو توہم پرستی، اور خوابوں کی تعبیر کی خواہش سے پاک کردے۔ اے اللہ، بہت سا درود و سلام بھیج نبیؐ پر۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری تقدیر پر (ہاتھوں کی لکیروں، سیاروں، نجومیوں اور جوتشیوں) کا اثر

ہاتھوں کی لکیریں اور علمِ نجوم

جب ہمیں وہم میں جکڑ لیتا ہے، تو ہم اپنی تقدیر بدلنے کے لیے بیرونی ذرائع (اللہ کو چھوڑ کر) ڈھونڈتے ہیں، اور اس عمل میں اپنا ایمان کھو دیتے ہیں۔ علمِ نجوم کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: 1) مبہم تصویر کشی سے جو ہر کسی پر فٹ آجائے، اُس سے بیوقوف بناتے ہیں۔ جیسے آگے ایک پروفیسر کی مثال آرہی ہے۔ اس زمرہ میں **کمپیوٹر کے ذریعہ پیشن گوئی** بھی آتی ہے۔ 2) کسی کو ماضی کے بارے میں بتا کر قائل کرنا، جو کاہن کو شیاطین جن نے موکل کے قرین کے وساطت سے بتائیں (جن اور قرین بہت تیز رفتاری سے دنیا میں کہیں پر بھی پیغام پہنچا سکتے ہیں)۔ اسلام میں یہ دونوں حرام ہیں، کیونکہ ان کا تعلق دھوکہ دہی اور بیوقوف بنانے سے ہے۔ پہلی قسم میں ہاتھ کی لکیریں دیکھنا اور پڑھنا ہے، جو علمِ نجوم کے دائرہ میں آتی ہیں اور اسلامی شریعت میں منع ہے، اور اسے گناہ کبیرہ تصور کیا جاتا ہے۔ دست شناس کو ہاتھ دکھانے پر ہمیں اللہ سے صدق دل سے توبہ کرنی چاہیے اور جو اُنھوں نے بتایا اُسے نظرانداز کرنا چاہیے۔ نبیؐ نے کہا ہے: **اگر کوئی دست شناس یا نجومی کے پاس گیا اور اُس کی باتوں پر ایمان لایا، تو اُس نے انکار کیا جو محمدؐ پر وحی ہوا (یعنی کافر ہو گیا)** (مسند احمد، طبرانی اوسط، سنن بیہقی)۔ کچھ لوگ کہیں گے اگر دست شناسی فریب ہے تو ہمارے ہاتھوں پر لکیروں کا کیا مقصد ہے؟ اگر ہم غور کریں، ایسی لکیریں ہمارے ہر جوڑ پر ہوں گی (کہنی، کلائی اور گھٹنے) جہاں کھال مڑتی ہے۔ ہمارے ہاتھوں کی لکیریں ہماری تقدیر کا مسودہ نہیں بلکہ یہ جھریاں ہیں جو کھال کے مسلسل مڑنے اور کھلنے کے عمل کی وجہ سے پڑتی ہیں۔ اگر کھال اور پٹھے نہ مڑتے تو ہمارے ہاتھوں اور جوڑوں کی حرکت محدود ہو جاتی۔ ان لکیروں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ شیاطین جن ہیں جو ہم میں وہم ڈالتے ہیں کہ ان کا کوئی خفیہ مطلب ہے۔ اسی لیے اسلام میں ہتھیلی کو پڑھ کر یا سیاروں کی حرکت کی وجہ سے پیشن گوئی کرنا بالکل حرام ہے۔ نبیؐ اِن حرکات کو گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے، کیونکہ **ان کا دارومدار دھوکہ اور فریب پر ہے۔** بہت ساری صحیح حدیثوں میں ایسے اعمال سے خبردار کیا گیا ہے، اور سزا تجویز کی گئی ہے اُن لوگوں کے لیے جو ایسے کاموں میں مشغول ہیں۔ ابن عباس سنن ابو داود، حدیث.... میں مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: **جو علمِ نجوم (ستاروں) سیکھتا ہے، اُس نے جادو سیکھا۔ جتنا زیادہ سیکھے گا اُتنا زیادہ جادو سیکھے گا** (پتہ چلا جادو بھی فریب ہی ہے)۔ مسلم

میں ایک اور حدیث کہتی ہے: **جو کوئی جوتشی کے پاس گیا اور اُس سے کچھ پوچھا، اُس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ کی جائیں گی۔ اور اگر وہ شخص جوتشی کی باتوں کو سچ مانتا ہے، اُسے نبیؐ پر اُتری وحی کا کافر سمجھا جائے گا**(مسند احمد، طبرانی اوسط، سنن بیہقی میں بھی ہے)۔ من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن اتاه غیر مصدق له لم تقبل له صلاة اربعین لیلة (مجمع الزوائد:118/5)

اللہ سورۃ النمل، آیت(27 :65) میں کہتا ہے: ان سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ اور وہ (تمہارے معبود، جوتشی، علمِ نجوم والے، جادوگر تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ کب وہ اٹھائے جائیں گے۔ ہمارے ہاتھ کی لکیریں، یا ہوا کی وجہ سے مٹی پر پڑی لکیریں، یا پیالہ میں جب تھوڑا مشروب رہ جائے، اُسے اُلٹانے پر جو لکیریں پڑتی ہیں وغیرہ، محض فطرتی عمل کا نتیجہ ہیں اور کچھ نہیں۔ اسی لیے نبیؐ نے فرمایا: **پرندوں کو اُڑا کر، یا زمین پر لکیریں کھینچ کر پیشن گوئی کرنا جادو ہے۔** ان العیافة والطرق والطیرة من الجبت (ابوداود:23/4) (ثابت ہوا کہ جادو، دھوکہ اور فریب ہے)۔

لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ بدمعاش کہیں گے کہ علمِ نجوم (دست شناسی) ایک سائنس ہے۔ جب کہ Encyclopedia Britannica کہتی ہے: اس کا کوئی سائنسی ثبوت نہیں کہ ہتھیلی کی لکیروں کا نفسیات سے یا پیشن گوئی سے کوئی تعلق ہے۔ اللہ نے ہمیں عقل اور سمجھ دی ہے تاکہ ہم تجزیہ کر سکیں۔ فیصلہ کرنے سے پہلے اسلام چاہتا ہے کہ ہم استدلال کی طاقت کو قرآن اور سنتِ نبیؐ کی ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔ جب ہم اپنی مرضی کرتے ہیں تو دست شناسی، علمِ نجوم، جوتشی وغیرہ کے ہماری شخصیت پر منفی اثر پڑنے کے علاوہ یہ ہمیں دائرۂ اسلام سے خارج کر سکتے ہیں۔ ہمیں تو چاہیے تھا کہ ہم غور و فکر کرتے فطرت پر، ارد گرد پر اور اپنے اندر کی نشانیوں پر تاکہ ہم اللہ کی قدرت کو سمجھ سکتے۔ سورۃ آلِ عمران، آیات(190-191)، میں اللہ کہتا ہے: زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان ہوش مند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین آسمانوں کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) "پروردگار، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے۔ پس اے ربّ، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے"۔ یاد رکھو، اللہ جسے ہدایت دے (اللہ اُسے ہی ہدایت دیتا ہے جو ہدایت مانگتا ہے)، اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے اللہ گمراہ کر دے (جو شیطان کے نقشِ پا پر چلے)، اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ وساوسِ

شیطان سے بچنے کے لیے، ہمیں مسلسل اللہ سے ہدایت اور شیاطین سے پناہ مانگنی چاہیے۔ ہم اپنے خالق کی طاقت کو قرآن، سنت، کائنات کی نشانیوں، ارد گرد کی نشانیوں اور اپنے اندر کی نشانیوں سے پہچان کر، اپنے آپ کو شیاطین جن اور قرین کا شکار ہونے بچا سکتے ہیں۔ دوسرا پیش گوئی کا طریقہ جس پر عرب دیہاتی یقین کرتے تھے وہ اِزلام تھا۔ وہ اپنے ساتھ تین تیر ہر جگہ اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے، جب بھی اُنھیں کوئی فیصلہ کرنا ہوتا تو وہ تیروں سے مشورہ لیتے۔ ایک تیر پر ہاں لکھا ہوتا، دوسرے پر نا اور تیسرے پر پھر سے۔ ضرورت پر وہ تیر نکالتے، اگر اُس پر ہاں لکھا ہوتا تو وہ کام کر لیتے، اور اگر نا لکھا ہوا آجاتا تو اُس کام کو چھوڑ دیتے، اور اگر پھر سے آتا تو دوبارہ تیروں سے مشورہ کرتے۔ اللہ نے ہمیں اس سے بہتر طریقہ دیا ہے، وہ استخارہ کی نماز ہے، ہمیں چاہیے ہم ہر معاملہ میں اللہ سے مشورہ کریں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے ہمیں استخارہ اس طرح سیکھایا تھا جیسے نماز، اور صحابہ ہمیشہ اللہ سے مشورہ کرتے تھے۔ کیا ہمیں نہیں کرنا چاہیے؟

علمِ نجوم

اللہ نے مستقبل کے فیصلے تخلیق سے پہلے ہی کر دیئے تھے۔ لہٰذا مستقبل میں ہونے والے واقعات کا دار و مدار نہ سیاروں کی حرکت پر ہے، نہ ہی ہمارے ہاتھ کی لکیروں پر، اور نہ نگینوں کے اثرات پر۔ اس زمین پر چلنے والا سب سے زیادہ صاحبِ علم شخص، حضرت محمدؐ نے مستقبل کی کوئی بھی بات ستاروں کو دیکھ کر نہیں بتائی، نہ کسی کا ہاتھ دیکھ کر، اور نہ ہی کسی کو نگینے پہننے کو کہا؛ آپؐ وہی کہتے جو آپؐ پر علیم و خبیر وحی کرتا۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا: **جس نے علم نجوم سیکھا، اُس نے جادو سیکھا، جتنا زیادہ سیکھے گا اُتنا زیادہ جادو سیکھے گا۔** سنن ابیٔ داود، کتاب المعبود، 4/22، احمد 1/277۔ اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر (احمد:227/1)

سورۃ لقمٰن، آیت (34: 31) میں اللہ کہتا ہے: اُس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اُس کو موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

ایمان والوں کے لیے دست شناسی، علمِ نجوم، سیاروں کی حرکات، ستاروں کے برج، یا کوئی چیز، یہ آلے کے ذریعہ مستقبل کے بارے میں معلومات لینا، یا اپنے مستقبل کا پتہ کرنا بالکل منع ہے، کیونکہ یہ جھوٹ اور فریب کے علاوہ کچھ نہیں۔ **نبیؐ نے اُن لوگوں کو جھوٹا کہا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مستقبل کو پڑھ سکتے ہیں۔ اور**

لعنت بھیجی اُن پر جو اپنے آپ کو علمِ نجوم کے ماہر گردانتے ہیں، اور اُن پر جو اِن کے پاس مستقبل کا پتہ کرنے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری، باب 8، حدیث 232، میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ چند صحابہ نے نجومیوں کے بارے میں نبیؐ سے پوچھا۔ نبیؐ نے اُن سے کہا: **یہ کچھ نہیں ہے (یعنی جھوٹ ہے)۔ صحابہ نے کہا: اے نبیؐ، کبھی کبھی وہ کچھ ایسا بتاتے ہیں جو بعد میں صحیح ثابت ہوتا ہے۔ نبیؐ نے کہا: وہ بات جو سچ ثابت ہو وہ جن آسمان سے چوری کر کے کاہن کے کان میں مرغی کی آواز کی طرح ڈالتے ہیں، وہ اُس میں سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ اسلام ان سب پیشوں کی نفی کرتا ہے کیونکہ یہ جھوٹ اور دھوکے علاوہ کچھ نہیں۔** دوسری طرف یہ دھوکے باز اُلو بناتے ہیں یہ کہہ کر کہ ستاروں کی حرکت میں ہماری تقدیر وابستہ ہے، جب کہ قرآن کہتا ہے سیاروں اور ستاروں کی حرکات راستہ یا مدار کی وجہ سے ہیں جنہیں اللہ نے مقدر کیا ہے۔ یہ خالق کی کاریگری ہے کہ وہ آپس میں نہیں ٹکراتے۔ سورۃ یٰسین، آیت (36 :40) میں اللہ کہتا ہے: نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔ **ایک اور آیت میں اللہ** کہتا ہے: مداروں سے بھرا آسمان۔ ابو ہریرہ سے صحیح مسلم، حدیث 133 میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **کیا تمھیں نہیں پتہ کہ تمہارے ربّ نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے بندوں پر کرم کرتا ہوں، اور اُن میں سے ایک گروہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے یہ ستاروں کی وجہ سے ہے۔** یہ اللہ کی صفات اعلیٰ کا انکار ہے، جس کا نتیجہ دنیا کے امتحان میں ناکامی ہے اور آخرت میں اس کا انجام جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ان حرکات سے۔ اے اللہ ہمیں ملعون شیطان کے وسوسوں سے بچا اور اپنی امان میں لے لے۔ آمین! کامیاب لوگ کبھی بھی اپنے اہم فیصلے سیاروں کی گردش، یا ہاتھ کی لکیروں کی بنیاد پر نہیں کرتے، بلکہ وہ اپنے ربّ اور اُس کی قوت پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے، اپنے معاملات اور دستیاب ذرائع کا قرآن اور سنتِ نبیؐ کی روشنی میں تجزیہ کر کے کرتے ہیں۔

قرآن ہمیں خبردار کرتا ہے علمِ نجوم، نجومیوں، دست شناسوں، جوتشیوں وغیرہ سے بچو، سورۃ المائدۃ، آیات (5 :90-91) کہتی ہیں: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جُوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔ **شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے** اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز

سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟ قرآن ہمیں کہہ رہا ہے کہ لطف اندوز نہ ہو قسمت کے حال معلوم کر کے (چاہے اُس میں سے کچھ صحیح کیوں نہ ہو)، اور ہم جانتے ہیں کہ یہ سب فریب ہے۔ اب ایسے پروگرام بن گئے ہیں جو ہمارے مستقبل کا حساب لگا سکتے ہیں (پیشن گوئی نہیں۔ اناللہ)۔ ایک پروفیسر نے اپنے طالب علموں کو بتانے کے لیے کہ قسمت کا حال بتانا، محض انسانی نفسیات کا فائدہ اُٹھانا ہے، ایک تجربہ کیا۔ اپنی سولڑکوں کی کلاس کو ہفتہ پڑھا کر کہنے لگا: میں سارے طالبِ علموں کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں جان گیا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ میں ہر طالب علم کے بارے میں تجزیہ الگ الگ کاغذ پر لکھ کر اُسے دونگا۔ تم سب ایک ساتھ اپنا اپنا تجزیہ پڑھنا اور اپنے تاثرات لکھنا۔ پروفیسر نے سارے طالبِ علموں کے تجزیے کاغذ پر لکھ کر اُنھیں تھمادئے۔ اُس کی ہدایت پر جب طالب علموں نے اپنے اپنے مستقبل کے تجزیہ پڑھے تو 90% نے کہا کہ پروفیسر 100% صحیح تھا، 10% نے کہا کہ پروفیسر 90% صحیح تھا۔ پروفیسر نے سب کو ایک ہی چیز لکھ کر دی تھی۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ہم کہیں چھ ماہ میں کچھ اچھا ہونے والا ہے۔ چاہے ہمارے ساتھ 100 بُرے کام ہوں، ایک اچھا ہو ہی جائے گا۔ یہ پیشن گوئی نہیں، بلکہ امکان (probability) کے ذریعے لوگوں کو بیوقوف بنا کر پیسے بٹورنا ہے۔ سورۃ آلِ عمران، آیت (160 :3) میں اللہ کہتا ہے: اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں اُن کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اور سورۃ یونس، آیات (106-107 :10) میں اللہ کہتا ہے: اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔ اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اُس کے سوا کوئی نہیں جو اُس مصیبت کو ٹال دے، اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔" اسی لیے قرآن کہتا ہے، پیشن گوئی کرنے اور کروانے میں ملوث نہ ہو۔ اسی طرح علمِ نجوم، دست شناسی، یا کپ کی لکیروں کو پڑھنا اسلام میں حرام ہے۔ اللہ اور اللہ کا رسول اِن کو گناہِ کبیرہ کہتے ہیں، چونکہ اِن کا دارومدار جھوٹ اور فریب پر ہے۔ قرآن اور حدیث کی روسے علماء کہتے ہیں کہ اگر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یہ جائز ہیں، یا نجومی حقیقت میں غیب کا علم جانتا ہے تو ہم نے کفر کیا، کیونکہ ہم نے اُوپر دی گئی آیات کا انکار کیا، ہم نے اللہ اور اُس کی

صفات کا انکار کیا۔ اگر ہم اُس پر ایمان نہیں رکھتے تو ہم نے کفر نہیں کیا لیکن ہم گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ ہم مسلمانوں کو نجومیوں کے پاس نہیں جانا چاہیے اور نہ ہی اُن پر توجہ دینی چاہیے۔ہاں البتہ علمِ نجوم کو راستہ معلوم کرنے کے لیے، یا قبلہ کا رخ معلوم کرنے کے لیے،اور ہر وہ علم جو انسانوں کو فائدہ پہنچائے،اُس کی اجازت ہے۔ نام نہاد علمِ نجوم، یا ہاتھ کی لکیروں کی دست شناسی کچھ بھی نہیں بس شاطر اور بے ایمان لوگوں کے گمراہ کرنے کی باتیں، خواہش، تصور،اور اندازے ہیں۔ ہماری زندگی میں ہاتھ کی لکیروں اور مستقبل کے واقعات کا آپس میں قطعی کوئی تعلق نہیں۔ جو کچھ زمین اور آسمان پر ہوتا ہے،اُس کا کلی اختیار القوی، العلیم اللہ کے پاس ہے۔اللہ کی اجازت کے بغیر ہمارے لیے اچھائی یا بُرائی کا اختیار نہ کسی سیارہ، نہ کسی نشان، نہ ہاتھ کی لکیروں، اور نہ ہی کائنات میں کسی کے پاس ہے۔اگر ہم علمِ نجوم والوں اور دست شناسوں کی کچھ باتوں پر یقین کرتے ہیں، تو یہ اللہ کی قدر کا انکار ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں ایسے گمراہ عقائد سے دور رہنا چاہیے۔ ہر چیز جو وجود رکھتی ہے اُس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اے مسلمانو، توبہ کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں، اگر ہم سے غلطی ہو گئی ہے تو ہمیں اُس سے معافی مانگنی چاہیے، وہ ان شاء اللہ ہمیں معاف کر دے گا۔ اُس نے ہمیں کہا ہے کہ ہم اُس کی رحمت سے کبھی نااُمید نہ ہوں۔ یاد رکھو، جو خیر ہمیں ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے،اور بُرائی ہمارے کیے کا نتیجہ ہے۔

یہ فراڈیے دھوکہ دہی کے لیے ایک اور مفروضہ پیش کرتے ہیں جسے قوانٹم میتھڈ کہتے ہیں۔اس طریقہ میں اُنہیں پیشن گوئی نہیں کرنی پڑتی، بلکہ اپنے گاہک کو ڈرانا مقصود ہے کہ اُسے خطرناک بیماری لگ سکتی ہے (جیسے کینسر)۔ اگر ہم (غیر مسلموں) کی طرح غور و فکر کریں اور اُن کی بات مانیں (مال دینا) تو ہم بچ سکتے ہیں۔ کیا بات ہے۔اناللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعویز لٹکانا

تعویز عام طور پر چمڑے، کالے کپڑے، موتی یا ہڈی کے بنے ہوتے ہیں جنہیں بچوں یا بڑوں کی گردن میں، یا گھروں اور گاڑیوں میں شر سے بچنے کے لیے لٹکایا جاتا ہے، خاص طور پر نظرِ بد سے بچنے، یا فائدہ لانے کے لیے پہنا جاتا ہے۔ بحث شروع کرنے سے پہلے میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں: اگر اللہ ہمارے لیے مصائب مقدر کر دے، کیا کوئی اُنہیں ہٹا سکتا ہے اور اگر وہ ہمارے لیے خیر مقدر کر دے، تو کیا کوئی اُسے روک سکتا ہے؟ ظاہر

ہے کوئی نہیں۔ کیا اللہ ہمارے ساتھ براہ راست نہیں؟ ہاں۔ تو کیا ہمیں اللہ سے براہِ راست مدد نہیں مانگنی چاہیے؟ بلکل! موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے، ہم تعویز اپنی گردنوں اور بازو پر کیوں لٹکاتے ہیں؟ یہ عام طور پر نظرِ بد اور بد شگونی سے بچنے کے لیے پہنے جاتے ہیں۔ کیا یہ اُس کے بر خلاف نہیں جو ہم نے ابھی پڑھا ہے، یا جو ہم پہلے باب میں پڑھ چکے ہیں؟ سونے پر سہاگہ 99% سے زیادہ تعویز شیطانی جادو گروں، دھوکہ باز بابوں وغیرہ کے ہوتے ہیں، اور ان میں اکثر کے اندر جادو، یا شیطان کی تعریف ہوتی ہیں، جو شرک ہے۔ اے مسلمانو سوچو، کیا تعویز ہمیں اللہ کی تقدیر سے بچا سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ تو پھر کیوں پہنتے ہو؟ اسی لیے احمد اور حاکم میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **جس نے تعویز پہنا اُس نے شرک کیا**(صحیح حدیث، الالبانی صحیح الجامع، حدیث 6394)۔ اسی طرح مروی ہے احمد سے تحقیق المسند، حدیث 17440 میں کہ نبیؐ نے بد دعا دی کہ: **جو کوئی تعویز پہنتا ہے اللہ اُس کی خواہش پوری نہ کرے، اور جو کوئی سمندری سیپی پہنتا ہے، اللہ اُس کی حفاظت نہ کرے جس سے وہ ڈرتا ہے** (احسن شعیب الارنوط)۔ اے مسلمانو، اللہ اور نبیؐ کی بد دعا سے بچو، گردن پر تعویز لٹکانے سے پرہیز کرو۔ (فتاویٰ اللجنہ الدائمہ (1/22))، علماء کا اتفاق رائے سے کہنا ہے کہ تعویز میں قرآنی آیات اور دعاؤں کے علاوہ کچھ ہو

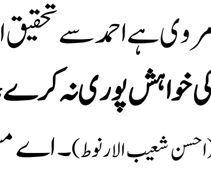

تو حرام ہے لیکن اختلاف کرتے ہیں اگر اس میں قرآنی آیات اور دعائیں ہوں جو نبیؐ نے سیکھائیں ہیں۔ کچھ کہتے ہیں اس کی اجازت ہے، باقی اسے حرام کہتے ہیں۔ پہلے اِس کو مکروہ گردانا جاتا تھا۔ اُوپر دی گئی حدیثوں کی رو سے میری رائے میں ممنوع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی بجائے اِن چیزوں پر اعتماد کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ شرک ہے، جو ہماری آخرت تباہ کر سکتے ہیں۔ اگر اس میں قرآن اور دعاؤں کے علاوہ کچھ ہے، یا ہندسے ہیں، یا

علامات، یا عجیب و غریب الفاظ جن کے کوئی معنی نہیں، تو علماء میں اتفاق رائے ہے کہ یہ حرام ہے۔ تعویز جس میں قرآنی آیات اور دعائیں ہیں، (فتاویٰ اللجنہ الدائمہ (1/22)) کی رو سے صحیح نقطہ نظر میں حرام ہے۔ اس کو حرام جاننے کی دو وجوہات ہو سکتیں ہیں: 1) ان آیات کی بے حرمتی ہوتی ہے، کیونکہ اس کو پہن کر ہم سوتے ہیں، بیت الخلا میں جاتے ہیں، پسینہ سے بدبودار کرتے ہیں وغیرہ۔ 2) نبیؐ نے کہا تھا کہ جس چیز میں شک ہو اُسے چھوڑ دو، کیونکہ سچ دماغ کا سکون ہوتا ہے اور جھوٹ و شک عدم اطمینان کا نام ہے۔

عن الحسنِ بن عليٍّ رضی اللہ عنہما أنَّه قال: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقولُ: دع مَا يَرِيبُكَ إلى ما لا يَرِيبُكَ، فإنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينةٌ، وإنَّ الكَذِبَ رِيبةٌ. سنن التّرمذیّ: (2518) کتاب: صفة القيامة

ایک اور حدیث سنن ابو داود (3893)، ترمذی (3528)، مسند احمد (6696) میں عمرو ابن شعیب اور دوسروں سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **اگر کوئی ڈر کر اُٹھے اُسے چاہیے یہ کہے "میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے بابرکت ناموں کی اُس کے عذاب سے، اُس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے شر اور اُن کی موجودگی سے"۔** ایک اور حدیث جو

عقبہ بن عامر الجہنی سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ لوگوں کا ایک گروپ نبیؐ کے پاس بیعت کرنے کے لیے آیا۔ **آپؐ نے ایک کو چھوڑ کر سب کی بیعت قبول کی۔ اُنھوں نے کہا: اے نبیؐ آپ نے ہم لوگوں کی بیعت قبول کی اِس کی نہیں کی۔ آپؐ نے فرمایا، اس نے تعویز پہنا ہوا ہے۔ اُس شخص نے کھینچ کر تعویز اُتار دیا، پھر نبیؐ نے اُس کی بیعت قبول کی۔ نبیؐ نے کہا: جس نے تعویز پہنا اُس نے شرک کیا** (مسند احمد 16969)۔ ایک اور حدیث میں زینب زوجہ عبداللہ ابن مسعود کہتی ہیں کہ عبداللہ نے کہا کہ اُنھوں نے نبیؐ کو کہتے سنا: **جادو، تعویز اور بدشگونی کی چیزیں شرک ہیں۔** میں نے کہا: تم یہ کیا کہتے ہو؟ اللہ کی قسم، میری آنکھیں دکھنی آئی ہوئی تھیں، میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی جو مجھ پر دم کرتا تھا۔ وہ جب دم کرتا میرے آنکھیں ٹھیک ہو جاتیں۔ عبداللہ نے کہا: یہ شیطان کا کام تھا، وہ اپنے ہاتھوں سے آنکھوں کو چبھوتا تھا، جب یہودی نے جادو کیا، اُس نے چبھونا بند کر دیا۔ تمھیں محض وہ کرنا چاہیے تھا جو نبیؐ کہتے تھے۔ تکلیف دور کر دے، اے انسانوں کے ربّ، تو شفا دیتا ہے، کوئی شفا نہیں تیری شفا کے علاوہ، ایسی شفا جو کوئی بیماری نہ چھوڑے (سنن ابوداود، 3883، ابن ماجہ، 3530)۔ اے مسلمانو، کیا اب بھی شک کی کوئی گنجائش باقی ہے؟

تعویز کے رد اور قرآن کو پڑھنے کے فوائد کی وضاحت کرنے کے لیے میں اپنے قاری سے چند سوال کرنا چاہوں گا۔ کیا ہمیں قرآن کی آیات کو سمجھ کر پڑھنے سے فائدہ ہو گا یا اُس کو لٹکانے سے؟ ظاہر ہے پڑھ کر۔ قرآن کہتا

ہے کہ شہد میں شفا ہے۔ کیا ہمیں شہد کو کھانے سے شفا ملے گی یا گردن پر لٹکانے سے؟ ظاہر ہے کھانے سے۔ نبیؐ نے کہا ہے کہ کلونجی میں موت کے علاوہ ہر مرض کا علاج ہے۔ کیا کلونجی کا فائدہ کھا کر ہوگا یا گردن میں لٹکا کر؟ لازماً جواب ہوگا کھا کر۔ نبیؐ نے کہا، اگر ہم ہر روز سات عجوہ کھجوریں کھائیں، تو یہ ہمیں کالے جادو سے اُس دن محفوظ رکھیں گی۔ عجوہ کھجور کھا کر فائدہ ہوگا یا گردن پر لٹکا کر؟ پھر سے جواب ہوگا کھا کر۔ ایک ڈاکٹر ہمیں دوائی دیتا ہے تین دفعہ لینے کے لیے، اگر ہم اُس کی ہدایت پر عمل نہیں کرتے اور دوائی کو جسم پر ملتے ہیں، کیا دوائی کا اثر ہوگا؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ اسی طرح قرآن کی آیات کو پڑھ کر دم کرنا چاہیے تاکہ اُس کا فائدہ ہمیں یہ اُس کو ہو جس پر ہم نے دم کیا تھا، نہ کہ گردن پر لٹکا کر۔ اگر پھر بھی کوئی تعویز پہننا چاہتا ہے تو اُسے تعویز کو غور سے پڑھنا چاہیے، اگر اِس میں ہندسے ہیں یا ایسے الفاظ ہیں جو ہم نہیں جانتے، یا پڑھ نہیں سکتے، تو وہ مشکوک ہے اُسے تلف کر دیں۔

سنن ابو داود میں عیسیٰ ابن حمزہ سے مروی ہے کہ **میں ایک دن عبداللہ ابن اقیم کے پاس گیا، اُن کا چہرا بخار سے سرخ تھا۔ میں نے کہا تم تعویز کیوں نہیں پہنتے؟ وہ کہنے لگا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اِس سے، کیونکہ نبیؐ نے کہا ہے: جو کوئی چیز لٹکائے گا اُسے اُس کے حوالہ کر دیا جائے گا...** اے مسلمانو، تعویز پہننا قرآن کی تعلیمات اور سنت کے خلاف ہے، یہ بگڑے ہوئے نظریات ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں اور اسلام کا حصہ نہیں ہیں، لہٰذا، تعویز پہننے اور کہیں رکھنے سے اجتناب کریں۔ یہ غلط تصور ہم میں عام ہے۔ کچھ لوگ موتی لٹکاتے ہیں گاڑی میں پیچھے دیکھنے والے آئینہ پر۔ کچھ پُرانے جوتے لٹکاتے ہیں گاڑی کے آگے یا پیچھے، کچھ گھر یا دوکان کے دروازہ پر گھوڑے کے کھر لٹکاتے ہیں نظرِ بد سے بچنے کے لیے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہم نے قرآن کو سمجھ کر نہیں پڑھا، لہٰذا ہم توحید کے تصور سے نابلد ہیں۔ اگر ہم اُن آیات کو ذہن میں لائیں جو ہم نے پہلے باب میں پڑھیں ہیں تو وہ اس بات کی تصدیق کریں گی جو میں نے ابھی کہی ہے۔ اے مسلمانو، جو ہم نے پہلے باب میں پڑھا اُسے یاد رکھو، "اللہ کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، اور اگر اُس کے اذن سے مصائب آتے ہیں تو وہی اُنہیں ہٹا سکتا ہے۔ اے اللہ، ہمارا ایمان کمزور ہے، ہمیں شیطان اور اُس کی فوج کے نقشِ قدم سے بچا لے۔ اے اللہ، نبیؐ نے کہا ہے کہ دعا سے تقدیر بدلی جا سکتی ہے، اے اللہ، ہمارے لیے اذن کر دے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی ہو اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا لے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگینوں کا ہماری تقدیر پر اثر

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو کائنات کا مالک ہے؛اور اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو ہمارے محبوب نبیؐ پر،اور اُن کے صالح آل واصحاب پر۔اللہ نے اپنے لامحدود علم اور حکمت سے ہمیں متحرک رکھنے کے لیے مستقبل کو چھپا کر رکھا ہے۔ جس طرح اُس نے ہم سے موت کا وقت چھپا کر رکھا ہے۔ اگر ہمیں موت کے وقت کا پتہ ہوتا تو سارا نظامِ زندگی تباہ ہو

جاتا،زندہ رہنے کی تحریک ختم ہو جاتی۔ ہم ہر قسم کے گھناؤنے گناہ کرتے اور اپنے بسترِ مرگ پر سب سے رحیم و کریم ربّ سے معافی مانگ لیتے (یہ جانتے ہوئے کہ وہ معاف کر دے گا)۔انسان ہونے کے ناطہ ہمارا قدرتی جھکاؤ اپنے مستقبل کا پتہ چلانے کی خواہش کی طرف ہے،اس کمزوری کو استعمال کر کے شیطان ہمیں ورغلاتا ہے کہ ہم اپنی تقدیر کو سیاروں کی گردش، یا ہاتھوں کی لکیروں، یا نگینوں وغیرہ کے ذریعہ سے بدل سکتے ہیں، اس طرح وہ ہمیں شرک کی ترغیب دے کر ہمیں مشرک بنا دیتا ہے۔انّاللہ۔ جب ہم اس بات پر یقین کرنے لگ جاتے ہیں کہ کوئی شخص یا کوئی چیز علمِ غیب رکھتی ہے؛یہ اللہ کی صفات کو اُن چیزوں کے ساتھ منسوب کرنا ہے (چاہے نگینے ہوں، یا ستارے، یا ہاتھ کی لکیریں وغیرہ)۔ یہ ساری چیزیں نا قابل معافی جرم، شرک کے زمرے میں آتی ہیں۔ ہمیں اللہ اور اللہ کے نبیؐ نے کہا ہے کہ ہمارا اس بات پر پختہ یقین ہونا چاہیے کہ ساری طاقتیں رحیم ربّ کے پاس ہیں،اور کسی بندہ یا چیز کے پاس اختیار نہیں کہ وہ اُس کے حکم کی نفی کرے۔ہر وہ علم جو غیب کی باتیں (اللہ کا علم) جاننے کے تجسس کو تحریک دے، وہ اسلام میں منع ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جہالت کی وجہ سے شیطانی پیشہ واروں پر یقین کر لیتے ہیں کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں۔ ہم اِن دھوکے بازوں کے چکمہ میں آکر اپنے رحیم ربّ سے دور اور شیطان اور شیاطین جنوں کے نرغے میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے مسائل کے حل کے لیے ان کے پاس جاتے ہیں، تو یہ سارا ملبہ ہمارے خونی عزیز و اقارب پر ڈال کر، خاندانی روابط کو تڑواتے ہیں۔ جبکہ اللہ ہمیں اُنہیں جوڑنے کا حکم دیتا ہے۔اسلام میں ایسے سارے پیشے منع ہیں، کیونکہ یہ کفر کی طرف لے جاتے ہیں۔دوسرا، ہماری جہالت کی وجہ سے یہ شیطانی

پیشہ ورلوگ پیسے بٹورنے کے لیے ہماری نفسیات سے کھلواڑ کرتے ہیں۔ برخلاف اس کے اگر ہم اللہ پر توکل کریں، اُس کی ہدایت پر عمل کریں اور اُس کے احکامات کو بجالائیں، تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ہمیں کبھی کوئی گمراہ نہیں کر سکتا ہے، نہ ہمیں استعمال کر سکتا ہے اور نہ ہی ہمیں اُلو بنا سکتا ہے۔ اللہ ہر چیز، اور ہر ضرورت سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود وہ ہم سے پیار کرتا ہے۔ سبحان اللہ!

جہاں تک نگینوں کا تعلق ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ پتھر اُس کی حفاظت کر سکتا ہے وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ سوچو! کیا پتھر (جسے پیس کر ہم پوڈر بنا سکتے ہیں) ہمارے مسائل حل کر سکتے ہیں، کیا یہ ہمیں امیر بنا سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہے، تو جو اس کو بیچتے ہیں وہ کیوں معمولی منافع کے لیے گندی نالیوں کے پاس مٹی میں بیٹھتے ہیں؟ وہ خود کیوں اپنے مسائل کے حل کے لیے نگینہ یا نگینوں کے سیٹ نہیں پہن لیتے۔ اگر ایک شخص جس کے پاس اتنے نگینے ہیں وہ اپنی تقدیر نہیں بدل سکتا، تو وہ دوسروں کی تقدیر کیسے بدل سکتا ہے؟ اے مسلمانو، ذہن کو استعمال کرو۔ ہم اِن فراڈیوں کے پاس جا کر کہتے ہیں ہمیں ایک نگینہ دو جو ہمیں ارب پتی بنادے، یا ہمیں شفایاب کر دے وغیرہ۔ اگر ایسے پتھروں کا وجود ہوتا، تو کیا وہ شخص اپنی فیس کے لیے وہاں بیٹھا رہتا؟ نہیں۔ وہ اُس کو پہنتا اور خود امیر بن جاتا۔ پتھر مردار چیز ہے۔ ہاں خواتین اِنہیں اپنی زیبائش کے لیے پہن سکتی ہیں؛ مرد حضرات کو تو اس کی بھی اجازت نہیں۔ کچھ جواہرات (موتی) دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں جو ہماری جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے اچھے ہیں، وہ ہم کھا سکتے ہیں۔ لوگ ایک بہانا تراشتے ہیں کہ نبیؐ نے نگینہ والی انگوٹھی پہنی ہے۔ نبیؐ نے کبھی انگوٹھی نہیں پہنی جب تک اسلامی حکومت وجود میں نہ آگئی۔ نبیؐ چونکہ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے اور اسلامی حکومت کے قیام کے بعد آپؐ کو دوسرے سربراہان مملکت کو خط لکھنے پڑھتے تھے، خط کی تصدیق کے لیے مہر درکار تھی۔ تب محمد رسول اللہ، چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہؐ جو انگوٹھی پہنتے تھے وہ آپؐ کی مہر تھی، نہ کہ سجاوٹ، خوبصورتی یا اچھے شگون کی چیز۔ اے مسلمانو، اللہ کی اجازت کے بغیر ہم پر کوئی اچھائی یا بدشگونی نہیں آسکتی۔ اگر ساری اچھائی اور بُرائی اللہ کی طرف سے ہیں تو ہمیں کس سے رجوع کرنا چاہیے؟ ظاہر ہے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں۔ یہ فراڈیے کہتے ہیں یہ پتھر ہمیں طاقت، صحت اور دولت دیں گے۔ پرانے ادوار میں ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے دونوں فوجوں کے جرنیل خوش قسمتی کے لیے نگینے پہنتے تھے۔ ایک جیتتا تھا اور دوسرا ہار جاتا تھا، کیا یہ نگینوں کی وجہ سے تھا؟ سوچو! جنگ میں کوئی جیتا ہے اور کوئی ہارتا ہے۔ النسائی میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **جو کوئی کسی چیز یا کسی پر اعتماد کرتا ہے**

(نگینے، نجومی، دست شناس، جوتشی وغیرہ) پر، خالی وہی اُس کے حامی ہونگے، یعنی آخرت میں اُنہیں اللہ کی نصرت حاصل نہیں ہوگی۔ مستقبل میں کیا ہوگا اس کا دارومدار نہ نگینوں پر ہے، نہ علمِ نجوم پر، اور نہ ہی ہاتھ کی لکیروں پر۔ اس بات پر ایمان رکھنا کہ کسی شخص یا کسی چیز کے پاس علمِ غیب ہے، یہ اللہ کی صفات کو اُن سے منسوب کرنا ہے، اور یہ عقیدہ گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے زمرہ میں آتا ہے۔ سورۃ النحل، آیات (100-98: 16) میں اللہ کہتا ہے: پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ **اُسے اُن لوگوں پر تسلّط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔** یہ آیات ہمیں بتا رہی ہیں کہ جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں، شیاطین انس و جن اُنہیں گمراہ نہیں کر سکتے۔ وہ اُن ہی کو گمراہ کر سکتے ہیں جو اُنہیں اپنا ولی مانتے ہیں۔ پیغام واضح ہے؛ پہلے دائرہ میں یہ ہمارا اختیار ہے کہ ہم کس کا دامن پکڑتے ہیں؛ شیطان ہمیں زبردستی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اے اللہ تیرا شکریہ!

آخری بات یہ ہے کہ، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ پتھر ہماری حفاظت کر سکتے ہیں، تو وہ غلطی پر ہے۔ پتھر ہمارے مسائل حل نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہمیں امیر بنا سکتے ہیں۔ یہ خوش شگونی کے پتھر مٹی میں ہوتے ہیں اور خود باہر نہیں آ سکتے۔ انسان اُنہیں کھود کر نکالتا ہے، شکل دیتا ہے اور پالش کرتا ہے۔ پھر ایک دم سے خوش نصیبی کی علامت بن جاتے ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے اپنے ہاتھ سے پتھر کو تراش خراش کر کے مورتی بنائیں اور اُس کو پوجنا شروع کر دیں۔ ہم مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ یہ شرک ہے، اسی طرح خوش شگونی کے پتھر بھی شرک ہیں۔ یہ نگینے نکالنے اور بیچنے والوں کا کمال ہے کہ نگینوں کو اچھے داموں میں فروخت کرنے کے لیے ہمیں اُلو بنا رہے ہیں۔ اے مسلمانو، ذرا سوچو، اگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ تعویز اور پتھر ہمیں پناہ دے سکتے ہیں، تو ہم اللہ کو نعوذ باللہ جھوٹا کہہ رہے ہیں، کیونکہ اللہ کہتا ہے کہ اُس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں۔ فرعون جیسے حکمران اور اُن کی قومیں تعویز اور نگینے پہنتے تھے، کیا وہ اللہ کے عذاب سے بچ گئے؟ نہیں، ایسی قوموں کو تباہ کر دیا گیا۔ اللہ ہمیں شرک کرنے سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ اے اللہ، ہمارے دلوں کو اپنی محبت اور اطاعت سے بھر دے، ہمارے پچھلے اور اگلے گناہ معاف کر دے، اور ہمیں جنت کے باسیوں میں سے شامل کر دے۔ اے اللہ، شیطان کے وسوسوں سے بچا لے۔ اے اللہ، ہمارا ایمان کمزور ہے، ہمارے دل کو اپنی محبت سے بھر دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرِ بد

آنکھیں احساسیت کے سب سے اہم عضو ہیں۔اِن کو عام طور پر آگاہی، روشنی، نگرانی، اخلاقی ضمیر، سچائی اور خوبصورتی کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔آنکھیں نمائندگی کرتی ہیں خیال رسائی، آگاہی، روح میں گھسنے کے راستے (تنویمیات hypnosis) کی۔آنکھوں سے مراد فیصلہ اور حکم بھی لیا جاتا ہے۔ نظرِ بد مفروضہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **نظر، بد کا اثر ایک حقیقت ہے۔** زیادہ امکان ہے کہ اللہ نے اِسے اس لیے رکھا ہے تاکہ لوگ دکھلاوا کرنے سے پرہیز کریں، کیونکہ دکھلاوا حسد اور نفرت پیدا کرتے ہیں اُن کے درمیان جن کے پاس ہے اور جن کے پاس نہیں ہے۔اسلام اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ لوگوں کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا: **اگر تم گوشت پکاؤ یا پھل کھاؤ تو اپنے غریب ہمسایہ کے بھی بھیجواؤ، اگر نہیں بھیج سکتے تو گوشت رات کو پکاؤ جب ہمسایہ کے بچے سو گئے ہوں ،اور چھلکوں کو اس طرح پھینکو کہ وہ دیکھ نہ سکیں۔**

انگریزی میں نظر، بد کو ایول آئی یا ایول لوک کہتے ہیں، عربی میں عین الحسد، اُردو میں نظرِ بد وغیرہ۔ نظرِ بد کا تصور قبل از تاریخ کے دور سے چلا آ رہا ہے، اور یہ تصور تاریخ کے ادوار میں سے گزرتا ہوا جدید دور میں بھی قائم ہے۔ نظرِ بد کا تصور اُس وقت سے ہے جب انسان نے زمین پر قدم رکھا۔ نظرِ بد کا ثبوت 5,000 سال پرانے میسوپوٹیمیم کے دور کی گارے پر لکھائی سے ملتا ہے۔ یہ تصور اب بھی یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی ثقافت کا حصہ ہیں، اس کے علاوہ بدھ مت اور ہندو معاشرہ میں بھی اس کا رواج عام ہے۔ نظرِ بد رکھنے والوں کا عقیدہ ہے کہ یہ جس پر گرے اُسے زخمی کر سکتی ہے یا مار سکتی ہے۔ایک عام تاثر ہے کہ اس سے حاملہ عورتیں، بچے اور جانور زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔اکثر نظرِ بد لگانے کا شک اجنبیوں، حسد کرنے والوں اور بے اولاد عورتوں پر کیا جاتا ہے۔اسلام میں نظرِ بد کے تصور کی، قرآن اور حدیث تائید کرتے ہیں۔یوسفؑ کے واقعہ میں، یعقوبؑ نے اپنے بچوں کو شہر میں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کو کہا تھا، کیونکہ وہ گیارہ خوبصورت،

مضبوط جسم اور اچھے آداب کے مالک جوان تھے، آپؐ کو ڈر تھا کہ اُنہیں نظر نہ لگ جائے۔اِن واقعات سے ہمیں سبق ملتاہے کہ دکھلاوے سے بچناچاہیے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ نظرِبد کا وجود ہے، زیادہ تراِسے ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے بہت بڑھاچڑھا کر پیش کیاجاتاہے۔ نظرِبد دو قسم کی ہوتی ہیں۔ **پہلی ہے نادانستہ نظرِبد۔** پہلی قسم میں نادانستہ طور نظر خاندان والوں، دوست احباب وغیرہ سے لگ سکتی ہے۔اپنی کسی چیز پر خوش ہو کر ہم اپنے آپ کو بھی نظر لگا سکتے ہیں۔ماں کی نظر بچے کو لگ سکتی ہے۔ یہ اُس وقت ہوتا ہے جب ہم کسی شخص یا کسی چیز پر اللہ کا نام لیے بغیر رشک کرتے ہیں۔اسی لیے نبیؐ نے کہا: جب **تمہیں کسی شخص یا کسی چیز پر رشک آئے تو پہلے ماشاء اللہ کہو۔** میری رائے میں نظرِبد سے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر دکھاوے کو روکنا مقصود ہے،تاکہ ہماری وجہ سے اُن کی دل آزاری نہ ہو جو اُن نعمتوں سے محروم ہیں۔ ہمیں اللہ کی نعمتوں سے بغیر دکھاوا کئے بھرپور فائدہ اُٹھاناچاہیے۔ نبیؐ کے پاس جب کوئی بچہ آتاتو آپؐ یہ دعاپڑھ کے اُسے پیار کرتے: **میں تمہیں اللہ کے بابرکت ناموں کے حوالہ کرتاہوں ہر شیطان اور ہر زہریلی چیز سے اور نظرِبد سے جب وہ لگتی ہے۔** جب ہم اپنے بچوں یا دوسروں کے بچوں کو دیکھیں تو ہمیں بھی یہ دعایاد سے پڑھنی چاہیے،تاکہ نادانستہ طور پر ہم اُنھیں نظر نہ لگادیں۔اپنی بات پر زور دینے کے لیے ایک واقعہ بیان کرتاہوں۔ایک دفعہ نبیؐ صحابہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے اور ایک جگہ آرام کے لیے رُکے۔ قیام کے دوران، سہل بن حنیفؓ نے نہاناشروع کر دیا۔ سہلؓ اپنے جسم اور کھال کی خوبصورتی کے لیے مشہور تھے۔ جب وہ نہارہے تھے، تو عمرو بن ربیع کا اُدھر سے گزر ہوا۔ سہلؓ کو دیکھ کر عمرؓو نے کہا، میں نے ایسا خوبصورت جسم پہلے نہیں دیکھا۔ سہلؓ فوراً زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہ جلدی جلدی اُسے نبیؐ کے پاس لے گئے۔ سنن ابن ماجہ کی صحیح حدیث اور دوسرے کتابوں میں مروی ہے کہ نبیؐ نے صحابہ سے پوچھاکہ تمہیں کس پر شک ہے؟اُنھوں نے کہا عمرو بن ربیع نے اُن کی طرف دیکھا تھا۔ نبیؐ عمرو کے پاس گئے اور کہا، کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرناچاہے گا؟ پھر نبیؐ نے کہا: اگر تم اپنے بھائی کی کوئی ایسی چیز دیکھو جس پر تمہیں رشک آئے تو تمہیں چاہیے کہ اُس کے لیے برکت کی دعا کرو۔اُس کے بعد نبیؐ نے عمرؓو کو نہانے کے لیے کہا، عمرؓو نے اپنامنہ، ہاتھ، کہنیاں، پاؤں اور سارے جسم پر پانی ڈالا۔ نبیؐ کے حکم کے مطابق صحابہ نے اُس

پانی کو ایک برتن میں جمع کیا اور آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق اُسے سہلؓ کے سر اور پیٹھ پر ڈال دیا۔ سہلؓ شفایاب ہو گئے اور چلنے لگے اور اب اُنہیں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ الحمد للہ۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ جب اپنے بھائی، بہن اور اپنے آپ میں کوئی ایسی چیز دیکھو جس پر رشک آئے، تو ہمیں چاہیے کہ ہم دعا دیں اپنے بھائی کو، بہن کو یا اپنے آپ کو ،تاکہ اللہ کی رحمت ہم پر ہو، یا ہم کہیں ماشااللہ، یا تبارک اللہ، یا بارک اللہ فیک۔ **دوسری قسم کی نظرِ بد وہ ہے جو نقصان پہنچانے کی نیت سے کی جائے۔** یہ نظر ایک حاسد اور بد اندیش شخص کی ہوتی ہے جو چاہتا ہے کہ وہ ہم سے ہماری وہ نعمتیں چھین لے جو اُس کے پاس نہیں۔ ایسے لوگ ہمیں تباہ کرنے کا ہر حربہ استعمال کریں گے، وہ ہمارے خلاف سازشیں اور حالات کا فائدہ اُٹھا کر ہمیں ذلیل و خوار کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔ ناکام ہونے کی صورت میں جادو گروں سے رابطہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کی نظرِ بد ہمارے لیے تباہ کن ہو سکتی ہے۔

حالیہ دنوں میں چوٹی کی مقبول شخصیات نے توثیق کی ہے کہ نظرِ بد میں اچانک بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ میری رائے میں اس کی وجہ دکھلاوا اور جسم کی نمائش ہے۔ آج مسلم اُمہ تباہی کے دہانہ پر کھڑی ہے کیونکہ ہم من حثیت القوم دکھلاوا کرنے والوں کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہم ہر چیز کی نمائش فیس بک، ٹویٹر وغیرہ پر کرنا پسند کرتے ہیں اور نتیجتاً ہمیں نظرِ بد کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اے مسلمانو، دکھلاوے سے پرہیز کرو اور اللہ کی پناہ مانگو، اور نظرِ بد سے بچنے کے لیے آخری دو سورتیں ہر فرض نماز کے بعد پڑھا کرو۔ حسد اور دکھلاوے سے بچنے کے لیے، دنیاوی مال و متاع کے معاملہ میں ہمیں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھنا چاہیے اور اُن کی صحبت میں رہنا چاہیے، یہ ہم میں سے ذات پات اور حیثیت کو ختم کر دے گی، اور ہمیں اللہ کی رحمتیں یاد دلا کر اُس کے قریب کرے گی۔ اور جب معاملہ آخرت کا ہو (دین کا) تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے سے زیادہ پارسا اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہیں۔ یہ ہمیں آخرت کی یاد دلا کر ہمیں صبر کرنے والا اور اللہ کا شُکر کرنے والا بنائیں گی۔ کہا جاتا ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ طواف کرتے ہوئے بار بار یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ، میری روح کو حرص سے محفوظ رکھنا۔ کسی نے سعدؓ سے پوچھا کہ وہ کثرت سے کیوں اِس دعا کو پڑھتے ہیں؟ وہ کہنے لگے، کہ یہ نہ صرف مجھے ہوس پرستی سے روکتی ہے، بلکہ مجھے کنجوسی سے بھی روکتی ہے اور مجھے رشتوں کو توڑنے سے بچاتی ہے۔ اس

کے بر خلاف حسد انسان کو حرِیص، کنجوس اور رشتہ ناتے توڑنے والا بناتا ہے۔ حسد پر قابو پانے کے لیے امام مالک اپنی حدیث کی کتاب مؤطا امام مالک، حدیث 1413 میں کہتے ہیں کہ نبیؐ نے کہا: **جس سے تم حسد کرتے ہو اُس سے ہاتھ ملاؤ، یہ دشمنی کو ختم کرے گی، ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دو، یہ آپس کی نفرتوں کو ختم کردیں گی۔** مسلم کی حدیث 81 میں نبیؐ نے کہا: **تم جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لے آؤ، اور تم ایمان نہیں لا سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے درمیان محبت کو مضبوط کرے؟ آپس میں سلام کی عادت ڈالو۔** اسی طرح، ترمذی کی حدیث 2434 میں زبیر بن عوام سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **تم میں قوموں کی ایک بیماری حسد اور نفرت آگئی ہے۔ یہ استرا ہے؛ میں نہیں کہتا کہ یہ بال کاٹتا ہے، بلکہ ایمان کو کاٹ کر ختم کر دیتا ہے۔ اُس ربّ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں ہر گز داخل نہ ہوگے جب تک تم ایمان نہ لے آؤ، اور تم ایمان نہیں لا سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں وہ نہ بتاؤں جو آپس کی محبت کو مضبوط کرے؟ آپس میں سلام کی عادت ڈالو۔** اے اللہ، ہم تجھ سے تیرے ناموں اور اعلیٰ صفات کے واسطہ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ہر قسم کی بیماریوں سے پاک کردے، اور ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو یومِ حساب قلبِ سلیم کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے۔ آمین۔

نظرِ بد سے بچاؤ اور علاج: تاریخ کے ہر دور میں انسان نے ہمیشہ کسی جادوئی یا طلسمی چیز کا سہارا ڈھونڈا ہے جو

بُرائی کی قوتوں سے لڑ سکے۔ یہ محض توہمات اور خرافات ہیں۔ کیا ہاتھ سے بنی ہوئی چیز جیسے دائیں ہاتھ پر دی گئی تصویر، جسے ہم نے خود بنایا ہے، ہمیں افاقہ دے سکتی ہیں؟ نہیں۔ اسلام نظرِ بد سے بچاؤ کا بہترین علاج سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں دیتا ہے۔ نظرِ بد ہمیں اللہ کے اذن سے ہی لگ سکتی ہے، لہٰذا وہی ہمیں اُس سے بچا سکتا ہے۔ نیچے دی گئی سورتیں محض اللہ کی پناہ مانگنے کا ذریعہ ہیں۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، حدیث 814 میں عقبہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **کیا تمہیں پتہ ہے جو آیات رات نازل ہوئیں، جو اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوئیں، وہ ہیں** (قُل اَعُوذُ بِرَبِ الفَلَقِ) اور (قُل اَعُوذُ بِرَبِ النّاس)۔ سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، حدیث 5434 کی ایک اور حدیث عقبہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ

نبیؐ نے اُن سے کہا: **میں تمہیں وہ آیات نہ بتاؤں جو اللہ کی طرف سے حفاظت کے لیے ساری آیات سے بہتر ہیں۔ عقبہ نے کہا ضرور اے اللہ کے نبیؐ۔ آپؐ نے حکم فرمایا کہ ہر نماز کے بعد** (قُل اَعُوذُبِرَبِ الفَلَقِ) **اور** (قُل اَعُوذُبِرَبِ الناس) **پڑھا کرو۔** یہ نظرِ بد سے بچنے کا سب سے اچھا اور آسان طریقہ ہے۔ اپنی بات پر زور دینے کے لیے، آئیں ہم اپنے آپ سے سوال کرتے ہیں۔ کیا نظرِ بد، اللہ کی مرضی کے بغیر ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے؟ ظاہر ہے نہیں (فقط اللہ کی اجازت سے)۔ اللہ نے نظرِ بد اس لیے رکھی ہے تاکہ لوگ دکھاوا کر کے دوسروں کے جذبات کو نہ اکسائیں، ساتھ ساتھ اس کا علاج قرآن کی آخری دو سورتوں (معوذ تین) میں رکھ دیا۔ اور جو کوئی اس دعا کو تین دفعہ دن میں اور تین دفعہ شام میں پڑھ لے اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ دعا یہ ہے: اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے، وہ جس کے نام سے کوئی چیز زمین و آسمان پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ نبیؐ نے ہمیں کہا ہے کہ ہم ہر فرض نماز کے بعد سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھیں، اور مغرب اور فجر کی نماز کے بعد تین تین دفعہ۔ یہ آیات پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھ پر پھونکیں اور سارے جسم پر ملیں، یہ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھیں گی۔ ایک خاص دعا صحیح بخاری میں خولہ بنت حکیم سے مروی ہے کہ وہ نبیؐ کے پاس آئیں اور کہا، اے اللہ کے نبیؐ، جب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی ہوں مجھے اپنے ساتھ شر اور بد شگونی کا خوف لاحق ہوتا ہے؛ مجھے کچھ بتائیں جو میں اپنی حفاظت کے لیے پڑھوں۔ تب نبیؐ نے اُسے یہ دعا سکھائی: **میں اللہ کے بابرکت ناموں میں پناہ لیتی ہوں ہر اُس شر سے جو اُس نے پیدا کیا ہے۔ اے اللہ**، ہم کمزور ہیں ہمیں شیطان مردود کے وسوسوں سے اپنی پناہ میں لے لے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم تجھ پر بھروسہ کریں اور تیرے علاوہ کسی کو اپنا حاجت روا نہ بنائیں۔ آمین ! اے اللہ، ہمیں، ہمارے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست احباب اور تمام مسلمانوں کو نظرِ بد سے محفوظ فرما۔ آمین !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کالا جادو (سحر)

انسانی دماغ کیسے کام کرتا ہے اس کے لیے شروع سے تکوں کا سہارا لیا جاتا رہا ہے۔ ماہر نفسیات طویل عرصے سے مطالعہ کر رہے ہیں کہ ہمارا دماغ بصری، سمعی اور کثیر الحسی شک وشبہ پر کیسے کام کرتا ہے، جہاں لوگوں کی سوچ حقیقت سے متصادم ہو جاتی ہے۔ جادو گر اشتباہ اور چالاکی کے ذریعہ لوگوں کی توجہ کو اپنی منشا کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ **سائنسی عقلی دلائل میں اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ماضی کے بارے میں غلط معلومات دینے سے یادداشت کی درستگی کو کم کر کے غلط یادیں پیدا کی جاسکتی ہیں**،اِس حقیقت کو جادو گر تحتِ شعور میں صدیوں سے جانتے تھے۔ اس کو میں ایک مثال سے سمجھاتا ہوں: ایک شخص کو کچھ تصویریں دکھائی گئیں اور اُسے کہا گیا کہ وہ اِن میں سے جو اُس کے نزدیک سب سے پر کشش چہرہ ہے اُس کو منتخب کرے۔ چن لینے کے بعد جادو گر چالاکی سے اُس تصویر کو دوسری تصویر سے بدل دیتا ہے، اور پھر اُسے کہتا ہے کہ اِسے چننے کی وجہ بتاؤ۔ تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جب کسی کو اُس کا رد کیا ہوا چہرہ دکھایا گیا، تو وہ اُس چہرہ کو زیادہ پُر کشش ثابت کرنے کے لیے تاویلیں پیش کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں ہاتھ کی چالاکی کی وجہ سے دماغ غلط تصور پیش کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے انتخاب کو صحیح ثابت کرنے کے لیے جھوٹی تاویلیں بنائے گا۔ اُس تصویر کے لیے جس کو اُس نے سرے سے چنا ہی نہیں تھا۔ جادو کا بھی یہی معاملہ ہے۔ جادو بیوقوف بنانے کے لیے ہاتھ کی چالاکی اور دماغ کو مسحور کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے قبیح نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قبیح لوگ اِس کو استعمال کرتے ہیں۔ اسی لیے اسلام میں جادو، حسد اور چرب زبانی حرام ہیں۔ ایک حدیث میں مروی ہے: **جس نے جادو کیا یا جس کے کہنے پر کیا گیا، جس نے پیشن گوئی کی، یا جس نے کروائی وہ ہم میں سے نہیں**(البزار)۔ چونکہ فریب اور دغابازی ہمیں اپنے ربّ سے مزید دور کر سکتی ہے، اس لیے میرا اپنے قاری کو پُرزور مشورہ ہے کہ ان فریب کاروں سے بچا جائے اور اس کی بجائے اللہ اور اُس کے نبیؐ کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: (لَيسَ مِنَّا مَن سَحَرَ أَو سُحِرَ لهُ) البزّارُ (9/52) مکتبہ شاملہ

جادو کے بارے میں کہا جاتا ہے اِس ذریعہ سے مافوق الفطرت اور ناممکن کام کئے جا سکتے ہیں۔ جادو موروثی نہیں بلکہ اِسے سیکھا جاتا ہے۔ یہ شیطانی جنوں تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ جادو عامل کو کوئی فائدہ نہیں دیتا، بلکہ اُلٹا اُسے نقصان پہنچاتا ہے۔ جادو کی دو قسموں میں درجہ بندی کی جاسکتی ہے:

ا) **لوگوں کو خوش کرنے کے لیے نظر کے دھوکے کا جادو۔** اس کی مزید دو درجہ بندیاں کی جاسکتی ہیں۔ا) ہاتھ کی چالاکی، اوزاروں اور چرب زبانی کی وجہ سے ذہن کو غلط تاثر دینا۔ یہ حرام نہیں ہے۔ب) کرتب جو شیاطین کے ذریعہ دکھائے جائیں۔ جیسے ایک جادو گر ہوا میں گیند کو ایک، دو تین دفعہ اُچھالتا ہے، اور اچانک گیند وسط پرواز میں غائب ہو جاتی ہے۔ کیا ہوا؟ physics کا قانون تو نہیں ٹوٹا، شیطان جن نے اُسے غائب کیا۔ یہ اسلام میں حرام ہے۔

2)۔اس درجہ بندی کو سحر یا جادو کہتے ہیں جو شیاطین جنوں کی مدد سے شر پھیلانے کے لیے کیا جاتا ہے (یہ کبھی اچھے کاموں کے لیے استعمال نہیں ہوتا)۔ جادو جو شیاطین جنوں کی مدد سے دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام میں حرام ہی نہیں، بلکہ کرنے والوں اور کروانے والوں کو دائرہِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اگر جادو گر اور جادو کروانے والے نے اس سے زندگی میں توبہ نہ کی تو وہ جہنم کے مستحق ہونگے۔

جادو گر اور شیاطین جن باہم اس طرح تعاون کرتے ہیں جس طرح کرائے کا قاتل کسی شخص سے معاہدہ کرتا دوسرے شخص کو قتل کرنے کے لیے۔

کوئی سوال کر سکتا ہے، جنوں سے مدد لینا کیوں حرام ہے؟ یہ اس لیے ہے، کہ شیطانی جنوں کی مدد حاصل کرنے کے لیے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو اُس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر قرآن کو گٹر میں بہانا (دی گئی تصویر کو دیکھیں)، شیطان کی پوجا کرنا، حتیٰ کہ معصوموں کی جان لینا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ جن اُن کی مدد کرتے ہیں (کوئی نیک جن ان معاملات میں نہیں آتا)۔ ایسے لوگ جتنا مرضی نیک بننے کا دکھاوا کریں، اِن کا لباس اور چال ڈھال مذہبی کیوں نہ ہو، حقیقت میں وہ شیاطین انس ہیں اور ہمیں اُن سے دور رہنا چاہیے۔ وہ ہمارا ایمان چھین لینگے اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ ضرورت کے وقت، یا جب ہم محسوس کریں کہ کالے جادو، یا نظرِ بد نے ہمیں ایذا پہنچائی ہے، ہمیں اپنے رحیم ربّ سے مدد کے لیے دعا مانگنی چاہیے، وہی ہمیں

شفا دے کر شریروں کے شر سے بچا سکتا ہے۔ سبحان اللہ! اسلام میں کالے جادو (کسی پر جادو کرنا) یا سفید جادو (جادو سے جادو کا توڑ کرنا) میں کوئی فرق نہیں، دونوں بُرائی ہیں اور نبیؐ کی احادیث اور قرآن کی رو سے جادو کرنے والا اور کروانے والا دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر ایک ہی بندہ دونوں جادو کر رہا ہوتا ہے، یہ محض لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لیے نام رکھے گئے ہیں۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ کالے جادو کا توڑ سفید جادو سے کرنا کیوں حرام ہے۔ اس کا جواب سادہ سا ہے، اگر کالا جادو اللہ کے اذن سے ہم پر کار گر ہوا ہے، تو ختم بھی اُس کے اذن سے ہو گا۔ جب ہم جادو گر یا جعلی بابوں کے پاس جاتے ہیں تو حقیقت میں ہم اللہ کا انکار کرتے ہیں، جو کفر ہے۔ لہٰذا، کالا جادو اور سفید جادو دونوں ہمیں دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہیں۔

جادو گر دعویٰ کرتے ہیں کہ دس قسم کے جادو ہیں، جن میں سب سے خطرناک سحر التفریق ہے، اس کو میاں بیوی میں تفریق ڈالنے والا جادو وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے جادو میں لوگوں کے ذہن میں منفی خیالات کی بھرمار کی جاتی ہے (اندرونی طور شیاطین جنوں کے ذریعے اور بیرونی طور پر عامل کے ذریعے) تاکہ میاں بیوی، دوستوں اور خاندان والوں کے درمیان شک اور غلط فہمی پیدا ہو۔ چونکہ شک اپنی منکوحہ، خاندان والوں اور دوستوں کے درمیان دوری پیدا کر سکتا ہے، اسی لیے قرآن کہتا ہے **کچھ شک گناہ ہیں**۔ لوگ پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جادو گر کیسے کرتا ہے؟ جب جادو گر ایک دفعہ وہ ساری رسومات ادا کر لیتا ہے، جیسے قرآن کو گٹر میں بہانا، قرآن کو غلطیوں کے ساتھ لکھنا، اللہ کی توہین کرنا، اور جادو گر شیاطین جنوں کو خوش کرنے کے لیے شرک اور کفر کی ساری حدیں پار کر لینا، تب جا کر شیاطین جن اور قرین اُس کی مدد کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ جادو سیکھنا یا کرنا کفر ہے، اور جادو بغیر کفر کے کار گر نہیں ہوتا۔ اے مسلمانو، ایسے لوگوں سے ہوشیار رہو، چاہے وہ قرآن پڑھتے ہوں، نماز ادا کرتے ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں، اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں، لہٰذا، یہ شرک اکبر میں ملوث ہیں۔ ایک طرف وہ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف کسی کی مدد کرنے کا دعویٰ۔ شیطان ایسے لوگوں سے بہت خوش ہوتا ہے، کیونکہ اب وہ اُس کے اخلاق باختہ گروہ کا حصہ ہیں۔ ہمیں اپنے دام میں پھنسانے کے لیے جادو گر اپنی چرب زبانی سے اپنے آپ کو نیک ظاہر کرے گا، ساتھ ہی ساتھ وہ شیاطین جن اور ہمارے قرین کی مدد طلب کرے گا۔ جادو گر اور جعلی بابے ہمارے دماغ میں نئے نئے وسوسے ڈالتے رہیں گے جب تک ہم اُن کو سچ نہ مان لیں۔ اسی لیے نبیؐ نے کہا ہے: جو کوئی جادو کرنے اور کروانے والوں میں شامل ہو اُس نے شرک کیا، یعنی اُس نے اپنے آپ کو دائرہ

اسلام سے خارج کر لیا۔ جو اُن کے پاس ایک دفعہ چلا گیا، وہ عام طور پر کثرت سے وہاں جانا شروع ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اُن کے جال میں اُن کی چالاکی اور مسحور کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے پھنس جاتا ہے۔ نجومی اور جادو گر جنات کی مدد سے ہمارے دماغ کو اپنی منشا کے مطابق ڈھالتے ہیں تاکہ ہم اُن کی بکواس کو من و عن قبول کر لیں۔ کچھ لوگ شاید کہیں کہ اُنھیں افاقہ ہوا ہے۔ مان لیا، اگر لاٹری میں کوئی خوش قسمتی سے انعام جیت لے، کیا اُس سے جوا جائز ہو جائے گا؟ نہیں۔ اسی طرح اگر کبھی اللہ کی رحمت سے کسی کو پریشانی سے کچھ نجات مل جائے، تو یہ جعل ساز بدکار لوگ اُسے سو گنا نمایاں کریں گے، اور ناکامی کی صورت میں حالات کے مطابق اپنی تاویلیں بدلتے رہیں گے، اور شاید ناکامی کا الزام وہ خود اُسی پر لگا دیں کہ اُس نے چلے صحیح نہیں کاٹے یا کہیں کہ دوسرا فریق بہت طاقتور ہے اور اس کے لیے بہت زیادہ پیسوں کی قربانی دینی ہو گی۔ میں سوال کرنا چاہوں گا اُن سے جن کو کچھ افاقہ ہوا: چوری کر کے امیر بنا جا سکتا ہے، کیا یہ صحیح ہو گا؟ نہیں۔ ایک کافر بت سے مانگتا ہے، اور اُس کی مراد پوری ہو جاتی ہے (اللہ رازق ہے ساری مخلوق کا)، کیا یہ صحیح ہو گا؟ نہیں۔ اسی طرح، کوئی شخص دوا اور دعا سے شفا حاصل کر سکتا ہے، یہ وہ حرام طریقہ سے جادو گروں اور نجومیوں وغیرہ کے پاس جا کر حاصل کر سکتا ہے۔ ان میں سے کون سا صحیح ہو گا؟ ظاہر ہے دوا اور دعا والا۔ اگر ہم حرام طریقہ اپناتے ہیں تو ہم اِس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پچھتائیں گے۔ سورۃ الشعرآء، آیات (223-221 :26) میں اللہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ شیاطین جن کن لوگوں پر اُترتے ہیں: لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اُترا کرتے ہیں؟ **وہ ہر جعل ساز بدکار پر اُترا کرتے ہیں۔** سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں اور **اُن میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔** جاگ جاؤ مسلمانو، اپنی عقل کا استعمال کرو، ربِّ کائنات کہہ رہے ہیں کہ جو بہروپیئے یہ کہتے ہیں کہ اُن کے پاس جن ہیں، وہ جعل ساز اور جھوٹے ہونے کے علاوہ کچھ نہیں، کیونکہ جن ایسے ہی لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ہم اپنی دنیاوی زندگی اور اُخروی زندگی کو کیسے ان جعل سازوں کے حوالہ کر سکتے ہیں؟ اے مسلمانو، اِن سے دور رہو، یہ ہم سے ہمارا ایمان چھین کر ہماری آخرت تباہ کر دینگے۔ شیاطین جنوں کا ایک اہم مشن خاندانی رشتوں کو توڑنا ہے۔ ہمیں مرعوب کرنے کے لیے، جادو گر نیک بننے کا دکھاوا کرے گا، وہ شاید ہمیں قرآن پڑھنے، نماز ادا کرنے کو کہے، اور شاید ہم سے وہ پیسے بھی نہ لے۔ بدقسمتی سے، اس کا منفی نتیجہ یہ ہے کہ ہم جادو گر اور جعلی پیروں سے مرعوب ہو کر اُن کی طرف بہت سے گاہکوں کو بھیجیں گے (اگر وہ اپنا ایمان کھو دیتے ہیں تو اُس کے کچھ حصہ کے ہم ذمہ دار ہونگے)۔ اے مسلمانو، جب ہم جادو گر یا

جعلی پیر کے پاس جاتے ہیں، یہ طے ہے کہ وہ ہر بدفع جادو کروانے کاالزام ہمارے رشتہ داروں پر لگائیں گے، اور ہم بغیر تصدیق کئے اکثر اپنے معصوم رشتہ داروں پر انتقامی کارروائی شروع کردیتے ہیں، کیونکہ فلاں جعلی پیر نے کہا ہے (یہ شیاطین کا مشن ہے)۔ اے مسلمانو، ہمارا عظیم ربّ ہم سے قرآن کی سورۃ النساء، آیت (4 :112) میں کہتا ہے: پھر جس نے کوئی خطا یا گناہ کرکے اس کاالزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اُس نے توبڑے بہتان اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔ بہتان لگاناغیبت سے بدتر ہے۔ ہم کسی مومن پر کسی کمی یا خطا کو غلط منسوب کردیتے ہیں۔ جو بلاشک مومن کی عزت پر سب سے قبیح حملہ ہے۔ اے مسلمانو، اللہ چاہتا ہے کہ ہم آپس کے تعلقات کو مضبوط کریں، جبکہ یہ شرپسند لوگ اُن کو توڑنا چاہتے ہیں۔ پھر ہم اُن پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں؟ یہ جعلساز بدکار لوگ شیاطین جنوں کی مدد سے سرگوشیوں کے ذریعہ ہم پر اندر سے حملہ آور ہوتے ہیں اور ہم میں شک اور بدگمانی پیدا کرتے ہیں، اور خارجی طور پر ہمارے کسی عزیز کی تصویر دیوار پر دکھاکر۔ یہ کچھ بھی نہیں، سوائے اس کے کہ جن نے ہمیں گمراہ کرنے کے لیے وہ شکل اپنائی (قرین ہمارے سارے عزیزواقارب، اُن کے نام اور چہروں کو جانتا ہے)۔ حقیقی معنوں میں خاندانی تعلقات کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ہم ابو بکر صدیقؓ کی مثال کو لیتے ہیں۔ آپؓ اپنے ایک عزیز کو ماہانہ وظیفہ دیتے تھے۔ جب عبداللہ بن اُبی منافق نے ہماری ماں حضرت عائشہؓ پر بہتان لگایا، وہ عزیز بہتان تراشی میں عبداللہ بن اُبی کے ساتھ سب سے آگے تھا۔ جب اللہ نے حضرت عائشہؓ کی برأت قرآن میں نازل کردی، تو ابو بکر صدیقؓ نے قسم کھائی کہ وہ اب اپنے اُس عزیز کو ایک پائی بھی نہیں دینگے۔ قرآن نازل ہوا کہ ہمارے مال میں رشتہ داروں کا، غریب مساکین اور مسافروں کا حق ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے قسم توڑی اُس کا کفارہ دیا اور اُس عزیز کا ماہانہ وظیفہ دوگنا کردیا۔ یہ واقعہ اسلام میں رشتوں کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، پھر ہم کیسے اُن کے جال میں پھنس کر رشتے توڑ لیتے ہیں؟ میں اپنے قاری کو اگلی آیات غور سے پڑھنے کے لیے کہوں گا۔ یہ ہمیں جادو کی حقیقت سمجھائے گی۔ سورۃ البقرۃ، آیات (2 :102-103) میں اللہ کہتا ہے: اور لگے اُن چیزوں کی پیروی کرنے، جو شیاطین، سلیمانؑ کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اُس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت وماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب کبھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، توپہلے صاف طور پر متنبہ کردیا کرتے تھے کہ "دیکھ، ہم **محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو**۔ پھر بھی یہ لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے

شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کہ اذنِ الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے ، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود اُن کے لیے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور اُنہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کتنی بُری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انہیں معلوم ہوتا۔ اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے، تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کاش اُنہیں خبر ہوتی۔ رشتوں کو توڑنے ولا جادو اب بھی موجود ہے، اور شیاطین جن کسی خاندانی اکائی کو توڑنا کمال کامیابی تصور کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا: شیاطین جن ساری دنیا سے شیطان کو اُس دن کی رپورٹ دینے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ایک شیطان جن کہتا ہے اُس نے دو بھائیوں کو جدا کر دیا۔ شیطان کہتا ہے ٹھیک ہے۔ ایک شیطان جن کہتا ہے کہ میں نے فتنہ کھڑا کیا، شیطان پھر کہتا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن جب ایک شیطان جن کہتا ہے کہ اُس نے میاں بیوی کے درمیان شک ڈال کر جدائی کرا دی ہے، شیطان اُس کو اپنی کرسی سے اُٹھ کر اُسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

ان ابلیس یضع عرشه علی الماء ثم یبعث سرایاه ـــــ یجیء احدهم فیقول فعلتُ کذا و کذا فیقول: ما صنعت شیئا، قال: ثم یجیء احدهم فیقول: ما ترکته حتی فرقت بینه وبین امراته، قال فیدنو منه، ویقول نعم انت۔ (مسلم: 7612/2)

ہم نے پہلے پڑھا ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کچھ نہیں ہوتا (یہ اُس کے دائرہ اختیار میں آتا ہے)، اور اگر اللہ نے اذن دے دیا، تو وہی اُسے ختم کر سکتا ہے۔ یہ ہر قسم کے جادو پر لاگو ہے، جیسے سحر المحبہ (محبت)، سحر التخیل (سوچنا)، سحر الجنون (پاگل پن)، سحر الکھمول، سحر الھواتیف (بُرے خواب)، سحر المرض (بیماری)، سحر التزویج (شادی)، سحر الربط وغیرہ، اصل میں یہ سب خود ساختہ بنائے ہوئے ناموں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اے مسلمانو، اگر ہم اپنے حالات کا ٹھنڈے دماغ سے تجزیہ کریں، تو ہم دیکھیں گے کہ تقریباً سارے مسائل ہمارے اپنے پیدا کردہ ہیں۔ دوسروں پر الزام لگانے کی بجائے، ہمیں اُنہیں صبر، منطق اور فہم سے حل کرنا چاہیے (کیونکہ ہم نے مسائل پیدا کئے ہم ہی اُن کا توڑ کر سکتے ہیں)۔ دوسرا، اگر ہم پر حقیقت میں جادو کا اثر ہے، تو یہ اللہ کے اذن سے ہے، لہٰذا وہی اِس سے شفا دے سکتا ہے۔ کیا ہمیں اللہ سے شفا نہیں مانگنی چاہیے، اور کیا ہمیں دعا اور قرآنی آیت کو سمجھ کر دم نہیں کرنا چاہیے، تاکہ ہم اس اذیت سے چھٹکارہ پا لیں؟ افسوس کے ساتھ، ہم آدھی رات کو اُٹھ کر قبرستان میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر چِلا کھینچ لیں گے، جو ہماری دنیا اور آخرت کے

لیے نقصان دہ ہے۔اس کے باوجود آسان طریقہ جو اللہ اور نبیؐ نے ہمیں بتائے ہیں اُن پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ انّااللہ۔ شیطان اور اُس کے شتونگڑوں کے بہکاوے میں آکر ہم نے فرض کر لیا ہے کہ اللہ گناہ گاروں کی نہیں سنتا۔انّااللہ۔اگراللہ شیطان مردود کی دعا سن کر قبول کر سکتا ہے، تو ہماری کیوں نہیں سنے گا؟ **سوچو!** لہٰذا اے مسلمانو، ہمیں صرفاللہ سے ہی مانگنا چاہیے، وہ اپنے بندوں کی ہمیشہ سنتا ہے،وہ ہمارا رازق، ہمارا ہر چیز کا فراہم کنندہ، ہمارے کام بنانے والا ہے،اور ہمیں ہماری ماؤں سے ستر گناہ زیادہ پیار کرتا ہے۔ آزمائشیں ایک یاددِہانی ہیں کہ واپس لوٹ آئو اپنے رحیم ربّ کی طرف، یا یہ آخرت میں ہمارا رُتبہ بڑھاتی ہیں۔

بد قسمتی سے، یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ جب وہ کسی چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، تو وہ اللہ اور اُس کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ اگرچہ اُس وقت ہمیں اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے عاجزی کے ساتھ اُس کی حمد اور اُس کا شکر گزار ہونا چاہیے تھا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے: جتنا ہم اُس کا شکر ادا کرینگے، اُتنا وہ ہم پر اپنی نعمتیں نازل کرے گا۔ کیا ہمیں اللہ کا زیادہ سے زیادہ شکر گزار نہیں ہونا چاہیے؟ سورۃ حمٓ السجدہ، آیت (51: 41) میں اللہ کہتا ہے: انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے اور اکڑ جاتا ہے۔ اور جب اُسے کوئی آفت چھوجاتی ہے تو لمبی چوڑی دُعائیں کرنے لگتا ہے۔ اے مسلمانو، آزمائش اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے، کیونکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرتی ہے۔ اگر ہم غور کریں بیماری کی وجہ سے اکثر بوڑھے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے علامہ اقبال نے اپنے ایک مصرع میں کہا تھا کہ جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوا ہے۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا، پانچ مواقع ضائع ہونے سے پہلے پکڑلو۔ 1) صحت، 2) دولت، 3) جوانی، 4) طاقت، 5) زندگی۔ ہمیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم یہ پانچ مواقع اُس کی راہ میں صرف کریں، اس سے پہلے کہ وہ اُنھیں واپس لے لے۔ اگر ہم ایسا کریں گے، یہ ہمیں اس قابل بنا دیں گے کہ ہم قیامت والے دن اللہ کے سوالات کا جواب دے سکیں۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں یہ دعا ہر فرض نماز میں پڑھنی چاہیے۔ ''اے اللہ ہمیں دنیا میں اچھائی دے اور آخرت میں بھی اچھائی دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے''۔ ہمیں اس زندگی میں مشکلات، آزمائش اور مصائب کا سامنا کرپڑے گا (کیونکہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے)، یہ ہمارے لیے ایک پکار ہے کہ لوٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف۔ **وہ ہی ہمیں آزمائشوں سے چھٹکارا دلا سکتا ہے۔**

سورۃالجن،آیت(6: 72) میں اللہ کہتا ہے: اور یہ کہ ''انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے۔اس طرح اُنہوں نے جِنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔'' سورۃالانعام،آیت(128-129 :6)، جس روزاللہ ان سب لوگوں کو گھیر کر جمع کرے گا،اس روز وہ جنوں سے خطاب کرکے فرمائے گا کہ ''اے گروہ جن، تم نے تو نوعِ انسانی پر خوب ہاتھ صاف کیا۔'' **انسانوں میں سے جو اُن کے رفیق تھے وہ عرض کریں گے ''پروردگار، ہم میں سے ہر ایک نے دوسرے کو خوب استعمال کیا ہے،اور اب ہم اُس وقت پر آپہنچے ہیں جو تو نے ہمارے لیے مقرر کر دیا تھا۔** ''اللہ فرمائے گا ''اچھا اب آگ تمہارا ٹھکانا ہے،اس میں تم ہمیشہ رہو گے ''اس سے بچیں گے صرف وہی جنہیں اللہ بچانا چاہے گا،بیشک تمہارا ربّ دانا اور علیم ہے۔دیکھو ،اس طرح ہم (آخرت میں) ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے اُس کمائی کی وجہ سے جو وہ (دُنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر) کرتے تھے۔ یہ آیات ایک اہم مسئلہ کو واضح کرتی ہیں،اور وہ یہ ہے کہ شیاطین جن اور انس ایک دوسرے کو استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ دو فرشتے شیاطین جنوں سے ہماری حفاظت پر معمور ہیں، وہ ہمیں براہ راست نقصان نہیں پہنچا سکتے؛ لہٰذا،اُنھیں اپنے مشن کی تکمیل کے لیے شیاطین انسانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔دوسری طرف لوگوں کو بیوقوف بنا کر پیسے بٹورنے کے لیے شیاطین انسانوں کو شیاطین جنوں کی مدد کی ضرورت رہتی ہے۔اسی لیے ان آیات میں اللہ کہہ رہے ہیں کہ بہت ہو گیا جو جنوں نے کیا،وہ پہلے ہی بہت سارے انسانوں کو گمراہ کر چکے ہیں تاکہ وہ اپنے گاہک کی معلومات حاصل کرنے کے لیے اُن کی اور قرین کی مدد طلب کریں۔ایک دفعہ جب جادوگر یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اُسے روحانی دنیا پر دسترس حاصل ہو گئی ہے، تو شیاطین اُس کو یہ باور کرا کرا کر اُلو بناتے ہیں کہ اُس نے وہ قوت حاصل کر لی ہے جس سے وہ ہزاروں میل دور بیٹھے اپنے شکار کو نقصان پہنچا سکتا ہے (جو مضحکہ خیز ہے، صرف اللہ کے پاس اختیار ہے)۔

سوال اُٹھتا ہے کہ لوگ جادوگروں کے پاس جاتے کیوں ہیں؟ اس جدید دور میں حسد، مایوسی، لالچ، خودغرضی، منفی سوچ اور دوسروں کی خوشی اور ترقی پر عدم برداشت پیدا کرنے میں سوشل میڈیا وغیرہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے (نظرِبد کے باب میں آپ نے پڑھا تھا کہ اللہ نے دکھاوا کرنے سے منع کیا ہے،اور سوشل میڈیا بنا ہی دکھلاوے کے لیے ہے)۔ جو لوگ دکھلاوے کی وجہ سے مایوسی اور جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتے ہیں، وہ اپنا غصہ نکالنے اور بدلہ لینے کے لیے جادوگروں کے پاس جا سکتے ہیں، تاکہ وہ دوسروں کی پریشانی سے مذموم مزا لے سکیں (اگر اللہ نے اجازت دی)۔ یہ مسئلہ پچھلی چند دہایوں سے ذرائع ابلاغ کی پیدا کردہ لالچ اور دنیاوی خوش حالی کی ہوس نے بہت گھمبیر کر دیا ہے۔پوری دنیا میں بہت سے لوگ جنوں کی وجہ سے **نفسیاتی مسائل** سے دوچار ہیں۔جن اور دھوکے باز جادوگر، بابے وغیرہ ہماری جہالت اور لالچ کی وجہ سے ہمیں مسحور کر کے باور

کراتے ہیں کہ ہم پر کسی نے جادو کیا ہے۔اور ہم اللہ کو مدد کے لیے پکارنے کی بجائے،اپنے آپ کو اِن فراڈیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں، جو ہمارے دلوں میں نفرت، بغض اور انتقام بھرتے ہیں۔اِس کے نتیجہ میں ہماری باقی ماندہ زندگی دکھ اور پریشانی میں گزارتی ہے (ہم اپنی دنیا کی زندگی بھی برباد کر دیتے ہیں اور آخرت کی بھی)۔ جب ہم جادوگر بابوں کی باتوں پر یقین کرنے لگ جاتے ہیں، تو یہ فراڈیے ہمیں خفیہ طریقوں سے باور کراتے ہیں کہ وہ اپنے (اکثر معصوم) عزیز و اقارب، دوست احباب وغیرہ جن پر جادو کروانے کا الزام ہے سے انتقام لے سکتے ہیں۔ہو سکتا ہے، اللہ کی رحمت سے جس کو نشانہ بنایا گیا، وہ محفوظ رہے، لیکن جس نے جادو کروایا وہ ساری زندگی نفرت اور بغض میں گزارے گا (کتنی بُری زندگی ہے)،اور اگر اُس نے اللہ سے رجوع نہ کیا تو آخرت میں سزا کا حقدار ہو گا۔

اے مسلمانو، جب ہم میں سے کوئی محسوس کرتا ہے کہ اُس پر جادو چل گیا ہے یا نظرِ بد لگ گئی ہے، اور وہ اِن جعلی جادوگروں اور بابوں (پیروں) کے پاس جاتا ہے؛ سب سے پہلا کام جو وہ کرتے ہیں وہ ہمارے خاندان والوں، عزیز و اقارب، دوستوں وغیرہ کو جادو کروانے میں ملوث کرتے ہیں، نتیجتاً ہم اُن سے (اکثر بے گناہ) نفرت کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی سوال کر سکتا ہے کہ اِن جادوگروں کو اُن کے نام کیسے معلوم تھے۔ بہت آسان، ہمارا قرین ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے، اُسے پتا ہے کہ ہم کس رشتہ دار کو ملے، دیکھا اور کس کے بارے میں بات کی۔ وہ اُن شیطان جنوں کو بتا دے گا جو اُن بہروپیوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں (یہ اُن کا مشن ہے)۔ جیسے پہلے بتایا اور حدیث سے تصدیق کی کہ جن ان دھوکہ بازوں کی فرمائش پر کوئی بھی شکل اختیار کر سکتے ہیں؛ وہ ہمیں قائل کرنے کے لیے ہمارے رشتہ دار کی تصویر دیوار پر دکھا کر ہمارے دل میں اُن کے لیے نفرت بھر سکتے ہیں۔ اے مسلمانو، جیسا حسد اور بغض کے باب میں کہا تھا کہ سب سے بڑا صدقہ معاف کرنا ہے۔**ذرا سوچو!** کیا سزا ہو گی، بے گناہ کے خلاف بُرائی (جادو وغیرہ) کرنے کی؟ ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اپنے لیے اور سارے مسلمانوں کے لیے خیر مانگنی چاہیے۔

تکبّر میں ہمیں اپنی حیثیت سے بڑھ کر دکھاوا نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ حسد کا موجب بنتا ہے، جس کے نتیجہ میں کالے جادو اور نظرِ بد کے نفسیاتی اثر کی وجہ سے (اللہ کی اجازت سے) بہت سے خوش حال خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ اگر ہم اس پر یقین کریں گے، تو نفسیاتی طور پر یہ ہمارے ذہنی استحکام کو تباہ کر کے ہماری زندگیوں پر منفی اثر چھوڑے گی۔ یہ ہمارے کیریئر اور خوش حالی کو ختم کر سکتی ہے بلکہ ختم کر دیتی ہے۔ یہ ہمیں بلاوجہ کی کشیدگی اور ذہنی مریضوں والی کیفیت میں مبتلا کریں گی، جس کا منفی اثر ہمارے اہل و عیال پر پڑتا ہے۔اِس طرح کے اعمال کی وجہ سے پیدا ہونے والے صحت اور نفسیاتی مسائل آج کی طبّی سائنس کے لیے ایک چیلنج

بن گئے ہیں۔ جو سمجھتا ہے کہ کالے جادو نے اُسے متاثر کیا ہے، اُسے اپنا علاج کالے یا سفید جادو سے نہیں کروانا چاہیے، کیونکہ بُرائی کو بُرائی سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ بُرائی محض دعا، صبر اور استقامت سے ہی دور کی جا سکتی ہے۔ نبیؐ سے جب لوگوں نے النشرہ (جادو کا جادو سے علاج کرانے) کے بارے میں پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا: یہ شیطانی کام ہے۔ ہمیں اُس کا علاج قرآن، اچھی دعاؤں اور دوا سے کرنا چاہیے۔ جادوگر، جادو، شیطان کی پوجا، اور شیاطین کی خدمت کر کے سیکھتا ہے، وہ اپنے آپ کو اُن کے قریب اُن کی من پسند حرکتوں سے کرتا ہے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ کسی پر جادو ہو گیا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم متاثر شخص کا علاج قرآن، شریعت میں دی گئی دعاؤں اور دوا سے کریں۔ جب ایک قابل ماہر ڈاکٹر مریض کا علاج کرتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ وہ صحتیاب ہو جائے گا، کیونکہ یہ اللہ کے دائرہ اختیار میں ہے۔ اور اگر وقت مقرر آ جائے کوئی دوا یا کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا، کیونکہ اللہ کہتا ہے: حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے (63 :11)۔ صحتیاب نہ ہونے کی وجوہات میں آزمائش یا اور وجہ ہو سکتی ہیں، جو صرف اللہ کو پتہ ہے، اللہ کی مرضی وہ کسی شخص کو صحت یاب ہونے کا اذن دے یا نہ دے۔ اذن نہ ہونے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ معالج صحیح علاج نہیں کر رہا۔ ایک صحیح حدیث میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **ہر مرض کے لیے ایک دوا ہے، اور اگر وہ دوا مریض کو دی جائے تو وہ اللہ کے فضل سے صحت یاب ہو جائے گا۔ پھر آپؐ نے کہا: اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں بھیجی جس کا علاج نہ اُتارا ہو؛ جس کو پتہ ہے اُس کو پتہ ہے، جس کو نہیں پتہ اُس کو نہیں پتہ۔** جادو کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ ہم نفسیاتی طور پر اپنے آپ کو بیمار محسوس کرنے لگتے ہیں، مشہور مقولہ ہے بیمار ذہن بیمار جسم بناتا ہے۔ لہٰذا، ہم کمزوری محسوس کریں گے، اور شاید ہمارے ٹیسٹ بھی غلط آئیں وغیرہ۔ کالے جادو کے علاج کے لیے شریعت جو علاج بتاتی ہے اُن میں سے ایک قرآن پڑھنا ہے۔ مصائب کے علاج کے لیے سب سے اہم سورت سورۃ الفاتحہ ہے جس کو پڑھ کر دن میں کئی دفعہ مریض پر دم کرنا چاہیے۔ اگر اِسے اعتقاد اور یقین سے پڑھا جائے کہ اللہ کی مرضی اور منشاء کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، اُس نے کہنا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کے حکم سے وہ بندہ صحت یاب ہو سکتا ہے۔ میں اسے ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں: ایک دفعہ کچھ صحابہ ایک دیہات سے گزرے جس کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا تھا، اور اُس کو ٹھیک کرنے کی اُن کی تمام تدبیریں ناکام ہو گئی تھیں۔ اُنھوں نے صحابہ کے قافلہ سے جو وہاں رات گزارنے کے لیے ٹھہرا تھا، رابطہ کیا، اور اُن سے پوچھا کہ اُن میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ ایک صحابی نے کہا، "میں کرتا ہوں"۔ اُس نے سورۃ الفاتحہ اُن کے سردار پر پڑھی اور اللہ کے اذن سے وہ صحت یاب ہو گیا۔ نبیؐ نے کہا ہے: دم اور دعاؤں میں کوئی حرج نہیں اگر اُن میں

کوئی شرکیہ کلمات نہ ہوں۔ آپؐ نے دم کیا بھی اور اپنے اُوپر کروایا بھی۔ ہم اپنی مناجات میں سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ النّاس اور دوسری آیات پڑھ کر جادو کے اذیت زدہ مریض پر دم کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ نبیؐ سے منسوب اچھی دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں، جیسے آپؐ نے یہ دعا پڑھ کر دم کیا: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ إِلاَّ شِفَاؤُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا

اس کو دن میں تین یا اِس سے بھی زیادہ بار پڑھ کر دم کیا جا سکتا ہے۔ کتابوں میں مرقوم ہے کہ جبریلؑ نے یہ دعا پڑھ کر تین دفعہ نبیؐ پر دم کیا تھا۔

بسم الله ارقيك من كل شيءيؤذيك من شر كل نفس أو عين حاسدٍ الله يشفيكِ بسم الله ارقيكِ

صحیح بخاری میں دیا گیا ہے، یہ ایک اچھا دم ہے، جو جانور کے کاٹنے، ڈنگ، یا کالے بیمار اور جادو سے متاثر شخص کے لیے بہتریں ہے۔ اس کے علاوہ ہم اچھی دعائیں جو نبیؐ سے منسوب نہیں، اُن کو بھی پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اُن میں کوئی شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔ اللہ اگر چاہے جس پر جادو کیا گیا یا جو بیمار ہے اُسے بغیر دم، دعا اور نماز کے ٹھیک کر دے کیونکہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے (یٰسین، 82: 36)۔ یاد رکھو، ہر زندہ چیز نے مرنا ہے، لہٰذا، ایک بیمار شخص شفایاب نہیں ہو گا اگر اُس کا وقت مقرر آ گیا ہو، یہ حکم صادر ہو گیا کہ وہ اِسی مرض میں فوت ہو گا۔ کالے جادو سے صحت یابی کے لیے وہ آیات جن میں جادو کا تذکرہ ہے، پانی کے گلاس پر (سمجھ کر) دم کرنے کے لیے پڑھی جا سکتی ہیں۔ وہ آیات جن میں جادو کا ذکر ہے یہ ہیں: سورۃ الاعراف، آیات (7 :117-119)، جس میں اللہ کہتا ہے: ہم نے موسیٰؑ کو اشارہ کیا کہ پھینک اپنا عصا۔ اس کا پھینکنا تھا کہ آن کی آن میں وہ ان کے اس جھوٹے طلسم کو نگلتا چلا گیا۔ اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا۔ فرعون اور اس کے ساتھی میدانِ مقابلہ میں مغلوب ہوئے اور (فتح مند ہونے کے بجائے) اُلٹے ذلیل ہو گئے۔ اور سورۃ یونس، آیات (10 :79-82) میں اللہ کہتا ہے: اور فرعون نے (اپنے آدمیوں سے) کہا کہ "ہر ماہر فن جادوگر کو میرے پاس حاضر کرو۔" جب جادوگر آ گئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا "جو کچھ تمہیں پھینکنا ہے پھینکو۔" پھر جب انہوں نے اپنے انچھر پھینک دیے تو موسیٰؑ نے کہا "یہ جو کچھ تم نے پھینکا ہے یہ جادو ہے، اللہ ابھی اسے باطل کیے دیتا ہے، مفسدوں کے کام کو اللہ سدھرنے نہیں دیتا، اور اللہ اپنے فرمانوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے، خواہ مجرموں کو وہ کتنا ہی ناگوار ہو۔" اور سورۃ طٰہٰ، آیات (20 :65-69) میں اللہ کہتا ہے: جادوگر بولے، "موسیٰ تم پھینکتے ہو یا پہلے ہم پھینکیں"؟ موسیٰؑ نے کہا، "نہیں، تم ہی پھینکو۔" یکا

یک اُن کی رسیاں اوراُن کی لاٹھیاں اُن کے جادو کے زور سے موسیٰؑ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں،اور موسیٰؑ اپنے دل میں ڈر گیا۔ ہم نے کہا "مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا۔ پھینک جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے، ابھی اِن کی ساری بناوٹی چیزوں کو نگلے جاتا ہے **یہ جو کچھ بنا کر لائے ہیں یہ تو جادو گر کا فریب ہے**،اور جادو گر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، خواہ کسی شان سے وہ آئے۔" یہ وہ آیات ہیں جن کے بارے میں نبیؐ کا فرمان ہے کہ جادو کے لیے فائدہ مند ہیں۔ اگر ہم یہ آیات، سورۃ الفاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ النّاس پانی پر پڑھ کر مریض کو پینے کے لیے دیں، اور کچھ وہ اُوپر ڈال لے، یا نہالے، ان شاءاللہ، اللہ کے اذن سے اُسے شفا ہو گی۔ آخری تین سورتیں پڑھنا بہت فائدہ مند ہیں۔ کوئی شخص محض سورۃ الفاتحہ پڑھنے سے بھی ٹھیک ہو سکتا ہے، یا سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ النّاس پڑھ کر۔ جو اہم بات ہے کہ دم کرنے والا اور جس پر دم کیا جا رہا ہے اللہ پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ یاد رکھو، معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، جو وہ چاہتا ہے ہو جاتا ہے، اور جو وہ نہیں چاہتا ، نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اللہ پر بھروسہ کریں گے تو دونوں طبّی اور روحانی علاج موثر ہوں گے، **اور مریض اللہ کے اذن سے صحت یاب ہو جائے گا**۔ سحر کے پورا ہونے کے لیے بہت سے مراحل ہیں؛ اللہ کہیں سے اُسے روک سکتا ہے۔ ہمیں باقاعدگی سے جادو اور جادو کرنے والے کے خلاف اللہ سے دعائیں کرنی چاہییے۔ چونکہ ہر اچھائی اور بُرائی اللہ کی طرف سے ہے (دنیا کا امتحان)، اگر اللہ جادو کو موثر ہونے کی اجازت دے دے ہمیں آزمانے کے لیے، تو ہمیں اپنے حالات کو ایمان، صبر اور استقامت کے ساتھ برداشت کرنا چاہییے۔ میں اسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں۔ اللہ نے ابلیس کو اجازت دی کہ وہ حضرت ایوبؑ کو مہلک متعدی بیماری لگائے ، جس سے اُن کے اٹھارہ بچے، ماسوائے ایک بیوی کے باقی ساری بیویاں اور ہزاروں مویشی مر گئے (ابن خطیر کی نبیوں کی کہانی میں)۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زندگی اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے، اور اللہ نے اپنے نبیوں کو سب سے زیادہ آزمایا ہے۔ کسی نے نبیؐ سے پوچھا تھا کہ سب سے زیادہ کون آزمائے گئے۔ آپؐ نے کہا نبی، ایک اور حدیث میں نبیؐ نے کہا، مجھے سب سے زیادہ آزمایا گیا۔ اس دنیا میں عہدوں کے لیے کیا ہم امتحان نہیں دیتے؟ جب ہم فوج میں شامل ہونا چاہتے ہیں، تو ہم گولیوں کے سائے میں چھوٹے سے دنیاوی مفاد کے لے رینگ کر مرحلہ پار نہیں کرتے؟ لٰہذا، جنت کے لیے ہمیں آزمانے پر ہم اللہ سے ناراض ہونے کا حق نہیں رکھتے۔ ہمیں اُمید کے ساتھ اس زندگی میں اس طرح جدوجہد کرنی چاہیے کہ ہمارے نیک اعمال، ہمارے بد اعمالوں سے زیادہ ہوں، اور اللہ ہمیں ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے۔ اگر ہم اللہ

پر پختہ یقین رکھتے ہوئے اس دنیا کی فانی زندگی کا (جو آزمائشوں اور آلام سے بھری پڑی ہے) آخرت کی نہ ختم ہونے والی مطمئن زندگی سے موازنہ کریں، تو یہ امتحان ایک معمولی قیمت محسوس ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جادو، نظرِ بد وغیرہ پر اختتامیہ

اے مسلمانو، سورۃ النحل، آیات (16 :98-100) میں اللہ کہتا ہے: پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطانِ رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اُسے اُن لوگوں پر تسلّط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو (شیطان، جادوگر، نجومی، جوتشی، جعلی پیر وغیرہ) اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔ یہ آیات بہت گہرے معنی رکھتی ہیں۔ یہ ہمیں بتارہی ہیں کہ جادو وغیرہ ایمان والوں پر تسلّط حاصل نہیں کر سکتا، اِن کا تسلّط اُنہی لوگوں پر چلتا ہے جو ایسے لوگوں (جادوگر، نجومی، جوتشی، جعلی پیر وغیرہ) کو اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں۔ سوال اُٹھتا ہے کیوں؟ اس کو سمجھنے کے لیے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جن، جادو اور جادوگر محض ہمیں نفساتی طور پر نقصان پہنچا سکتے ہیں، جسمانی نہیں۔ جن، جادوگر کے کہنے پر ہمارے دل میں وسوسے ڈال سکتا ہے کہ کسی نے ہم پر جادو کیا ہے، یا نظر لگ گئی ہے یا ہمیں کسی نے بیمار کیا ہے۔ اگر ہمارا ایمان اللہ پر پختہ ہوگا تو ہم ان وسوسوں کو جھٹک دینگے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنی زندگی معمول کے مطابق جاری رکھیں گے۔ لہٰذا، جادو زیادہ اثر نہیں کرے گا۔ جب ہم اللہ پر توکل نہیں کرتے تو ہم سو نہیں سکتے اور ساری ساری رات اِن وسوسوں کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں، اور شیطان کے چنگل میں پھنس کر دنیا کی زندگی کو شک، خوف، حسد، بغض اور انتقام کی آگ میں جلا کر برباد کر لیتے ہیں، جس کا حاصل آخرت میں ناکامی ہے اور شاید جہنم ہمارا ٹھکانہ ہو۔ ہم اللہ سے اُس کی پناہ مانگتے ہیں۔ آمین!

اے مسلمانو، ہمیں احساس دلانے کے لیے سورۃ آلِ عمران، آیت (3 :175) میں اللہ کہتا ہے: ،اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں (جادوگروں، جعلی بابوں وغیرہ) سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا، آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔ ان جعلساز بدکار لوگوں (جادوگروں، جعلی بابوں وغیرہ) کے پاس جانے سے پہلے ہم اللہ سے کیوں ہم کلام نہیں ہوتے؟

کیوں ہم اللہ سے نہیں مانگتے؟ کیوں ہم اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے؟ اپنے معاملات کو کیوں اللہ پر نہیں چھوڑتے؟ ہم اللہ سے تسلسل سے کیوں نہیں مانگتے کہ وہ ہمیں نظرِ بد اور جادو سے شفا دے؟ جادو کتنا سنجیدہ معاملہ ہے آئیں ہم اس حقیقت کو سمجھیں۔ اللہ نے قرآن اور سنت میں ہمارے لیے بہت مفید معلومات فراہم کی ہیں جو ہمیں جادو کی حقیقت اور زندگی پراِس کے نتائج کے بارے میں بتاتی ہیں۔ نفسیاتی طور پر یہ اُن کو تباہ کر سکتی ہے جو اللہ کو یاد نہیں رکھتے۔ جادو اور نفسیاتی بیماریوں کی نشانیوں میں مماثلت ہے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ جادو کرنا کفر ہے، کیونکہ (اللہ کے اذن سے) یہ نفسیاتی طور پر زندگیوں کو برباد کر سکتا ہے، اور اس کا علاج اللہ کی طرف لوٹنے میں ہے۔ کوئی صحیح العقیدہ عالم کبھی تعویز نہیں لکھے گا، کیونکہ وہ قرآن اور سنت سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ جو تعویز لکھتے ہیں یا تو وہ معلومات نہیں رکھتے یا وہ جادو کرنے والے ہیں۔ یہ فراڈیے ہمیشہ لوگوں کو کہیں گے کہ تعویز نہ کھولنا، یہ تمہیں نقصان پہنچائے گا(تاکہ ہم معلوم نہ کر سکیں اس میں جادو لکھا گیا ہے یا قرآنی آیات)، وہ جھوٹے ہیں اور اسلام سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی وجہ سے اسلام جادو کی **مذمت اُس کی برائی اور دھوکہ دہی کی وجہ سے کرتا ہے۔**

اے مسلمانو، جادوگر واقعات کو چالاکی سے اپنے مفاد میں اِس طرح استعمال کرتے ہیں کہ پریشان شخص منفی رجحان کی طرف جائے، جیسے بیوی کو طلاق دینا وغیرہ۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم علاج کے لیے عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ اللہ سے دعا کرتے ہیں یہ جعلسازوں کے ہتھے چڑھتے ہیں۔ صد افسوس ہم میں سے اکثر ایمان کی کمزوری کی وجہ سے دوسرے حل ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سارے اعمال پہلے دائرہ میں آتے ہیں جہاں ہمیں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے، لٰہذا یہ ہم پر ہے کہ ہم منفی رجحان کے خلاف مزاحمت کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کریں، یا دھوکے بازوں کے کہے پر چل کر اپنی آخرت برباد کر لیں۔ اللہ چونکہ واحد فیصلہ ساز ہے، جادو اور جادوگروں کا اللہ کے فیصلوں پر کوئی اختیار نہیں۔ اگر اللہ نے جادو کا ہم پر مؤثر ہونا مقدر کر دیا ہے، یہ اللہ کی طرف سے ایک اشارہ ہے کہ ہم اُس کی طرف لوٹ آئیں۔ ہمیں آزمائشوں کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے، اور اپنی پریشانیوں کا علاج حلال طریقہ سے کر کے اپنی زندگی کو اِس طرح جاری و ساری رکھنا چاہیے کہ ہم آخرت کے منتظر ہوں۔

اے بھائیو، جب ہم اللہ سے اُمید کھو دیتے ہیں، تو اپنے دل کا راستہ شیاطین کے لیے کھول دیتے ہیں تاکہ وہ ہمیں گمراہ کر لیں۔ جب ہم اللہ سے دور ہو جاتے ہیں، اُس وقت جادوگر ہماری دیکھنے، سوچنے کی صلاحیت

اور ہماری دانش کو قرین اور جنوں کے ذریعے قابو میں کر لیتے ہیں۔ پھر ہم وہی دیکھیں گے جو وہ دکھانا چاہتے ہیں، ہم وہی سوچیں گے جو وہ کہیں گے، ہم وہی محسوس کریں گے جو وہ محسوس کرانا چاہیں گے وغیرہ۔ ہماری نفسانی خواہشات اور حُبِ دنیا کا فائدہ اُٹھا کر ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ نتیجتاً ہم مقصدِ حیات کو بھول کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ بخاری، حدیث 5/393 اور مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: سات خطرناک چیزوں سے ہوشیار ہو جاؤ۔ صحابہ نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: **اللہ کا شریک بنانا، جادو، بے گناہ کو قتل کرنا، سود، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جنگ سے بھاگ جانا، اور پارسا عورت پر بہتان لگانا۔** عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اجتنوا السبع الموبقات قالوا: يا رسول الله ! وما هن، قال الشرك بالله والسحر، وقتل النفس التى حرم الله الا بالحق، واكل الربا، واكل مال اليتيم والتولى يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات **(صحيح بخارى 393/5: ، مسلم:89)**

نبیؐ نے جادو کو شرک کے بعد رکھا، کیونکہ جادوگر شیطان کی پوجا کرتے ہیں اور اُس کی مدد اور قربت چاہتے ہیں، جو شرک ہے۔ اسی لیے حضرت علیؓ نے کہا تھا: تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔ **ایک شرابی، دوم خاندان سے تعلق منقطع کرنے والا اور سوم جادو پر یقین کرنے والا۔**

عن على بن ابى طالب رضى الله عنه قال النبى صلى الله عليه وسلم ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن خمر وقاطع رحم ومصدق بالسحر (مسند احمد:399/4)

مسلم 2606 کی ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا: **چغلخوری، نجومی اور چرب زبانی جادو ہے۔** الكاهن ساحر والساحر كافر (کبائر:186)۔ مسلم، کتاب الایمان کی اسی طرح کی ایک اور حدیث میں نبیؐ نے کہا: **چغلخور، نجومی اور چرب زبان جنت میں داخل نہیں ہونگے۔** یہ اس لیے ہے کہ جادوگر، بہتان تراش، پیشن گوئی کرنے والا اور چرب زبان ہماری عقل پر جادو سے زیادہ منفی اثر چھوڑ سکتے ہیں۔ قبائلی جنگیں کبھی جادوگروں کی وجہ سے شروع نہیں ہوئیں؛ یہ ہمیشہ دوسرے پیشوں کا کام تھا۔ نبیؐ نے کہا تھا: ایک دوسرے کی بیماری کا علاج کرو، لیکن بیماری کا علاج ممنوعہ چیزوں سے نہ کرنا (جادو، تعویز، نگینے وغیرہ)۔ نبیؐ جب کسی بچے کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھ کر اُسے بوسہ دیتے۔ کیا ہمیں اُس طرح دعا نہیں مانگنی چاہیے جس طرح نبیؐ مانگتے تھے؟

أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَامَةِ وَمِن كُلِ شَيطَانٍ وَهَامَةٍ وَمِن كُلِ عَينٍ لامَةٍ۔

نبیؐ نے یہ بھی کہا: **جو کوئی گانٹھ لگا کر اُس پر پھونکتا ہے، اُس نے جادو کیا، جس نے جادو کیا اُس نے شرک کیا، جس نے کچھ لٹکایا اُسے اُس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔** فيها من عقد عقدة ثم نفث عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم فقد سحر ومن سحر فقد اشرك ومن تعلق شيئا وكل اليه (النسائى:165/2)

اے مسلمانو، سورۃ الجن، آیات (72 :20-23) میں اللہ کہتا ہے: **اے نبیؐ، کہو کہ "میں تو اپنے ربّ کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔" کہو، "میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔" کہو، "مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میں اُس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچادوں۔ اب جو بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی بات نہ مانے گا اس کے لیے جہنمّ کی آگ ہے اور ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"** کیا ہمیں وہ کچھ نہیں کرنا چاہیے جو اللہ اور اُس کے نبیؐ نے کرنے کو کہا ہے؟

اے مسلمانو، کچھ لوگ بحث اور ضد کریں گے کہ جادو جان سے مار سکتا ہے، لہٰذا، اُنہیں بھی اپنے اور اپنے خاندان والوں کے دفاع میں کاروائی کرنے کا اختیار ہے۔ میں اکثر اِیسے لوگوں کو جو جادو کی طاقت پر یقین رکھتے ہیں، کہتا ہوں کہ مجھے کسی طاقتور جادو گر سے ملواؤ، میں اُسے ٹھیک ٹھاک پیسے دوں گا اگر وہ اس دور کے فرعونوں کو مار سکیں۔ وہ نہیں کر سکتے، وہ خالی نفسیاتی وسوسے ڈال سکتے ہیں۔ خدا نخواستہ وہ اتنے طاقتور ہوتے تو وہ ہمارے حکمران ہوتے اور ہمارا اُن سے چھٹکارا پانا ناممکن ہوتا۔ شکریہ اللہ! اسی طرح کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنات ہمارے پیسے چوری کرتے ہیں۔ میرا سوال اُن سے، وہ تھوڑے پیسے کیوں چراتے ہیں سارے کیوں نہیں۔ دوسرا کیمرے اُنہیں ڈیٹیکٹ نہیں کر سکتے، اُن کے Finger Prints بھی نہیں ہونگے، لہٰذا وہ پکڑے بھی نہیں جا سکتے، تو وہ غریبوں سے تھوڑے تھوڑے پیسے کیوں چوراتے ہیں، وہ بنکوں کو کیوں نہیں لوٹ لیتے۔ یہ پیسے جنوں کے لیے بیکار ہیں، وہ اپنے ساتھی جعلساز جادو گروں کو دے کر اُنہیں کھرب پتی بنادیتے، اُن کے پاس دولت کی اتنی فراوانی ہوتی کہ اُنھیں ہم سے پیسے بٹورنے کے لیے دھوکہ دہی، ڈرامہ بازی اور چرب زبانی نہ کرنا پڑتی۔ سوچو! اے مسلمانو، جادو گروں سے نہ ڈرو، بلکہ اللہ سے ڈرو، جو خالق ہے، رازق ہے، اور سب سے طاقتور ہے۔

اے مسلمانو، جادو گراپنی اور جنوں کی سرگوشیوں سے معاشرے تباہ کرتے ہیں، یہ ہی وجہ ہے اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں، خاندانوں کو برباد کرنے والی قابلِ نفرت حرکتوں کی وجہ سے جادو گر زندہ جلائے گئے یا لٹکادیئے گئے (کیونکہ یہ معاشرے کو تباہ کرنے والے لوگ ہیں)۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ جادو گروں کو قتل کردو، صحابہ کہتے ہیں ہم نے تین قتل کئے۔ کتب عمر ابن الخطاب ان اقتلوا کل ساحر وساحرۃ ،قال: فقتلنا ثلاث سواحر۔(کتاب التوحید:ص:243)

نبیؐ نے کہا: جادو گروں کو قتل کردو کیونکہ اللہ نے یہ سزا اُن کے لیے رکھی ہے۔ آپؐ نے مزید کہا کہ جادو، تعویز اور خوش شگونی کی چیزیں شرک ہیں۔ اے مسلمانو ہمیں چغلخور، نجومی، علمِ نجوم والے، جو تشی اور چرب زبان لوگوں سے دور رہنا چاہیے، کیونکہ یہ سب ہمیں جادو سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں، اسی لیے یہ بھی جادو کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں یہ دوسری خصلتوں والے لوگ معاشرے کو جادو سے کہیں زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اکثر ایسے

لوگوں کی وجہ سے ہم اپنے مسائل کے حل کے لیے جادوگروں کے پاس جاتے ہیں اور اپنی دانش کھو بیٹھتے ہیں۔ اللہ قرآن (102 : 2) میں کہتا ہے: اور اُنہیں خوب معلوم تھا کہ جو جادو (اور دوسری خصلتوں کا) کا خریدار بنا، اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اے مسلمانو، پرہیز کرو اِن جعل ساز بدکار لوگوں کے پاس جانے سے۔ یہاں کچھ لوگ شاید سوال کریں کہ چرب زبان اور چغل خور کو سزائے موت کیوں نہیں دی جاتی؟ دنیا میں ہر جگہ دشمن سے ساز باز کرنے پر سزائے موت دی جاتی ہے۔ اسی طرح انسانوں کے دشمن شیطان سے ساز باز کرنے والوں کے لیے سزائے موت ہے۔

اے مسلمانو، ہم ثنویت کی دنیا میں رہ رہے ہیں جہاں روشنی اور اندھیرا ایک سکے کے دو رخ ہیں۔ بُری ذہنیت کے لوگ توانائی اور طاقت کا منفی استعمال شیاطین جنوں کی مدد سے کالے جادو کے ذریعہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو منفی سوچ میں غرق ہیں اور جن کا نصب العین لوگوں کو نقصان پہنچانا، اُن کو امن سے نہ رہنے دینا، یا پیسے بٹورنے کے لیے اُنھیں بیمار یا صاحبِ فراش کرنا ہے۔ ہم انسانوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ ہم اندھیروں میں رہیں یا روشنی کی طرف چلیں۔ انسانوں کے کردار کے بھی دو رخ ہیں، اچھائی اور بُرائی کے (فرشتہ ہمیں اچھائی کی طرف بلاتا ہے اور قرین بُرائی کی طرف)۔ اچھائی اور بُرائی کا تناسب ہمارے ایمان کے حساب سے مختلف ہوتا ہے۔ ہم میں سے وہ بھی ہیں جنھوں نے بُرائی کو اپنا لیا ہے اور اُن کے اندر کی اچھائی کو بُرائی نے ڈھانپ لیا ہے۔ ہمیں بُرائی سے چھٹکارہ پانے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جب ہم جعل ساز بدکار لوگوں (جادوگر، جعلی پیر، بابے وغیرہ) پر اعتماد اور بھروسہ کرنے لگ جاتے ہیں، تو وہ دھوکہ دہی سے ہمیں ہمارے ایمان اور مال سے محروم کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یہ کہہ کر خوف زادہ کرتے ہیں کہ ہمارے یا ہمارے بال بچوں یا مال و دولت کے ساتھ یہ اور یہ ہونے والا ہے۔ وہ ہمیں ہمارے ماضی کی باتیں بھی بتا سکتے ہیں، جو ہمارے قرین نے اُس کے کان میں کہی ہونگی (کیونکہ قرین ہمیشہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے جو ہماری ہر چیز کو جانتا ہے)۔ ہم اُن کے فریب میں پھنس جاتے ہیں یہ سوچتے ہوئے کہ سچ مچ اُن کو بہت آگاہی ہے، اور بھول جاتے ہیں کہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ وہ ہمیں ایک اور فریب میں مبتلا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے خیر خواہ ہیں اور ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمانو، اگر ہم یاد کریں اس سے پہلے ہم نے کیا پڑھا تھا" وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے"، لہٰذا، اللہ اور صرف اللہ ہماری مدد کر سکتا ہے۔ ہاں، جسے ہم نیک سمجھتے ہیں یعنی جو قرآن اور حدیث پر عمل پیرا ہیں، اُنہیں دعا کے لیے کہہ سکتے ہیں، بلکہ کہنا چاہیے، تاکہ اللہ ہمیں ہماری پریشانی سے نجات دے، لیکن بہتر ہے اگر ہم اخلاص سے خود دعا مانگیں۔ اپنی جہالت کی وجہ سے ہم اُن کی ہر بکواس کو ماننا شروع کر دیتے ہیں، اور یہ دھوکے باز ہمیں اپنے رحیم ربّ سے دور کر دیتے ہیں (انّا للہ)۔ وہ ہمیں اس فریب میں مبتلا کرتے ہیں کہ اللہ کی جگہ وہ ہمارے فائدہ اور نقصان کا اختیار رکھتے ہیں۔ ہم کسی غریب کو ایک پیسہ دینا گوارہ نہ کریں، لیکن ان فراڈیوں کو خوشی خوشی لاکھوں روپے دے دیں گے۔ یہ شرکِ اکبر ہے، کیونکہ ہم مخلوق پر بھروسہ کرتے ہیں خالق پر نہیں۔ یاد رکھو، شیطان

خود ہمیں نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ محبوب ربّ سے ہمیں دور کر سکتا ہے، ماسوائے انسانی شیاطین (جادو گر وغیرہ) کی مدد سے، وہ بھی اگر ہمارا ایمان کمزور ہے۔ سورۃ الانبیآء، آیات (43-42: 21)، میں اللہ نبیؐ کو کہتے ہیں: اے محمد، ان سے پوچھو: ''کون ہے جو رات کو یا دن کو تمہیں رحمان سے بچا سکتا ہو ''؟ مگر یہ اپنے ربّ کی نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔ کیا یہ کچھ ایسے خدا رکھتے ہیں جو ہمارے مقابلے میں ان کی حمایت کریں؟ وہ تو نہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ہماری تائید اُن کو حاصل ہے۔ یہ آیات دھوکہ بازوں کے پاس جانے کے سارے دروازے بند کر دیتی ہے۔ سبحان اللہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیماریوں جادو، نظرِ بد وغیرہ کا علاج

اگر ہمیں ڈرونا یا بُرا خواب آئے تو اُسے ہمیں اپنے تک رکھنا چاہیے۔ البتہ اچھا خواب اعتبار والے سے شیئر کر سکتے ہیں۔ ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور بُرے خواب شیطان کی طرف سے۔ اگر کوئی ایسا خواب دیکھے جو اُسے اچھا نہ لگے، تو اُسے چاہیے کہ وہ بائیں جانب بغیر تھوک کے تھوکے (یعنی تھو کرے) اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے؛ وہ اُسے نقصان نہیں دے گا، اور اُسے اپنا خواب کسی کو نہیں بتانا چاہیے۔ اور اگر اچھا خواب دیکھے جو اُسے اچھا لگے، وہ اُسے ہر کسی کو نہ بتائے ماسوائے جس کو پسند کرے (صحیح بخاری)۔

اذا رای احدکم رویا یحبھا فانما ھی من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا، واذا رای غیر ذالك مما یکرہ فانما ھی من الشیطان فلیستعذ من شرھا ولا یذ کرھا لاحد فانھا لا تضرہ۔ (بخاری:6985)

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **جب رات آتی ہے (مغرب)، تو اپنے بچوں کو اپنے قریب رکھو، کیونکہ اُس وقت شیاطین ہر طرف پھیلتے ہیں۔ اور جب رات پوری طرح چھا جائے تو اُنھیں چھوڑ دو** (صحیح مسلم)۔

قرآن کی آیات سے بچاؤ اور علاج

قطع نظر اس کے کہ ہم کتنے پارسا ہیں، جادو اور نظرِ بد سے روحانی تحفظ حاصل کرنے کے لئے، ہمیں اپنی فرض نمازوں کو باقاعدگی اور وقت پر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ قرآن ہدایت اور

شفا ہے ہر روحانی، یا نفسیاتی، یا طبّی بیماری کے لیے۔ نبیؐ نے کوئی دنیاوی یا آخرت کا مسئلہ نہیں چھوڑا جس کو بیان نہ کیا ہو، اور اُس مشکل پر قابو پانے کی دعا نہ بتائی ہو۔

تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات ایسی ہیں جو مخصوص ضرورت یا مشکل میں پڑھی جائیں، تو اللہ اُس مشکل کو کم کردے گا۔اے مسلمانو، جب ہم محسوس کریں کہ ہم خود نہیں لڑ سکتے بد شگونی سے جس کا ہمیں خوف ہے، تو پھر ہمیں تمام مصیبتوں سے اللہ کی پناہ اور تحفظ میں آنا چاہیے، یعنی، ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا، اس کی رحمت کا سایہ ڈھونڈنا، یا اُس کے دامن سے چمٹ جانا، یا حفاظت کے لئے اُس کے پناہ میں داخل ہونا چاہیے۔ ہمیں پختہ یقین ہونا چاہیے کہ جب ہم اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے دیتے ہیں، تو وہ ہمیں ہر بُرائی سے بچائے گا، اور ان شاءاللہ ہم محفوظ ہوں گے۔ قرآنی آیات جو جادو وغیرہ سے بچاؤ کے لیے پڑھی جاتی ہیں وہ یہ ہیں: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن جبریلؑ نبیؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے آسمان کا ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنی، اُنھوں نے اُوپر دیکھا اور بولے کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اُس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، جو اِس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ اُس فرشتہ نے نبیؐ کو سلام کیا اور کہا کہ آپ پر دو نور نازل ہوئے ہیں اِس سے پہلے کسی نبی پر نازل نہیں ہوئے۔ 1) سورۃ الفاتحہ، 2) سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات۔ اے نبیؐ، جو اِنہیں پڑھے گا اُسے وہ ملے گا۔ دونوں نوروں میں ایک حصہ حمد ہے اور ایک حصہ دعا ہے۔ جب ہم دعا کا حصہ پڑھیں گے تو وہ قبول ہو گی اور ہمیں وہ ملے گا جو وہ کہتی ہیں۔ یعنی سورۃ الفاتحہ میں ہم صراط مستقیم مانگتے ہیں وہ قرآن ہمیں بتاتا ہے، اور سورۃ البقرہ کی آخری آیت میں توبہ کرتے ہیں وہ اللہ قبول کرے گا۔ سبحان اللہ! اگر ہم سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات تین دن مسلسل پڑھیں تو شیاطین جن ہمارے گھر کے قریب نہیں آ سکتے (ترمذی، نسائی)۔ اے مسلمانو، اگر وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے تو وہ ہمارے ذہن سے کھیل کر ہمیں نفسیاتی مریض نہیں بنا سکتے۔ ہمیں اپنا معمول بنالینا چاہیے کہ ہم سورۃ الفاتحہ اور البقرہ کی آخری دو آیات باقاعدگی سے پڑھیں۔ ایک اور حدیث میں نبیؐ نے ہمیں کہا ہے کہ قرآن کی آخری تین سورتیں فجر اور مغرب کی فرض نمازوں کے بعد تین تین بار پڑھیں یہ ہمیں ہر آزمائش سے بچائیں گی۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا: سورۃ الفاتحہ میں ہر مرض کا علاج ہے (درامی، بیہقی)۔ ایک اور حدیث میں ہمیں کہا گیا ہے کہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر مریض پر پھونکو۔ جو ثابت کرتی ہے کہ ہدایت تمام آلام سے بچاؤ ہے۔ اسلام ہمیں کہتا ہے کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کریں۔ اگر ہم بسم

اللہ شعوری طور پر اخلاص کے ساتھ پڑھتے ہیں، یہ تین اچھے نتائج لائے گی۔ پہلا یہ ہر بُرائی کو ہم سے دور رکھے گی، دوسرا اللہ کا نام ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرے گا کہ ہم اُس کا نام بُرائی اور غلط کام کے لیے تو نہیں استعمال کر رہے، تیسرا **ہمیں شیطان کی ترغیبات سے بچنے کے لیے اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہو گی۔** اللہ ہماری طرف رجوع کرے گا جب ہم اُس کی طرف رجوع کریں گے۔ جیسے پہلے کہا کہ شیاطین جن مومنوں پر قابو نہیں پا سکتے۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جو تمام کائنات کا ربّ ہے، نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، روزِ جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔(1 :1-7)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝

ایک اور حدیث میں ہمیں کہا گیا ہے کہ سورۃ البقرہ کی پہلی پانچ آیات پڑھیں یہ ہمیں تمام آلام سے محفوظ رکھیں گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ سورۃ البقرہ کو باقاعدگی سے پڑھنے سے شیاطین جن و انس ہمیں نقصان یا آلام میں مبتلا نہیں کر سکتے۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سورۃ البقرہ میں دس آیات ایسی ہیں (2:1-5, 2:163, 2:255-257, & 2:284-286) جو اتنی موثر ہیں کہ اگر کوئی اِنہیں رات کو پڑھے، شیطان اور جن اُس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی اُس رات وہ یا اُس کا خاندان بیماری، یا مصیبت، یا غم سے متاثر ہو گا، اور اگر اِنہیں کسی ایسے شخص پر پڑھا جائے جس کو پاگل پن کے دورے پڑتے ہوں، اُس کی حالت بہتر ہو جائے گی (معارف القرآن)۔ ایک حدیث میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: اللہ نے سورۃ البقرہ کو دو آیات سے مکمل کیا ہے جو ایک خزانہ ہیں جو خاص طور پر عرش سے مجھے دیا گیا۔ لہذا، خصوصی طور پر ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھاؤ (مستدرک، حاکم، بیہقی)۔ یہ آیات خلاصہ ہیں توحید کا، جو بنیاد ہے ہمارے دین کی۔ اِمام الدارمی اپنی سنن، حدیث 3382 اور 3383 میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا: جس نے رات کو سورۃ البقرہ کی دس آیات تلاوت کیں، شیاطین اُس کے گھر میں صبح تک داخل نہیں ہو سکتے (2:1-4, 2:163, 2:255-257, & 2:284-286).

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے اُس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (صحیح بخاری)۔ سورۃ البقرہ کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے میں ایک قصّہ بیان کرنا چاہوں گا۔ ایک خوبرو اور کڑیل امیر نوجوان نے ایک خوبصورت نیک امیر زادی کا ہاتھ شادی کے لیے اُس کے باپ سے مانگا۔ باپ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ کیا وہ اُس نوجوان سے شادی کرنا پسند کرے گی۔ بیٹی نے اُس کے کردار کے بارے میں پوچھا، اُسے بتایا گیا کہ وہ نماز کبھی کبھار پڑھتا ہے۔ اُس نے شادی سے انکار کر دیا۔ اُس نوجوان کو اِس سے شدید جھٹکا لگا۔ اُس نے اِسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا۔ وہ ایک جادو گر کے پاس گیا کہ وہ اُس لڑکی پر جادو کرے تاکہ وہ اُس سے محبت کرنے لگ جائے۔ وہ مقرر شدہ دن جادو گر کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا اُسے کامیابی حاصل ہوئی۔ جادو گر نے معذرت کی کہ وہ اُس کی دسترس سے باہر ہے، اور کہا کہ وہ فلاں بڑے جادو گر کے پاس جائے وہ شاید اُس کی مدد کر سکے۔ وہ اُس جادو گر کے پاس چلا گیا اور اُس سے درخواست کی کہ وہ اُس لڑکی پر جادو کرے تاکہ وہ اُس سے محبت کرنے لگے۔ وہ پھر مقرر شدہ دن جادو گر کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ کیا وہ اُس لڑکی پر جادو کرنے میں کامیاب ہوا؟ اِس جادو گر نے بھی معذرت کر لی اور کہا تم فلاں طاقتور جادو گر کے پاس جاؤ، وہ شاید تمہاری مدد کر سکے۔ وہ اُس کے پاس گیا اور اُسے بھی کہا کہ وہ اُس لڑکی پر جادو کرے تاکہ وہ اُس سے محبت کرنے لگ جائے۔ وہ مقرر دن اُس جادو گر کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا اُسے کوئی کامیابی ہوئی۔ جادو گر نے کہا وہ ہر روز سورۃ البقرہ پڑھتی ہے، اُس پر کوئی جادو غالب نہیں آسکتا کیونکہ وہ اللہ کی امان میں ہے۔ کیا یہ وہ نہیں جو ہم چاہتے ہیں؟

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ الف، لام، میم۔ یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے اُن پرہیز گار لوگوں کے لیے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے ربّ کی طرف سے راہِ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ الم ۝ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اُس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ (2: 163)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ وَإِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَاحِدٞۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحۡمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝

ایک دفعہ ابوہریرہ نے ایک چور پکڑا جو صدقہ کا مال چوری کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور اُسے کہا کہ وہ اُسے نبیؐ کے سامنے پیش کرے گا۔ چور نے ابوہریرہ سے کہا کہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں پڑھنے کے لیے ایک اچھا عمل بتاؤں گا۔ ابوہریرہ راضی ہو گئے، اُس نے اُنھیں کہا کہ جب سونے لگو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ کی طرف سے تمہارے حفاظت کے لیے ایک نگران مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب صبح صادق تک نہیں آ سکے گا۔ جب نبیؐ کو اس کا پتہ چلا، آپؐ کہنے لگے: اُس نے تمہیں سچی بات بتائی جب کہ وہ خود جھوٹا ہے۔ وہ (چور) شیطان تھا (صحیح بخاری)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ اللہ، وہ زندۂ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اُونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اُس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی اِلّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے۔ اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا اِنکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اُس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ (2 :255-257)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۔ لَاۤ اِکۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۔

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے کہا: اگر کوئی رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھے گا، وہ اُس کے لیے کافی ہوں گی (سنن ابو داود)۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ جو آدمی سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات نہیں پڑھتا، میں اُسے عقل مند نہیں کہہ سکتا (سنن درامی، حدیث 3552/3384)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے۔ تم اپنے دل کی باتیں خواہ ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ بہر حال ان کا حساب تم سے لے لے گا۔ پھر اسے اختیار ہے، جسے چاہے، معاف کر دے اور جسے چاہے، سزا دے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ رسولؐ اُس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے ربّ کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسولؐ کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ "ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔" اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے، اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے، اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ایمان لانے والو! تم یوں دعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر گرفت نہ کر۔ مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار، جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے در گزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ابو ایوب الانصاریؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی اور آیات (18: 5) اور (27-26: 3) پڑھے گا، اللہ اُس کے سارے گناہوں کو معاف کرے گا، اُسے جنت میں داخل کرے گا، اُس کی ستر خواہشیں پوری کرے گا، جس میں سب سے کم معافی ہے (روح المعانی)۔ اُوپر کی تین قرآن کریم کی آیات نقصان میں سب سے زیادہ مؤثر ہونے کے لئے جانی جاتی ہیں۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ در حقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان خدا نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا

ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ زمین اور آسمان اور ان کی ساری موجودات اس کی ملک ہیں، اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔(5 :18)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَقَالَتِ الۡیَہُوۡدُ وَالنَّصٰرٰی نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ ؕ قُلۡ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمۡ بِذُنُوۡبِکُمۡ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ مِّمَّنۡ خَلَقَ ؕ یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا ۫ وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ ۔ (18 :5)

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے، عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں، بے جان میں سے جان دار کو نکالتا ہے اور جان دار میں سے بے جان کو اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔(27-26: 3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ قُلِ اللّٰہُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ؕ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔ تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَتُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ ۫ وَتُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَتَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ۔ (27-3:26)

ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: جو کوئی اِن آیات کو سورت کے آخر تک صبح و شام پڑھے گا، اُس کا دل اُس دن یا رات کو کبھی مردہ نہ ہوگا(دیلمی)۔ محمد بن ابراہیم تیمی اپنے والد سے سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھیں نبیؐ نے ایک مہم پر بھیجا۔ مہم پر نکلتے وقت نبیؐ نے اُنھیں یہ آیات صبح و شام پڑھنے کو کہا تھا۔ ہم اُن کو پڑھا کرتے تھے جس کی وجہ سے ہم امیر ہو گئے(مالِ غنیمت) اور ہماری زندگیاں بھی محفوظ تھیں(ابن سُنّی)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ در حقیقت تمہارا ربّ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تختِ سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبر دار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا با برکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔ اپنے ربّ کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اور خدا ہی کو پکارو خوف کے ساتھ اور طمع کے ساتھ، یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں سے قریب ہے۔(56-54: 7)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ۟ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّہَارَ یَطۡلُبُہٗ حَثِیۡثًا ۙ وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِہٖ ؕ اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔ اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّخُفۡیَۃً ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۔ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِہَا وَادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔ (56-54: 7)

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔اے نبیؐ! ان سے کہو: ''اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو اس کے لیے سب اچھے ہی نام ہیں۔ ''اور اپنی نماز نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ بہت پست آواز سے، ان دونوں کے درمیان اَوسط درجے کا لہجہ اختیار کرو۔ اور کہو: ''تعریف ہے اس خدا کے لیے جس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا، (نہ اولاد ہے) نہ کوئی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، اور نہ وہ عاجز ہے کہ کوئی اس کا پشتیبان (ولی) مددگار ہو۔ ''اور اس کی بڑائی بیان کرو، کمال درجے کی بڑائی۔(110-111: 17)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ‌ؕ اَيًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى‌ ۚ وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰ لِكَ سَبِيۡلًا ۔ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ‌ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ۔ (110-111: 17)

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول (بے مقصد) ہی پیدا کیا ہے اور (کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ) تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے''؟ پس بالا و برتر ہے اللہ، پادشاہِ حقیقی، کوئی خدا اُس کے سوا نہیں، مالک ہے عرشِ بزرگ کا۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے، جس کے لیے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اِس کا حساب اس کے ربّ کے پاس ہے۔ (لاریب) ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ اے نبیؐ! کہو، میرے ربّ در گزر فرما، اور رحم کر، اور تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔''(115:23-118)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ۔ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ‌ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ‌ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۔ وَقُلْ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۔ (115:23-118)

نیچے دی گئی پہلی چار آیات میں فرشتوں پر قسم کھائی گئی یہ ثابت کرنے کے لیے کہ عبادت ایک اللہ کے لیے ہے۔ باقی چھ آیات اللہ کی واحدانیت کے ثبوت ہیں (معارف القرآن)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ قطار در قطار صف باندھنے والوں کی قسم، پھر اُن کی قسم جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں، پھر اُن کی قسم جو کلام نصیحت سنانے والے ہیں، تمہارا معبودِ حقیقی بس ایک ہی ہے۔ وہ جو زمین اور آسمانوں کا اور تمام اُن چیزوں کا مالک ہے جو زمین و آسمان میں ہیں اور سارے مشرقوں کا مالک۔ ہم نے آسمانِ دُنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے اور ہر شیطانِ سرکش سے اس کو محفوظ کر دیا ہے۔ یہ شیاطین ملاءِ اعلیٰ کی باتیں نہیں سُن سکتے، ہر طرف سے مارے اور ہانکے جاتے ہیں اور ان کے لیے پیہم عذاب ہے۔ تاہم اگر کوئی ان میں سے کچھ لے اڑے تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔(37:1-11)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۔ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكۡرًا ۔ اِنَّ اِلٰهَكُمۡ لَوَاحِدٌ ۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِزِيۡنَةِ ۨالۡكَوَاكِبِ ۔ وَحِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۔ لَا يَسَّمَّعُوۡنَ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى وَيُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ كُلِّ جَانِبٍ ۔ دُحُوۡرًا‌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۔ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۔ فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَهُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا‌ ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ لَّازِبٍ ۔ (37:1-11)

قرآن کی یہ آیات بھی معروف ہیں نقصان سے بچاؤ کے لیے۔ اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔اے گروہِ جنّ و انس ! اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے۔اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ؟(بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) تم پر آگ کا شعلہ اور دُھواں چھوڑ دیا جائے گا جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔پس اے جنّ وانس ! تم اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کا انکار کرو گے ؟ پھر (کیا بنے گی اُس وقت) جب آسمان پھٹے گا اور لال چمڑے کی طرح سُرخ ہو جائے گا؟اے جن وانس (اس وقت) تم اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ؟اُس دِن کسی انسان اور کسی جِن سے اس کا گناہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی، پھر (دیکھ لیا جائے گا کہ) تم دونوں گروہ اپنے ربّ کے کن کن حسانات کا انکار کرتے ہو ؟(55:33-40)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ يٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۔ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ يُرۡسَلُ عَلَيۡكُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ ۔ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ۔ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ فَيَوۡمَئِذٍ لَّا يُسۡـَٔلُ عَنۡ ذَنۡۢبِهٖۤ اِنۡسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۔ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔(55:33-40)

معقل بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا ہے جو کوئی سورۃ الحشر کی آخری تین آیات صبح و شام تین تین دفعہ پڑھے گا، تو اللہ اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کرے گا جو شام تک اُس کے لیے رحم کی دعا کرتے رہیں گے، اور اگر وہ اُس دن مر جائے، وہ شہید مرے گا، اور اگر ان کو شام میں پڑھے گا تو اللہ اُسے بھی یہ ہی انعام دے گا(تفسیر مظہری من ترمذی)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اُتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دبا جارہا ہے اور پھٹا پڑتا ہے۔یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی حالت پر) غور کریں۔وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا وہی رحمن اور رحیم ہے۔وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی امن دینے والا نگہبان سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے۔اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔(59:21-24)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۔هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۔هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۔(59:21-24)

قرآن مجید کی یہ آیات بھی مشہور ہیں آلام کو دور کرنے کے لیے۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے۔اے نبیؐ، کہو، میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جِنّوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا: ''ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہر گز اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔''اور یہ کہ ''ہمارے ربّ کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے،اُس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔''اور یہ کہ ''ہمارے نادان لوگ اللہ کے بارے میں بہت خلافِ حق باتیں کہتے رہے ہیں۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۔ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۔ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۔ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡہُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۔(72:1-4)

جابر بن مطعم سے مروی ہے کہ نبیؐ نے اُس سے پوچھا کہ کیا وہ سفر میں اپنے ساتھ سب سے اچھا سا تھی اور زیادہ سے زیادہ رزق پسند کرے گا۔ بھر نبیؐ نے کہا: یہ پانچ سورتیں پڑھا کرو: سورۃ الکفرون، سورۃ النصر، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس، اور ہر ایک کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے شروع کرو اور سورۃ الناس کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سے ختم کرو(تفسیر مظہری)۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سورۃ الکفرون ایک چوتھائی قرآن ہے(ترمذی)۔ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: جو کوئی آخری تین سورتوں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس کو پڑھے گا، وہ اُس کے لیے کافی ہوں گی۔ایک اور حدیث میں کہا کہ وہ ہر آفات سے اُس کے لیے کافی ہوں گی۔امام احمد عقبہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے کہا: کہ میں تمہیں تین سورتیں بتاتا ہوں جو توریت، زبور اور انجیل میں بھی ہیں، اور تم نہ سونا جب تک تم اُنھیں پڑھ نہ لو (وہ ہیں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس) عقبہ کہتے ہیں اُس دن کے بعد میں نے میں اِن سورتوں کو پڑھنا کبھی نہیں بھولا۔اے مسلمانو، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر مصیبت سے اپنے بچاؤ کے لیے قرآن کریم کی آخری تین سورتیں عطا کیں ہیں۔ پہلی سورۃ الاخلاص ہے جو ہمارے لیے اللہ کی صفاتِ اولیٰ بیان کرتی ہے۔ دوسری سورۃ الفلق ہے اور تیسری الناس ہے۔معاذ ابن عبداللہ بن خطاب کہتے ہیں کہ اُن کے والد نے کہا: ایک دن ہم بارش اور تاریک رات میں نبیؐ کو ڈھونڈنے نکلے تا کہ وہ نماز کی امامت کرائیں۔آپؐ ہمیں مل گئے اور آپؐ نے کہا کہو۔ میں نے کچھ نہ کہا۔ پھر آپؐ نے کہا بولو۔ میں پھر چپ رہا۔آپؐ نے پھر کہا بولو، میں نے نبیؐ

سے پوچھا کہ میں کیا کہوں؟ آپؐ نے کہا کہ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس صبح و شام تین تین دفعہ پڑھا کرو یہ تمہاری ہر چیز سے حفاظت کریں گی(سنن ابن ماجہ، 3511)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ کہہ دو! کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو۔(نہ میں پوجوں گا جن چیزوں کو تم پوجتے ہو) نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔(اور نہ تم پوجنا جسے میں پوجتا ہوں) اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔(109:1-6)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۔ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۔ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۔ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۔ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۔ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۔(109:1-6)

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبیؐ) تم دیکھ لیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔(وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا ہے)(110-1-3) ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۔ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہا جب نبیؐ بستر پر لیٹتے تھے تو آپؐ سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر سارے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے پھیرتے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں جب آپؐ بیمار ہوئے تو آپؐ مجھے کرنے کو کہتے(صحیح بخاری)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ کہو، ! وہ اللہ ہے، یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج ہیں۔(اللہ سب کے ساتھ ہے) نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔(نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا) اور کوئی اس کا ہمسر (کُفو) نہیں ہے۔(4-112 :1)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۔ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔(112 :1-4)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبیؐ جنوں اور آنکھوں کی بُرائی سے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سے تحفظ حاصل کرتے تھے اور اس کے علاوہ باقی چیزیں چھوڑ دیتے تھے(ترمذی)۔ انس ابن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: بیشک شیطان اپنی ناک ابنِ آدم کے دل پر رکھتا ہے، جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو دور ہو جاتا ہے اور جب وہ اللہ کی یاد سے بے خبر ہو جاتا ہے، تو شیطان اُس کے دل میں سرگوشی کرتا ہے، یہ ہیں معنیٰ الوسواس الخناس کے (سورۃ الناس)(مسند ابویعلیٰ، 4301)۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ کہو میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے ربّ کی، ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے، اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے اور گرہوں میں پُھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے، (آفت سے) اور حاسد کے شر سے (آفت سے) جب کہ وہ حسد کرے۔(113 :1-5)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۔ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۔ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔

اللہ کے نام سے جو رحمان ور حیم ہے۔ کہو، میں پناہ مانگتا ہوں ! انسانوں کے ربّ، (لوگوں کے ربّ کی !) انسانوں کے بادشاہ ! انسانوں کے حقیقی معبود کی ! اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، (دبک جانے والے کی آفت سے) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جِنّوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔(114:1-6)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ مَلِكِ النَّاسِ ۔ اِلٰهِ النَّاسِ ۔ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۔ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۔ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔(114:1-6)

اے مسلمانو، جب ہم قرآن سمجھ کر نہیں پڑھتے، ہم جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں، صحیح راستہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے، اکثر ہماری ساری سعی اندھیروں میں غلط راستہ پر صرف ہو جاتی ہے۔اِس کے بر عکس روشنی علامت ہے حق کی (قرآن کو سمجھ کر پڑھنا)، جو ہمیں صحیح راستہ کی پہچان بتاتی ہے، تاکہ زندگی کے اصلی مقصد کو سمجھ سکیں، اور شعوری طور پر استقامت کے ساتھ اُس کی پیروی کریں۔

آلام سے بچاؤ کی دعائیں

جو کوئی اسے دن میں تین دفعہ پڑھے گا، شام تک آلام سے محفوظ رہے گا، اور جو کوئی اس شام میں تین دفعہ پڑھے گا، صبح تک کوئی مصائب اُس پر اثر نہیں کریں گے۔ اس اللہ کے نام سے کہ جس کے نام سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہی ذات سننے والی اور جاننے والی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا يَضُرُّ مَعَ اسۡمِهِ شَیۡءٌ فِی الۡأَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الۡعَلِيمُ

ابو سعیدؓ سے مروی ہے کی جبرائیلؑ نبیؐ کے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ علیل ہیں؟ آپؐ نے کہا "ہاں"۔

جبرائیلؑ نے یہ پڑھ کر دم کیا: : میں اللہ کے نام سے تجھے ہر اس چیز سے دم کرتا ہوں جو کہ تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے یا ہر حاسد آنکھ سے اللہ آپ کو شفا دے میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں (صحیح مسلم، باب اسلام 4056)۔

بسم الله ارقيك من كل شيء يؤذيك من شر كل نفس أو عين حاسدٍ الله يشفيكِ بسم الله ارقيكِ

نبیؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے جو پڑھنے والے کو اچانک مصیبت اور آلام سے تحفظ مراہم کرتی ہے۔

اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے اور عافیت کے بدلنے سے اور اچانک انتقام لینے سے اور تیری تمام ناراضگیوں سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ

یہ دعا ہمارا دل اللہ کی محبت، نبیؐ اور اللہ کے نیک بندوں کی محبت سے سرشار کردیگی۔ ایک دفعہ اللہ ہمارے دل میں گھر کرلے، تو اُس کا اور نبیؐ کا حکم بجالانا آسان ہو جاتا ہے۔ نبیؐ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور ہر اُس شخص کی محبت جو مجھے تیرے نزدیک ہونے میں فائدہ دے، اے اللہ! جو کچھ تُو نے مجھے عطا کیا ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں تُو اس کو ان کاموں کا سبب بنادے جن سے تو محبت کرتا ہے، اے اللہ! جو کچھ تُو نے مجھ سے لے لیا جس سے میں محبت کرتا ہوں تُو اس کو میرے لیے فراغت کا باعث بنادے ان کاموں کے لیے جن سے تو محبت کرتا ہے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ. اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ. اللَّهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغاً لِي فِيمَا تُحِبُّ.

اس دنیا میں ہماری موجودگی ایک مقصدِ الوہیت کے تحت ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا مقصد کبھی بھی کھیل تماشہ نہیں تھا۔ ہمیں اشتباہ اور لالچ نے گھیرا ہوا ہے، جو اس دنیا کے امتحان اور آزمائش کا مظہر ہے۔ امتحان میں کامیابی کے لیے، ہمیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے، چیلنجوں کا استقامت کے ساتھ سامنا کرنا، اور اللہ سے رہنمائی اور مدد طلب کرنا۔ نبیؐ اللہ کو پُکارتے اور کہتے: اے اللہ! میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا کر اور اس کو پاکیزگی عطا کر، تو ہی اس کا بہترین پاک کرنے والا ہے۔ تو اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو، اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو۔

اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

انشاءاللہ، اس دعا کا اثر یہ ہوگا کہ ہم بیماری سے صحتیاب اور امتحان اور آزمائش میں کامیابی سے ہمکنار ہونگے۔ کوئی مصیبت ہم پر مستقل نشان یا داغ نہیں چھوڑے گی۔ بلکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کرے گی۔ سخت

آزمائشوں سے بچنے کے لیے نبیؐ یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں، تیری نعمت کے زوال (چھن جانے سے) ، تیری دی ہوئی عافیت کے ختم ہو جانے سے، تیرے اچانک انتقام سے،اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ

ہم نیچے دی گئی دعاؤں کے حصار سے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو دشمنوں کے بُرے اعمال (جادو، نظرِبد) کے بداثرات سے بچا سکتے ہیں۔اگر ہم اللہ پر بھروسہ کریں،توان دعاؤں کا اثر یہ ہو گا کہ ہم دشمنوں کی سازشوں سے بے پرواہ ہو جائیں گے۔ نبیؐ یہ پڑھا کرتے تھے: یااللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (ہر) مصیبت کی سختی سے،اور بد بختی کے گھیر لینے سے،اور بُری تقدیر سے،اور دشمنوں کے (ہم پر) ہنسنے سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ البَلَاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ القَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ

نظرِبد سے بچاؤ کے لیے نیچے دی گئی دعا نبیؐ نے صحابہ پر پڑھی۔ اے اللہ لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرمادے تو شفادے دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری ہی شفاء شفاء ہے۔ تو ایسی شفا عطا فرما جو کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے (صحیح مسلم، باب 26،حدیث 5435)۔

أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لاَ شِفَاءَ إِلاَّ شِفَاؤُكَ شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا

دشمن سے پناہ کی دعا: اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور کتنا اچھا کارساز ہے (بخاری 5/172)۔ **حَسبُنَا اللّٰهُ وَنِعمَ الوَكِيل۔**

جب نبیؐ مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے: میں اللہ عظمت والے بزرگ ذات والے اور ہمیشہ کی سلطنت والے کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر نبیؐ نے کہا کہ اگر کوئی اس دعا کو پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اسے مجھ سے سارے دن کے لیے پناہ مل گئی (سنن داود)۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ صبح و شام یہ الفاظ کہنے نہیں بھولتے تھے۔ اے اللہ! بے شک میں آپ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگتا ہوں۔اے اللہ! بے شک میں آپ سے در گزر کا اور اپنے دین، دنیا،اہل اور مال کی عافیت کا سوال کرتا ہوں۔اے اللہ! میرے عیب ڈھانپ دے اور مجھے خوف سے امن عطا فرما۔اے اللہ! میری حفاظت کر، میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ چاہتا ہوں تیری عظمت کی اس سے کہ میں نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔ **اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي دِينِي، وَدُنْيَايَ، وَأَهْلِي، وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَآمِنْ**

رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ يَمِينِي، وَعَنْ شِمَالِي، وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔

ابوالتیاح کہتے ہیں اُنھوں نے عبدالرحمٰن التمیمی، جو ایک بوڑھا آدمی تھا سے پوچھا: کیا تم آپؐ کی زندگی میں آپ تک پہنچے؟ اُس نے کہا ہاں۔ تو مین نے پوچھا: نبیؐ نے کیا کیا جب شیاطیں نے آپؐ کے خلاف سازش کی؟ اُس نے کہا: بیشک، اُس رات شیاطین نازل ہوئے نبیؐ پر ہر وادی، ہر پہاڑ اور ہر راستہ سے، اُن میں ایک شیطان جن تھا جس کے ہاتھ میں آگ تھی جس سے وہ نبیؐ کا چہرہ جھلسانا چاہتا تھا۔ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور نبیؐ کو کہا کہ پڑھو:

میں اللہ کرم کی ذات اور اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے پناہ طلب کرتا ہوں کہ جن کلمات کو کوئی نیک و بد عبور نہیں کر سکتا، ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو زمین میں پھیلی ہوئی ہے اور اس ہر چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں سے اور رات اور دن کو آنے والوں کے شر سے، سوائے جو بھلائی کے ساتھ آئے، اے رحمن!

أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ اللاَّتِي لاَ يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلاَ فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الأَرْضِ وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلاَّ طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ.

عمارہ بن شبیب کہتے ہیں نبیؐ نے کہا: جو یہ مغرب کے بعد دس بار کہے گا: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اُسی کی ہے، ساری تعریف اُسی کے لیے ہے، جو زندہ کرتا اور موت دیتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

"لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اللہ اس کی صبح تک حفاظت کے لیے مسلح فرشتے بھیجے گا جو اس کی شیطان سے حفاظت کریں گے اور اس کے لیے ان کے عوض دس نیکیاں لکھی جائیں گی جو اسے اجر و ثواب کا مستحق بنائیں گی اور اس کی مہلک برائیاں اور گناہ مٹا دیں گی اور اسے دس مسلمان غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا(ابن ماجہ 3798، مسلم، باب 35، حدیث 6508)۔

مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ. عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلَى إِثْرِ الْمَغْرِبِ بَعَثَ اللَّهُ لَهُ مَسْلَحَةً يَحْفَظُونَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوجِبَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوبِقَاتٍ وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رِقَابٍ مُؤْمِنَاتٍ

خولہ بنت حکیم السلمیؓ کہتی ہیں کہ میں نے نبیؐ کو کہتے سنا: جو بھی سفر میں ستانے کے لیے رُک کے وہ پڑھے: میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔ اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی جب تک وہ وہاں سے چلا نہ جائے (مسلم، ذکرودعا، 4881)۔ **أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔**

نیچے دی گئی دعا وہ ہے جو نبیؐ حضرت حسن اور حسین پر بلاؤں سے بچاؤ کے لیے پڑھتے تھے: میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں آتا ہوں، ہر شیطان اور زہریلی بلا کے ڈر سے اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے (بخاری 3371)۔ **أَعُوذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِن كُلِّ شَيطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِن كُلِّ عَينٍ لَامَّةٍ۔**

مروی ہے کہ نبیؐ نے یہ الفاظ حضرت علیؓ پر دم کرنے کے لیے پڑھے جو طبرانی اور دوسری جگہوں میں پر مرقوم ہیں: اے اللہ میں اسے اور اس کی اولاد تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے۔ **اللَّهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔**

اگر کوئی نیچے دی گئی دعا کو سو بار پڑھے گا، اُس کا اجر سو غلام آزاد کرانے کے برابر ہو گا، ساتھ ہی اُس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو بُرے اعمال مٹا دیئے جائیں گے اور اُس دن وہ شام تک شیطان مردود سے محفوظ رہے گا (بخاری 31119، مسلم 2691)، موطا امام مالک، باب 51، حدیث 9)۔

میں اللہ کے غصہ اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وساوس سے اور شیاطین کے میرے پاس آنے سے اس کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ. مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ، وَأَنْ يَحْضُرُونِ

اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہ سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہے ۔اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں، یا مجھے گمراہ کیا جائے، اور اس بات سے کہ میں بھکوں یا مجھے بہکا دیا جائے، اور اس بات سے کہ میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، اور اس بات سے کہ میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں یا میرے ساتھ جہالت سے پیش آیا جائے۔

بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

اے اللہ، میں تیری پناہ چاہتاہوں بُرے دن سے، اور بُری رات سے، اور بُرے وقت سے، اور بُرے ساتھی سے، اور مستقل جائے قیام کے برے پڑوس سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ

اے اللہ میں تیرے لیے مطیع ہوا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تجھ پر ہی میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی میں رجوع کرتا ہوں اور تیرے ذریعے ہی میں جھگڑتا ہوں۔

اللهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ.

اے اللہ میں تیری عزت کے ذریعے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو زندہ و جاوید ہے، تجھے موت نہیں آئے گی جبکہ جن و انس سب مر جائیں گے۔

اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْ تُضِلَّنِي، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ.

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ عظمت والے عرش کا ربّ ہے۔

حَسْبِيَ اللهُ لا إله إلا هو، عليه توكلت و هو ربّ العرش العظيم

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود اور اس خواب کے شر سے۔ **أعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ و مِن شَرِ هذِهِ الرويا۔**

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر سے (98: 16)۔ **أعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ**

اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتاہوں سخت ابتلاء سے اور بدبختی کے پکڑ لینے سے اور سوءِ قضاء سے اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ جَهۡدِ الۡبَلَاءِ وَ دَرۡكِ الشَّقَاءِ وَسُوۡٓءِ الۡقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الۡاَعۡدَاءِ

اے میرے تو جو بھی بھلائی میری طرف نازل فرمائے یقینا میں اس کا محتاج ہوں۔ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ (28:24)

اے اللہ! مجھے میرے بدن میں عافیت دے، اے اللہ میری سماعت میں عافیت دے، اے اللہ میری بصارت میں عافیت دے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اختتامیہ

اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ اُس نے یہ کتاب برکات سمیٹنے کے لیے اُتاری ہے، جو زندگی کے ہر پہلو میں برکت لاتی ہے۔ یہ ہمارے سارے مسائل کا حل بھی بتاتی ہے، جس میں حسد، نظرِ بد اور جادو بھی شامل ہیں۔ آج ہم مصائب میں گھرِ ہوئے ہیں کیونکہ قرآن ہماری زندگیوں کا حصہ نہیں۔ تحفظ دینے والی ایک سورت، سورۃ البقرہ ہے۔ نبیؐ نے کہا ہے کہ اُن لوگوں کو نظرِ بد اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتے جہاں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہو۔ ہم سورۃ البقرہ کیوں نہیں پڑھتے؟ اے مسلمانو، اللہ کا قرب حاصل کرو قرآن کے ذریعہ، وہ ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے گا۔ اے مسلمانو، کیا اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ اور اگر اللہ ہمیں آزمانا چاہے، کیا اُس آزمائش کو کوئی ہٹا سکتا ہے؟ نہیں۔ اے مسلمانو، ہمارے مسائل کا حل اللہ کی طرف لوٹ آنے میں ہے۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں: کون زیادہ طاقتور ہے، اللہ یا جادوگر، یا شیطان، یا شیاطین جن و انس؟ یقینی طور پر اللہ۔ اے مسلمانو، ہم بلاوجہ اللہ سے امیدیں چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جاتے ہیں؛ ہمیں چاہیے کہ ہم دعا کرتے رہیں، ان شاءاللہ، اللہ ہمارے لیے راستہ نکال دے گا۔ یاد رکھو، شیطان چاہتا ہے کہ ہم اُس کے حلیفوں سے ڈریں، وہ چاہتا ہے کہ ہم خوف کھائیں جادوگروں، شیاطین انس و جن سے۔ اے مسلمانو، اُن سے نہ ڈرو بلکہ اللہ سے ڈرو، جو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے، وہ ہمیں بے سہارا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ قرآن ہمیں کہتا ہے کہ جنات ہمیں اُس وقت ہی خوف زدہ کر سکتے ہیں جب ہم اللہ کو کھو دیتے ہیں۔ اللہ کو ہم اُس کی نافرمانی اور اُس کی یاد سے غافل ہو کر کھوتے ہیں۔ جب ہم اللہ سے دور ہو جاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے، تو اللہ ایک

شتونگڑے کو ہم پر مسلط کر دیتے ہیں جو ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے (انّاللہ)۔ شتونگڑوں کا ساتھ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں اللہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ لوگ جو اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں، وہ جب کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں، تو وہ اللہ کو اور زیادہ یاد کرتے ہیں، نتیجتاً اللہ اُن کے دل کو کھول دیتا ہے تاکہ حق کو پہچان لیں۔ میں اس پہلو کو سمجھانے کی کوشش کروں گا اُس قصہ سے جو مفتی مِنک نے مزاح میں کہا تھا: ایک آدمی تھا جو بہت نرم دل تھا۔ جب اُس کی شادی ہو رہی تھی تو اُس کے دوستوں نے کہا کہ ہم تیرے کمرے میں ایک بلی چھوڑ دینگے تو اُسے مار کر باہر پھنک دینا۔ اُس کی اس حرکت کی وجہ سے اُس کی بیوی کے دل میں خوف بیٹھ گیا۔ وہ اُسے کام کے لیے کہتا وہ ساتھ ہی کہتا نہیں تو! وہ ڈر جاتی اور اُس کا حکم بجالاتی۔ ایک دن وہ اپنے ماں باپ کے گھر گئی اور کہنے لگی، آپ تو کہتے تھے کہ وہ بہت نرم دل ہے، وہ تو بہت سخت ہے۔ اُنھوں نے اُسے کہا ایک دفعہ اُس کے سامنے جرات کر کے دیکھو۔ اگلے دن خاوند نے بیوی کو کہا کہ چائے بناؤ ورنہ! وہ بولی ورنہ کیا؟ خاوند کہنے لگا ورنہ میں خود چائے بنالوں گا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی جادو گروں اور شتونگڑوں کے سامنے جرت کر کے قرآن کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، وہ بھاگ جائیں گے۔ نبیؐ نے کہا: جب ہم ویران اور بیابان جگہ پر جائیں تو یہ پڑھیں: میں اللہ کے بابرکت ناموں میں پناہ لیتا ہوں ہر شر سے جس کو اُس نے تخلیق کیا، اور کوئی چیز اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ سوال اُٹھتا ہے کہ شیاطین ہمارے جسم میں کیوں گھسنا چاہتے ہیں جبکہ اُنھیں کسی جادو گر نے نہ کہا ہو؟ 1) تاکہ شیطان کے مشن کو آگے بڑھا سکیں، 2) اگر انسان سے کسی جن کے خاندان والوں کو نقصان پہنچا ہو۔ شیاطین جن خالی نفسیاتی مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں، وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر ہم نے اُن کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ کچھ لوگ شاید کہیں کہ نبیؐ پر بھی جادو کا اثر ہوا تھا۔ میری رائے میں اِس کی دو وجوہات ہیں: 1) یہ بتانے کے لیے کہ یہ ہمیں محض نفسیاتی نقصان پہنچا سکتے ہیں، 2) اِس کا شافی علاج بتانا، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور وہ دم جو جبریلؑ نے نبیؐ پر کیا۔ سبحان اللہ۔

آلام سے چھٹکارے کا ایک اور ذریعہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے صدقہ دینا ہے، چاہے جتنا چھوٹا ہو۔ میں اِسے تاریخ کے دو واقعات سے سمجھاتا ہوں۔ خلیفہ ہارون رشید نے ایک مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اُس نے حکم نامہ جاری کیا کہ اِس مسجد میں کوئی اور حصہ نہیں ڈالے گا۔ ایک مزدور اپنی ایک دن کی اجرت مسجد میں دینا چاہتا تھا۔ منع کرنے پر اُس نے چند اینٹیں خریدیں اور خلیفہ کی اینٹوں میں ملا دیں۔ مسجد مکمل ہونے کے بعد خلیفہ ہارون رشید کو خواب آیا، کیا دیکھتا ہے دو ایک جیسے خوبصورت محل ساتھ ساتھ کھڑے ہیں۔ اُس نے فرشتہ

سے پوچھا، یہ کس کا محل ہے، اُسے بتایا گیا کہ یہ اُس کا محل ہے۔ پھر اُس نے دوسرے محل کے بارے میں پوچھا، اسے بتایا گیا کہ یہ اُس مزدور کا ہے جس نے چند اینٹوں کے ذریعہ اس میں حصہ ڈالا تھا۔ سبحان اللہ۔ اسی طرح غزوہ تبوک کے وقت، نبیؐ نے عطیات مانگے۔ ایک غریب صحابیؓ نے چند کھجوروں کے عوض ایک یہودی کے باغ کو ساری رات پانی لگایا۔ وہ کھجوریں لے کر نبیؐ کے پاس پہنچا اور سارا قصہ بیان کیا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ ان کھجوروں کو برکت کے لیے سارے مال کے ڈھیروں پر بکھیر دو۔ اے مسلمانو، اللہ کی رہ میں صدقہ کرو یہ ہمیں ہر آلام سے بچائے گا۔

اے مسلمانو، سورۃ الحجرات، آیات (8-6: 49) میں اللہ کہتا ہے: **اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی** (جادو گر وغیرہ) **خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو** (جادو وغیرہ سے) **اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو**۔ خوب جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کا رسولؐ موجود ہے۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہاری بات مان لیا کرے تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ۔ مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبّت دی اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنا دیا، اور کُفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفّر کر دیا۔ ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل و احسان سے راست رو ہیں اللہ علیم و حکیم ہے۔ جب ہم اپنے حفاظتی حصار کو گرا دیتے ہیں اور ہر ایرا غیرہ کی بات پر دھیان دینا شروع کر دیتے ہیں، تو ہم خود کو شک، حسد، نفرت اور انتقام کی آگ میں جھونک دیتے ہیں۔ بہتر ہے کہ ہم اس سے صرفِ نظر کریں، نہیں تو اصل حقیقت معلوم کریں۔ اگر یہ سچ بھی ہو تب بھی معاف کرنا اور نظر انداز کرنا سیکھو، یہ سب سے اعلیٰ صدقہ ہے۔ معاف کرنا سیکھیں تا کہ ہمیں بھی معاف کیا جائے۔

اے مسلمانو، اگلی حدیث کو غور سے پڑھیں جو ہمارے رحیم ربّ کے بارے میں ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا: **کہ اللہ کہتا ہے: بیشک، اللہ نے حکم دیا کہ نیک اور بد اعمال لکھے جائیں۔ پھر اُس نے بتایا کہ کیسے لکھنا ہے۔ اگر کوئی نیک کام کی نیت کرتا ہے اور نیک عمل کرتا نہیں اُس کے حساب میں ایک نیکی لکھ دی جائے، اور اگر وہ نیک کام کر لے تو اُس کے اعمال نامہ میں دس سے سات سو یا زیادہ نیکیاں لکھی جائیں۔ اگر وہ بُرے کام کی نیت کرے اور اُسے نہ کرے، تو اللہ اُس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھوا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ عمل کر گزرتا ہے تو اُس کے نامہ اعمال میں ایک بدی لکھی جاتی ہے**(بخاری و مسلم)۔ اے اللہ، ساری تعریفیں

تیرے لیے ہیں، ہماری ساری ممنونیت تیرے لیے ہے، ہماری ساری شکر گزاری تیرے لیے ہے، ہماری ساری عبادات تیرے لیے ہیں، اے اللہ ہماری زیادتیوں کو معاف فرما، تو ہی گناہ معاف کرتا ہے۔ آمین!

اے مسلمانو، آئیں ایک مثال پر غور کریں۔ فرض کرتے ہیں ایک بادشاہ اپنے ماتحتی کو ہدایات پر مبنی ایک خط ارسال کرتا ہے، تاکہ وہ اُس پر عمل درآمد کرے اور کروائے۔ اگر وہ ماتحتی بادشاہ کا خط لے کر پڑھنا گوارہ نہیں کرتا، لہٰذا، وہ اُن ہدایات پر عمل درآمد نہیں کرا سکے گا۔ اگر بادشاہ کو پتہ چل جائے تو وہ ماتحتی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اُس کو سخت سزا دے گا یا مار ڈالے گا۔ اللہ اور اُس کے ہدایت نامہ (قرآن) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ سوچو ہمارے ساتھ آخرت میں کیا ہو گا۔ دنیاوی بادشاہوں کو شاید پتہ نہ چلے، لیکن اللہ نے ہمارے ہر عمل کو ہماری پیدائش سے پہلے ہی لکھ کر رکھ دیا ہے، وہ کسی چیز کو بھولتا نہیں اور نہ ہی ہم اُس سے بچ سکتے ہیں۔ اُن بھائیوں کے لیے جو سمجھتے ہیں کہ یہ بہروپیے اُنھیں اللہ سے بچالیں گے، اُنھیں چاہیے کہ وہ جلتے چولہے پر روزانہ پانچ منٹ بیٹھنے کی مشق کریں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میڈیکل سائنس کہتی ہے کہ جب اُوپر کی کھال جل جاتی ہے تو درد نہیں ہوتا۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ جب اُوپر کی کھال جل جائے گی ہم نئی کھال اُگائیں گے۔ ایک نہ ختم ہونے والا شدید درد۔ انّاللہ۔

اے مسلمانو، جو اب تک ہم نے پڑھا ہے، ہمیں پتہ ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ سارے معاملات اللہ کے اختیار میں ہیں۔ بدقسمتی سے جو شیطان کے جال میں پھنس گئے ہیں وہ اللہ کے بارے میں الجھن کا شکار ہیں۔ صد افسوس، ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ مردہ ولی سب دیکھتا اور سنتا ہے۔ ایک ولی جو مرنے کے بعد خود غسل نہیں کر سکتا، جو خود کفن نہیں پہن سکتا، جو خود چارپائی پر نہیں لیٹ سکتا، تاکہ اُسے قبرستان لے جایا جاسکے؛ ایک مردہ جو اپنے لیے کچھ نہ کر سکے، جب قبر میں اُتارا جاتا ہے، یکدم سب کچھ دیکھنے اور سننے لگ جاتا ہے۔ انّاللہ۔ اور اللہ جو سب دیکھنے اور سننے والا ہے، وہ نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ ہماری سنتا ہے۔ انّاللہ۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ ولی سے براہ راست مانگ سکتے ہیں، لیکن اللہ جو کہتا ہے کہ وہ اپنے بندے کی دعا سنتا ہے اور جواب دیتا ہے، اُن کو اُلو بنایا گیا ہے کہ اللہ کسی کی براہ راست نہیں سنتا۔ لہٰذا وہ اُن کی نہیں سنے گا (انّاللہ)۔ ایک زندہ جاوید ہستی جو سارے معاملات چلا رہی ہے، وہ ہمیں نہیں سن سکتا، لیکن مردہ ولی سن سکتا ہے۔ اے بھائیو، سوچو، کیا یہ بات ہضم ہو تی ہے؟ نہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہو کہ صحیح ہے، تو میرا سوال ہے: اگر اِس کی اجازت ہے، تو پھر ہم نبیؐ سے کیوں

نہیں مانگتے، جو سارے ولیوں سے اعلیٰ وارفع ہیں؟ ہم صحابہ سے کیوں نہیں مانگتے (سارے ولی مل کر ایک صحابی کی شان کو نہیں پہنچ سکتے)؟ سوچو!

اے مسلمانو، اللہ سے ہماری بغاوت تین درجوں کی ہے: 1) اُس کی نافرمانی، یعنی ہم اپنے آپ کو اُس کے بندے گردانتے ہیں اور اس کے باوجود اُس کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ 2) کافر۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اللہ سے آزاد سمجھتے ہیں یا کسی اور کی بندگی میں ہیں (شیطان، طاغوت، مذہبی رہنما، پیر وغیرہ)۔ 3) تیسرا درجہ طاغوتوں کا ہے (جیسے فرعون، نمرود وغیرہ) یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور اُس کی مخلوق کو مجبور کرتے ہیں اُن کے ماتحتی بنیں۔ ایسی ہستیاں فرعون جیسے لوگ ، شیطان، مذہبی رہنما، سیاسی لیڈر، بادشاہ، یا ایک ریاست ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ طاغوت کا انکار نہ کرے۔

اے مسلمانو، ہمیں ایک چیز ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دنیاوی نعمتیں، یا اقتدار اللہ کا اُن سے راضی ہونے کی علامت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو سارے امیر پارسا اور جنتی ہوتے، اور سارے غریب گناہگار اور جہنمی ہوتے۔ اس کے برعکس، نبیؐ نے کہا ہے کہ جنت میں اکثریت غریبوں کی ہو گی۔ اے مسلمانو، ہمیں گپیں مارنے اور سننے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ اسلام میں منع ہے۔ یہ کبھی کبھی لوگوں کے درمیان سماجی تنازعہ اور خرابی کا باعث بن جاتے ہیں۔ کسی کو بے عزت نہ کرو، نبیؐ نے کہا ہے کہ اللہ کہتا ہے۔ **اگر کوئی کسی ایمان والے کو ذلیل کرتا ہے، تو اُس نے میرے خلاف اعلانِ جنگ کیا ہے۔** نبیؐ نے مزید کہا: **اگر کوئی مومن کو غصہ دلاتا ہے، اللہ کہتا ہے اُس نے مجھے غصہ دلایا؛ اور جو ایمان والے کو غمگیں کرے گا، اللہ اُسے غمگیں کرے گا۔** آپؐ نے یہ بھی کہا: **اگر کوئی کسی ایمان والے کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھے گا، اللہ قیامت والے دن اُس کو ڈرائے گا، جس دن اُس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔** آپؐ نے یہ بھی کہا: **سارے ایمان والوں کی جان، مال و عزت مقدس ہے۔** آپؐ نے مزید فرمایا: **ایمان والے کی بے عزتی کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اُس سے لڑنا کفر ہے، اُس کا گوشت کھانا (غیبت) گناہ ہے، اُس کے مال کی حفاظت کرنا اُس کی حفاظت کرنا ہے۔** نبیؐ نے یہ بھی کہا: **اگر کوئی معمولی غلطی پر ایمان والے کو ڈانٹتا ہے، اُس کو اُس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ خود وہ غلطی نہیں کر لیتا۔** نبیؐ نے کہا: **جو کوئی رحم کرتا ہے، اللہ اُس پر رحم کرے گا؛ لہٰذا، زمین پر انسان سے رحم دلی والا معاملہ کرو، وہ جو آسمانوں میں ہے وہ تم سے رحم دلی والا معاملہ کرے گا۔** آپؐ نے یہ بھی کہا: **یقینا جو**

پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں کے بارے میں افتراپردازی کو عام کریں، اُنھیں اس دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کا سامنا ہوگا، اللہ کو پتہ ہے اور تمہیں نہیں پتہ۔

اے مسلمانو، حقیقت یہ ہے کہ ہم کبھی بھی دوسروں کے بارے میں سب کچھ نہیں جان سکتے، جیسے وہ ہمارے بارے میں سب کچھ نہیں جان سکتے۔ انسان بہت پیچیدہ ہے جس کو مکمل طور پر سمجھنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا، یہ ہم پر ہے کہ ہم اپنے ساتھی انسانوں کے ساتھ شک، حسد، نفرت، انتقام، اور بغض کے ساتھ ملتے ہیں جس کا انجام جہنم ہو گا، یا ہم کھلے ذہن، رجائیت، ایمانداری اور خلوص کے ساتھ ملیں اور جنت ہمارا آخری ٹھکانہ ہو۔ اسی لیے، نبیؐ نے کہا: **کوئی بھی چیز جو نرم مزاج ہوتی ہے، وہ اُسے خوبصورت بنادیتی ہے، اور اگر اُس سے نرم مزاجی ہٹادی جائے، تو وہ اُس کو مسخ کردیتی ہے** (مسلم، 6602)۔ سورۃ الاحزاب، آیت (5 :33)، میں اللہ کہتا ہے: نادانستہ جو بات تم کہو اس کے لیے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے، لیکن اس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرو۔ اللہ در گزر کرنے والا اور رحیم ہے۔ اسی طرح نبیؐ نے کہا: **میری اُمت کو اُن کی نادانستہ یا جبر کی وجہ سے کی گئے غلطیوں پر معاف کردیا جائے گا۔** اُوپر دی گئی آیت ہمیں کہہ رہی ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کرو، ایک دوسرکے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرو، جبکہ جو خواص پہلے بیان کیے گئے ہیں وہ رشتے توڑنے اور معاشرے میں انتشار پھیلاتے ہیں۔ اللہ پر بھروسہ کریں اور اس دنیا کو رہنے کے لئے ایک مناسب جگہ بنائیں۔ اے مسلمانو، یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے، ہمیں یہاں شک، حسد، نفرت، انتقام، اور ضعیف العتقادی سے آزمایا جائے گا۔ ہمیں ان پر قابو پانے کی ضرورت ہے، تاکہ ہمارا کردار ان خصلتوں سے پاک ہو۔ اس دنیا کا قصد کبھی بھی عیش و عشرت کی جگہ کا نہیں تھا، بلکہ اگر ہم جنت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے، آخرت وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنی پسند کی جو چیز چاہیں، حاصل کر سکتے ہیں، اور جہاں ہم شک، حسد، نفرت، انتقام اور ضعیف العتقادی کے بغیر امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ اے مسلمانو، کیا اللہ سے زیادہ کوئی رحیم ہے؟ جب ہم مانگتے ہیں، وہ دیتا ہے۔ جب ہم پکارتے ہیں، وہ سنتا ہے۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں، وہ معاف کر دیتا ہے۔ جب ہم توبہ کرتے ہیں، وہ قبول کرلیتا ہے۔ جب ہمیں کوئی مسئلہ ہو، وہ اُسے حل کر دیتا ہے۔ جو بھی ہم کرتے ہیں ہمارے بارے میں ہے، اور جو اللہ کرتا ہے وہ بھی ہمارے لیے کرتا ہے۔ تو ہم، اللہ کی کون کون سی نعمت کا انکار کریں گے؟

اے مسلمانو، نہ ہم مکمل ہیں، اور نہ ہمارے ارد گرد کے باقی لوگ مکمل ہیں۔ لوگ ایسی چیزیں کریں گے جو ہمیں ناراض اور مایوس کریں گی اور غصہ دلائیں گی۔ نفرت اور بغض کے عنوان کے تحت حدیثوں کی رو سے ہمیں اپنی

شکایتوں پر درگزر کرنا چاہئے، کیونکہ یہ اسلامی اخلاقیات کا حصہ ہے۔ یہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہے۔ اے مسلمانو، یاد رکھو، جنت معاف کرنے والوں سے بھری ہو گی: اللہ اُنھیں معاف کردے گا، کیونکہ اُنھوں نے دوسروں کو معاف کیا تھا۔ اے اللہ، ہمارے دل میں اپنی، اپنے نبیؐ کی اور اپنی مخلوق کی محبت بھر دے۔ اے اللہ، ہمارے دلوں کو شک، حسد، نفرت، انتقام اور ضعیف الاعتقادی سے پاک کر دے۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں شیاطین کے بُرے وسوسوں سے؛ اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس آئیں۔ اے اللہ، ہم تیرے بابرکت ناموں سے پناہ مانگتے ہیں ہر بُرائی سے جس کو تو نے پیدا کیا۔ اے اللہ، ہمیں سزا نہ دینا اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں، کیونکہ تو سارے گناہ معاف کرتا ہے۔ آمین!